ڈیجیٹل تصویر اور سی ڈی کے شرعی احکام

مع

گانا بجانا قرآن و حدیث کی روشنی میں

تالیف
جناب مولانا مفتی احسان اللہ شائق صاحب
(استاذ و معین مفتی جامعۃ الرشید احسن آباد، کراچی)

دارالاشاعت کراچی

ٹیلیویژن اور وی سی ڈی
کے شرعی احکام

ڈیجیٹل تصویر اور سی ڈی کے شرعی احکام

مع

گانا بجانا قرآن و حدیث کی روشنی میں

تالیف
جناب مولانا مفتی احسان اللہ شائق صاحب
استاذ و معین مفتی جامعۃ الرشید احسن آباد، کراچی

دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

عرض ناشر

الحمدللہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کرنے کا یہ مقصد بیان فرمایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو تمام صفات کمال کے ساتھ متصف ذات تسلیم کرے کہ وہ ذات وحدہ لاشریک ہے۔ وہی عبادت کے لائق ہے نہ ان کا کوئی مثل ہے نہ مثال ہے۔ قدیم ہے، ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ اس عقیدہ توحید کے اقرار کے ساتھ زندگی کے آخری لمحہ تک اللہ تعالیٰ کی طاعت وعبادت پر قائم رہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون

میں نے انسان وجنات کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا۔

ہر انسان فطری طور پر اس عقیدہ توحید پر ہی پیدا ہوتا ہے بعد میں پھر حالات وماحول سے متاثر ہو کر کفر وشرک اور بے دینی کے کاموں کو اختیار کر لیتا ہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی ﷺ ہے

کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یھودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ

بہر حال تخلیق آدم کے بعد ان کی نسل ایک زمانے تک اسی فطری عقیدہ پر قائم رہی لیکن بعد میں انسان کے ازلی دشمن شیطان مردود کے بہکاوے میں آ کر انسانوں کا ایک گروہ عقیدہ توحید سے منحرف ہو گیا اور شرک وبت پرستی میں مبتلا ہو گیا، شرک اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض ترین فعل ہے اسی لیے اس کو عظیم ترین گناہ قرار دیا یہ اتنا قبیح جرم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا کہ ہر گناہ قابل معافی ہے لیکن اگر کسی کی موت شرک پر ہو تو اس کی معافی کسی صورت میں نہیں ہو سکتی چنانچہ ارشاد ہے۔

ان اللہ لا یغفران یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء (النساء: ۱۱۶)

اور شرک وبت پرستی کی بنیاد تصویر ہے۔ شیطان نے ابتداءً انسان کو تصویر کے احترام کا

دوسری دنیا اس سے پھر آہستہ آہستہ بت پرستی میں مبتلا کر دیا، دنیا میں ہر نبی نے کفر و شرک کو مٹانے کے لیے انسانیت پر محنت کی اپنے متبعین کو عقیدہ توحید پر قائم رہنے کا درس دیا اور اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے بھی دنیا میں آکر کفر و شرک کو مٹایا اور کفر و شرک کے ذرائع اور اسباب کا بھی قلع قمع کیا چونکہ جاندار کی تصویر شرک و بت پرستی کا ذریعہ بنی تھی اس لیے جاندار کی تصویر کشی پر سخت وعید یں بیان فرمائی اور اس کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ صفت تخلیق میں مشابہ قرار دے کر جاندار کی تصویر کشی کو حرام قرار دیا، چنانچہ اس کی حرمت پر امت کا اجماع ہے اب سائنس و ٹیکنالوجی کے اس دور میں ایک طرف تو مختلف سرکاری و غیر سرکاری اداروں نے شناخت کے لیے مختلف مواقع پر تصویر کو لازم قرار دیا، دوسری طرف تصویر سازی کی نت نئی مشینیں ایجاد ہو گئیں، پرنٹ تصاویر کے علاوہ متحرک تصاویر کے استعمال کے بھی مختلف مواقع پیدا ہو گئے، اس کے ساتھ ہی آزاد طبع انسانوں نے تصویر سازی اور اس کے بے جا استعمال کو ایک کھلونا بنا لیا۔

اب تصاویر کا استعمال شرعاً کہاں جائز ہے اور کہاں جائز نہیں اور کون سی تصاویر مطلقاً حرام ہیں اور کون سی مختلف فیہ ہیں۔ ڈیجیٹل کیمرہ کی تصاویر اور ہاتھ کی بنی ہوئی تصاویر میں کچھ فرق ہے یا دونوں کا ایک ہی حکم ہے اس بارے میں علماء کرام کے مختلف آراء، نیز تصاویر کے استعمال کے مختلف مواقع کے بارے میں عصر حاضر کے علماء کرام کی مختلف آراء اور فتاوی یہ سب کچھ آپ کو اس کتاب کے اندر یکجا دستیاب ہوگا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مؤلف موصوف کی اس محنت کو قبول فرمائے نیز ناشر اور دیگر معاونین کو بھی اس اشاعت پر اجر عظیم عطا فرمائے اور قارئین کرام کو جاندار کی تصاویر کی بلا ضرورت استعمال سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

دارالاشاعت کراچی

فہرست مضامین

عرضِ مؤلف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اس وقت مسلمانوں میں بے دینی فحاشی اور عریانی پھیلانے کے لیے کفار کی طرف سے جس قدر کوششیں ہو رہی ہیں اس سے پہلے شاید ہی کبھی ہوئی ہوں۔ مسلمانوں میں بدعات اور خلاف شرع رسومات کے رواج، اسی طرح ظاہری و باطنی گناہوں کو عام کرنے، مسلمانوں کے عقیدے ونظریات کو بگاڑنے اور ان کو اسلامی تعلیمات کے علاوہ دین سے بھی دور کر کے کفر کے دلدل پر پہنچانے کے لیے سر توڑ کوششیں جاری ہیں۔

ہتھیار کے طور پر کفار نے آلات لہو ولعب، ٹی وی، وی سی آر، کیبل اور نت نئے کھیل کود کے آلات کو استعمال کرنا شروع کیا ہے۔

فحاشی و عریانی پھیلانے کے لیے ذریعہ کے طور پر سب سے زیادہ جن اشیاء کو استعمال کیا جاتا ہے، وہ بنیادی طور پر دو ہیں: (۱) گانا بجانا، موسیقی اور اس کی تمام تر نئی شکلیں (۲) تصاویر چاہے ویڈیو کی شکل میں ہو یا پرنٹ تصاویر۔ بہرحال آج کے دور میں کفار کا سب سے بڑا ہتھیار یہی ہے کہ فحاشی و عریانی کو عام کر کے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ اور روز قیامت کے حساب و کتاب سے بے فکر کیا جائے۔ پھر ان غفلت کے شکار مسلمانوں کے دل و دماغ پر حملہ کر کے انہیں دین و ایمان سے عاری کر کے اپنا ہمنوا بنا لیا جائے چنانچہ مسلم معاشرہ میں جن افراد، خاندان اور علاقہ والوں نے گانا اور اس کے آلات اسی طرح تصویر سازی کو اپنے ہاں جگہ دی وہ معاشرہ تباہ و برباد ہو گیا ہے، وہاں نہ اخلاق محفوظ ہیں نہ ہی حسن و امان ان کو حاصل ہے۔ بس نام کے مسلمان ہیں باقی رہن سہن پوشاک، کھانا پینا، شادی

بیاہ، لین دین، وضع قطع ہر چیز میں تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو فراموش کر کے اغیار کے طور طریق کو اپنا لیے گئے ہیں۔ بہت سے علاقوں میں مسلمانوں کا تشخص ہی ختم ہو گیا۔ اب وہ اس سے بھی راضی نہیں کہ ہم نے مسلمانوں کے عقائد و نظریات کو متزلزل کر دیا، ان کے اخلاق کو بگاڑ دیا، زندگی کے تمام شعبوں میں اپنی نقالی پر مجبور کر دیا، بلکہ وہ اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھ کر کافر ہی بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ:

ولن ترضی عنك الیهود والنصاری حتی تتبع ملتهم۔

یعنی کفار یہود و نصاریٰ مسلمانوں سے اس وقت تک راضی نہیں ہوں گے جب تک مسلمان اسلام کو چھوڑ کر کفر اختیار نہ کر لیں۔ غرضیکہ مسلمانوں کو سیاسی اور معاشی طور پر کمزور کرنے کے علاوہ ان کے ایمان پر بھی حملہ آور ہیں جس کے لیے منکرات پھیلانے والے آلات کو ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے اسلام نے ان دونوں منکرات سے سختی سے منع فرمایا۔

گانا بجانے کے آلات کے بارے میں ارشاد ہے:

بعثت بکسر المزامیر

یعنی میری بعثت کا ایک اہم مقصد گانے بجانے کے آلات کو توڑنا ہے۔ اب آلات وہ پرانے زمانے کے ڈھول باجا، طبلہ وغیرہ ہوں یا دورِ جدید کے موسیقی، ٹی وی، وی سی آر، انٹرنیٹ، ویڈیو، ڈیجیٹل کیمرہ کی تصویریں وغیرہ۔

اور تصاویر کے بارے میں بہت سخت وعیدیں ارشاد فرمائیں:

اشد الناس عذابا یوم القیامة المصورون۔ (بخاری و مسلم)

یعنی قیامت کے روز سب سے زیادہ عذاب مصوروں کو ہوگا۔

اب چونکہ کفار نے یہ دونوں چیزیں مسلمانوں میں عام کردیں ہیں۔ اب کوئی گانا بجانے کے آلات یا تصاویر کے استعمال سے بچنا چاہے اس بارے میں بہت سے احکام شرعیہ کو جاننا ضروری ہوگا۔ لہٰذا میں نے اس بات کو محسوس کرتے ہوئے ان دونوں موضوع پر مستقل قلم اٹھانے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ گانے کے متعلق ایک رسالہ ''گانا بجانا قرآن وحدیث کی روشنی میں'' شائع ہوا اور الحمدللہ بہت مقبول ہوا۔ بہت سے مسلمانوں کو اس سے فائدہ پہنچا۔ اب یہ دوسرا رسالہ ''تصویر اور ٹی وی کے شرعی احکام'' پیش خدمت ہے۔ اس میں تصاویر پر وعیدیں، اس کے استعمال کے مختلف مواقع کے لحاظ سے شرعی احکام، تصاویر کے استعمال سے بچنے کی برکات، اس کے علاوہ چیدہ چیدہ واقعات شامل ہیں۔ اسی طرح سی ڈیز، ڈیجیٹل کیمرہ کی تصویریں، دور جدید میں ٹی وی پر دینی پروگرام پیش کرنے کا فتنہ اور ٹی وی کی تصویر حرام ہونے کے متعلق اکابر علماء کے فتاویٰ بھی مذکور ہیں۔ یہ رسالہ پہلے بھی کئی مرتبہ شائع ہو چکا ہے، اب نظر ثانی کے بعد جدید اضافہ کے ساتھ شائع کیا جارہا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس رسالہ کو اپنے بارگاہ میں قبول فرمائیں اور اپنے بندوں کو اس سے فائدہ پہنچائیں۔ آمین

بندہ احسان اللہ شائق عفا اللہ عنہ

۲۵ ذی الحجہ ۱۴۲۸ھ

تصاویر کی ابتداء کیسے ہوئی؟

تصویر سازی کی ابتداء کچھ یوں ہوئی ہے کہ شیطان جو انسان کا ابدی دشمن ہے جس کی دشمنی بالکل ابتداء تخلیق انسانی سے ہے۔ اس نے قسم کھا رکھی تھی کہ میں انسان سے ضرور بدلہ لوں گا کیونکہ انسان خداوند کریم کی اطاعت کر کے مقرب بارگاہ بنا اور داخل جنت ہوا اور شیطان سرکشی کی وجہ سے راندۂ درگاہ ہوا۔

شیطان کو یہ بات شروع ہی سے ناپسند تھی کہ انسان توحید پر قائم رہے اور صراط مستقیم پر چلے۔ اللہ تعالیٰ ہی کو نفع و نقصان کا مالک، روزی رساں، قاضی الحاجات اور شافی الامراض مانے۔ حب فی اللہ اور بغض فی اللہ کو معیار محبت و عداوت بنائے، کیونکہ اس کو اس بات کا یقین ہے کہ جب تک انسان توحید پر قائم رہے گا وہ اپنا بدلہ نہیں اتار سکے گا۔

انسان کو نور ایمانی سے نکال کر ضلالت کے اندھیروں میں دھکیلنے کے لیے، وحدت قومی و ملی سے نکال کر فرقہ واریت کے دلدل میں پھنسانے کے لیے امن و سکون سے نکال کر فتنہ و فساد کے زنجیروں میں جکڑنے کے لیے، ایک خدا وحدہ لاشریک لہ کی عبادت سے نکال کر مختلف دیوتاؤں، اوتاروں میں پھرانے کے لیے ضروری ہے کہ انسان کو بت پرستی اور شرک میں مبتلا کیا جائے۔

تصویر، بت پرستی کا آلہ ہے

چنانچہ انسان کو بت پرستی میں مبتلا کرنے کے لیے اس نے تصاویر کو بطور آلہ و ذریعہ کے استعمال کرنا شروع کیا کیونکہ تصویر بت اور مورتی کی ابتدائی شکل ہے۔ اس نے طریقہ یہ اختیار کیا کہ اولادِ آدم کی کئی نسلوں کے گزر جانے کے بعد وہ لوگوں کے پاس پہنچا اور ان سے سوال کیا کہ فلاں فلاں بزرگ جو تم میں گزرے ہیں وہ کیسے تھے؟ لوگوں نے اپنے اعتقاد کے مطابق جواب دیا کہ بہت برگزیدہ تھے۔ پھر سوال کیا کہ ان کے فراق کا تمہارے اوپر کیا اثر ہے؟ جواب دیا کہ بہت زیادہ۔ شیطان نے پھر کہا کہ تم نہیں چاہتے کہ روزانہ اپنے ان بزرگوں کی زیارت کرلیا کرو؟ لوگوں نے کہا کہ کیوں نہیں! لیکن اس کی کیا صورت ہے؟ شیطان نے کہا کہ تم ان کی تصویر بنا کر اپنے گھروں میں اور مقدس جگہوں میں رکھو اور روزانہ تعظیم کی نیت سے ان کو دیکھو۔

چنانچہ لوگوں کو شیطان کا یہ سبق پسند آیا۔ سب نے بخوشی اس کو قبول کیا۔ پھر جب وہ نسل ختم ہوگئی تو دوسری نسل کو سمجھایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے باپ دادا ان تصویروں کا بہت زیادہ احترام کیا کرتے تھے۔ لہٰذا تم بھی ان کے سامنے جھکا کرو۔ اس طرح بہکاتے بہکاتے لوگوں کو بت پرستی میں مبتلا کردیا۔ (قصص النبیین)

عن عائشۃ رضی اللّٰہ عنہا قالت لما اشتکی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ذکر بعض نسائہ کنیسۃ رأینہا بارض الحبشۃ یقال لہا ماریۃ وکانت ام سلمۃ وام حبیبۃ رضی اللّٰہ عنہما اتتا ارض الحبشۃ فذکرتا من حسنہا وتصاویر فیہا

فرفع رأسها فقال أولئك إذا مات منهم الرجل الصالح بنوا على قبره مسجدا ثم صوروا فيه تلك الصور وأولئك شرار الخلق عند الله. (الصحيح البخاری: ج ۱، ص ۱۷۹)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الوفات میں بعض ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے سرزمین حبشہ میں بنے ہوئے ایک گرجا کا ذکر کیا جس کا نام ماریہ تھا۔ حضرت ام سلمہ اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہما حبشہ چلی گئیں تھیں، انہوں نے گرجے کے حسن و جمال اور اس میں موجود چند تصویروں کا ذکر کیا۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک اوپر اٹھایا اور ارشاد فرمایا کہ (یہ اہل کتاب کا دستور رہا ہے کہ) جب ان میں کوئی مرد صالح انتقال کر جاتا تو اس کی قبر پر مسجد تعمیر کرتے پھر اس میں تصویریں بنا دیتے، آخر انہی تصویروں سے بتوں سے شرک کا دروازہ کھل گیا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بدترین خلائق ہیں۔ (صحیح بخاری)

پھر اس بت پرستی کو مٹا کر لوگوں کو درس توحید دینے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ انہوں نے اپنے اپنے زمانے میں کفر و شرک کو مٹایا، بت پرستی سے روکا اور قوم کو درس توحید دیا۔

آخر میں سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے، انہوں نے بھی لوگوں کو خالص توحید کی دعوت دی، بت پرستی سے روکا، دین فطرت پر قائم رہنے کا حکم فرمایا۔

چونکہ شرک کی ابتداء تصویر سے ہوئی تھی اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر کی خوب مذمت بیان فرمائی۔ چنانچہ ارشاد ہے:

أشد الناس عذابا يوم القيامة المصورون۔ (متفق عليه مشكوة)

''قیامت کے روز سب سے زیادہ عذاب اللہ کے پاس فوٹو گرافروں کو ہوگا''۔

(مشکوٰۃ بحوالہ بخاری و مسلم)

چنانچہ تصویر اپنی نوعیت کا سنگین جرم ہے اس لیے اس پر عذاب بھی سخت ہوگا۔

بڑا ظالم کون ہے؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

قال اللّٰہ تعالٰی ومن اظلم ممن ذھب یخلق کخلقی فیخلقوا ذرۃ او لیخلقوا حبۃ او شعیرۃ۔ (متفق علیہ۔ مشکوۃ)

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حدیث قدسی میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالٰی نے فرمایا اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو تخلیق میں میری مشابہت اختیار کرے ...؟ وہ ذرا ایک ذرہ (چیونٹی) تو پیدا کرے یا ایک دانہ یا ایک جو تو پیدا کرکے دکھائے۔"

(مشکوۃ بحوالہ بخاری ومسلم)

یعنی اللہ تعالٰی نے تصویر کشی کو اپنی خدائی اور کارِ تخلیق میں دخل دینے کے مترادف قرار دیا۔ تصویر کھینچنا ایسا ہے جیسا کہ خدا تعالٰی کے ساتھ صفت تخلیق میں مشابہت اختیار کرنا۔ جس کا گناہ عظیم ہونا ظاہر ہے۔

وعن عائشۃ رضی اللّٰہ تعالٰی عنھا قالت قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اشد الناس عذاباً یوم القیامۃ الذین یضاھون بخلق اللّٰہ۔ (متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن سب لوگوں سے زیادہ سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو تخلیق میں اللہ تعالٰی کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

تصویر دار پردہ لٹکانے کی ممانعت

قالت عائشۃ رضی اللہ عنہا: قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سفر وقد سترت بقرام لی علی سہوۃ لی فیہا تماثیل فلما رآہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہتکہ وقال اشد الناس عذابا یوم القیامۃ الذین یضاہون بخلق اللہ

(بخاری ص ۸۸۰ باب التصاویر)

حضرت عائشہ رضی اللہ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے تشریف لائے میں نے طاق پر تصویر دار پردہ لٹکایا ہوا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسے دیکھا تو پھاڑ دیا اور فرمایا کہ قیامت کے روز ان لوگوں کو سخت ترین عذاب ہوگا جو صفت تخلیق میں اللہ تعالیٰ کی نقل اتارتے ہیں۔ (بخاری)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی دوسری روایت ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ ایسا تکیہ خریدا جس پر تصویریں تھیں، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں داخل ہوتے وقت جب اس تکیہ کو دیکھا تو دروازہ پر رک گئے اور حجرے میں داخل نہیں ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر ناگواری کے آثار دیکھے تو بھانپ گئیں (کہ تصویر دار تکیہ کی وجہ سے ناگواری ہے) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ کے رسول میں اللہ کی نافرمانی کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی طرف متوجہ ہوں، آخر میں نے ایسا کون سا گناہ کیا ہے کہ آپ میرے حجرے میں داخل نہیں ہو رہے ہیں؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تکیہ کیسا ہے یہ تم کہاں سے لائی ہو؟ کہتی ہیں میں نے عرض کیا کہ میں نے اس تکیہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خریدا ہے تاکہ آپ جس وقت چاہیں اس کا سہارا لے کر بیٹھیں، جس وقت چاہیں اس کو

ہوتے وقت سر کے نیچے رکھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا: جو تصویر بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ جو تصویریں تم نے بنائی ہیں ان میں جان ڈالو اور ان کو زندہ کرو۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس گھر میں تصویر ہوتی ہے اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (بخاری، مسلم)

ان دونوں حدیثوں سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ گناہ کی جگہ جہاں فرشتے داخل نہیں ہوتے وہاں جانا درست نہیں، کیونکہ جہاں فرشتے داخل نہیں ہوتے وہ عذاب والی جگہ ہوگی۔ تفصیل اگلی حدیث میں آرہی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر کوئی گناہ کا کام ہوتا ہوا نظر آئے یعنی خلاف شرع کوئی بھی بات نظر آجائے اور انسان کے اندر اس گناہ کو مٹانے کی قدرت ہو تو اس کو اپنے ہاتھ سے مٹا دینا لازم ہے اور اس کے خلاف غم و غصہ کا اظہار بھی کیا جائے اور ایسا طرز عمل اختیار کیا جائے کہ یہ صرف اللہ تعالیٰ کے حکم توڑنے کی وجہ سے ناراض ہیں۔ تصویر سازی اور بلا ضرورت اس کا استعمال بھی عظیم گناہ ہے اس لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اس تصویر والے پردہ کو پھاڑ دیا۔ لہٰذا امت کے ہر فرد پر لازم ہے کہ تصویر سے اپنی بیزاری کا اظہار کیا جائے اور بلا ضرورت اس کے استعمال سے مکمل اجتناب کیا جائے۔

رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ کلب ولا تصاویر۔ (مشکوٰۃ)

"جس گھر میں کتے اور تصویریں ہوں اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔"

(مشکوٰۃ)

معلوم ہوا کہ جہاں تصویر ہو، چاہے دکان ہو یا مکان، دفتر ہو یا کوئی اور جگہ اور تصویر بھی خواہ کسی کی بھی ہو، کسی بزرگ کی ہو یا کسی فاسق و فاجر کی یا خود اپنی ہو، غرضیکہ کسی بھی جاندار کی تصویر جہاں ہو وہاں رحمت کے فرشتوں کا نزول نہیں ہوتا۔ جب رحمت کے فرشتوں کا نزول نہیں ہوگا تو وہاں پریشانیاں، بیماریاں، بے برکتی اور نحوست کا نزول ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ (آمین)

تصویر سازی کو روزگار بنانے کی ممانعت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول کل مصور فی النار یجعل لہ بکل صورۃ صورھا نفسا فیعذب بہ فی جہنم قال ابن عباس فان کنت لا بد فاعلاً فاصنع الشجر ومالا روح فیہ۔ (بخاری ومسلم)

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا ہے کہ ہر تصویر کھینچنے والا جہنمی ہے۔ اس کی ہر تصویر میں جان ڈالی جائے گی، اسی کے ذریعے مصور کو عذاب دیا جائے گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اگر تصویر کھینچنا ہی ہے تو درخت یا ایسی کوئی چیز جو جاندار نہ ہو اس کی کھینچو۔“ (مشکوٰۃ)

مطلب یہ ہے کہ جاندار کی تصویر بہت مذموم، قابل نفرت اور قابل گرفت ہے، البتہ غیر ذی روح درخت، قدرتی مناظر، اشجار وغیرہ کی شرعاً گنجائش ہے۔

حضور ﷺ کا تصویر والے مقام سے پرہیز کرنا

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ ہر ایسے مقام سے پرہیز فرماتے تھے جہاں تصویر ہو، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یترک فی بیتہ شیئاً فیہ تصالیب۔

(مشکوۃ)

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کوئی تصویر والی چیز نہیں چھوڑتے تھے۔"

تو معلوم ہوا کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تصویر سے بہت ہی نفرت تھی جس کا اظہار آپ نے اپنے قول وفعل سے فرمایا۔

تصویر کشی کی حرمت

فقہاء کرام اس پر متفق ہیں کہ جاندار کی تصویر سازی باجماع امت حرام ہے۔ جو مذاہب کی کتابوں میں مدلل مذکور ہیں ہم یہاں پر صرف شیخ الاسلام علامہ محی الدین نووی شافعی رحمہ اللہ کی ایک عبارت پیش کرتے ہیں:

قال اصحابنا وغیرھم من العلماء تصویر صورۃ الحیوان حرام شدید التحریم وھو من الکبائر لانہ متوعد علیہ بھذا الوعید الشدید مذکور فی الاحادیث وسواء صنعہ بما یمتھن او بغیرہ فصنعتہ حرام بکل حال لان فیہ مضاھاۃ لخلق اللہ تعالیٰ وسواء ما کان فی ثوب او بساط او درھم او دینار او فلس او اناء او حائط او غیرھا واما تصویر صورۃ شجر ورحال الابل وغیر ذلک مما لیس

فيه صورة حيوان فليس بحرام (وبعد سطرين) ولا فرق في هذا كله بين ماله ظل وما لا ظل له هذا تلخيص مذهبنا في المسئلة وبمعناه قال جماهير العلماء من الصحابة رضي الله تعالى عنهم والتابعين ومن بعدهم وهو مذهب الثوري ومالك وابي حنيفة وغيرهم رحمهم الله تعالى۔ وقال بعض السلف انما ينهي عما كان له ظل ولا باس بالصورة التي ليس لها ظل وهذا مذهب باطل، فان الستر الذي انكر النبي صلى الله عليه وسلم الصورة فيه لاشك احد انه مذموم وليس لصورته ظل مع باقي الاحاديث المطلقة في كل صورة۔

(شرح النووي على صحيح مسلم ص ۱۹۹ ج ۲)

ہمارے علماء (شافعیہ اور دوسرے علماء نے فرمایا کہ جاندار کی تصویر بنانا سخت حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔ اس لیے اس پر سخت وعیدیں آئی ہیں، جو احادیث میں مذکور ہیں خواہ تصویر پامال اور ذلیل کرنے کی غرض سے بنائی گئی یا کسی دوسرے مقصد کے لیے ان کا بنانا، بہرحال حرام ہے کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی صفت تخلیق کا مقابلہ ہے اور خواہ وہ کپڑے پر بنائی جائے یا بچھونے، درہم، دینار، پیسے، برتن، دیوار یا کسی اور چیز پر۔ البتہ درخت اور دوسری بے جان چیزوں کی تصویر بنانا جائز ہے۔

ان تمام احکام میں سایہ دار (صورت) اور بے سایہ صرف نقش تصویر کے مابین کوئی فرق نہیں (دونوں قسمیں یکساں طور پر حرام ہیں) یہ اس مسئلہ میں ہمارے مذہب کا خلاصہ ہے اور یہی قول ہے۔ جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم تابعین اور مابعد کے علماء رحمہ اللہ کا اور یہ مذہب ہے امام سفیان ثوری، مالک اور ابوحنیفہ وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ کا۔

اسلاف میں سے بعض کا قول ہے کہ سایہ دار (ذی جسم) تصویر سے منع کیا جائے گا اور ان تصویروں میں کوئی حرج نہیں جو بے سایہ ہیں۔

لیکن یہ مذہب باطل ہے اس لیے کہ جس پردہ کی تصویر پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکیر فرمائی ہے بے شک وہ تصویر مذموم تھی، حالانکہ اس تصویر کا کوئی سایہ نہ تھا اور دوسری احادیث اس پر مستزاد ہیں، جو ہر تصویر کے متعلق مطلق ہیں (یعنی سایہ دار اور بغیر سایہ ہر قسم کی تصویر کی حرمت پر دال ہے)۔ (شرح مسلم)

علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وفي التوضيح قال اصحابنا وغيرهم تصوير صورة الحيوان حرام اشد التحريم وهو من الكبائر وسواء صنعه لما يمتهن او لغيره فحرام بكل حال لان فيه مضاهاة لخلق الله وسواء كان في ثوب او بساط او دينار او درهم او فلس او اناء او حائط واما ليس فيه صورة حيوان كالشجر ونحوه فليس بحرام وسواء في هذا كله ماله ظل ومالا ظل له، وبمعناه قال جماعة العلماء مالك والثوري وابو حنيفة وغيرهم رحمهم الله تعالى۔ (عمدة القاري: ج ۲۲، ص ۷۰)

توضیح میں ہے کہ ہمارے فقہاء (حنفیہ) اور دوسرے حضرات نے بھی فرمایا کہ جاندار کی تصویر حرام ہے اور کبیرہ گناہوں میں سے ہے، خواہ پامال اور ذلیل کرنے کے لیے بنائی جائے یا کسی اور مقصد سے۔ بہر کیف حرام ہے اس لیے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی صفت تخلیق کا مقابلہ ہے اور خواہ وہ تصویر کپڑے پر ہو یا بچھونے، دینار، درہم، پیسے، برتن، دیوار پر۔ ہاں جس میں جاندار کی تصویر نہ ہو جیسے درخت وغیرہ تو یہ حرام نہیں اور اس کی حکم حرمت میں سایہ دار (جسم دار صورت) اور بے سایا (بے جسم صرف نقش) تصویریں برابر ہیں، علماء کی جماعت نے یہی فرمایا ہے۔ امام مالک، سفیان ثوری اور امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہی قول ہے۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری)

تصویر کی لعنت عام ہوگئی ہے

فقہاء نے بلا ضرورت تصویر کشی کو حرام قرار دیا اور اس کی طرف دیکھنے اور دکھانے کے لیے گھروں میں اور دیگر نمایاں مقامات پر آویزاں کرنے کو ممنوع اور مکروہ قرار دیا تھا افسوس !

آج ہماری حالت اس کے برعکس ہے۔ ہماری کوئی بھی محفل خوشی کی ہو یا غمی کی، کوئی دکان ہو کوئی اس لعنت سے خالی نہیں۔ گویا کہ ہم نے تصویر کو زندگی کا ایک لازمی حصہ بنا لیا ہے۔ جس پر ہم جینا اور مرنا ہے۔ ہم اپنی تقریبات کو اس وقت تک نامکمل سمجھتے ہیں جب تک اس تقریب کی تصویر نہ اتاری جائے یا ویڈیو، مووی نہ بنائی جائے۔ اسی طرح اپنے مکان دکان اور دفتروں کو اس وقت تک نامکمل سمجھتے ہیں جب تک ان کے شوکیسوں اور دیواروں پر بڑی بڑی دو چار جاندار کی تصویریں چسپاں نہیں کر لیتے۔ اسی طرح بچوں کا کھلونا ہے وہ بھی صورت والی ہونی چاہیے۔ اسی طرح اپنی تجارتی چیزوں کے لیے اشتہارات بھی تصویروں کے ساتھ ہونے چاہئیں۔ جب تک اشتہارات میں تصویریں نہ ہوں یہ سمجھتے ہیں کہ یہ چیز مارکیٹ میں چلے گی ہی نہیں۔ وہ بھی کسی خاتون کی ننگی تصویر ہونی چاہیے (انا للہ وانا الیہ راجعون) جس چیز کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ناجائز اور ممنوع قرار دیا جس کی موجودگی، اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول روک دیتی ہے، جس سے شرک اور بت پرستی کی ابتداء ہوئی۔ آج اسی تصویر کو ہم نے گلے کا ہار بنا لیا۔ اسی کو عزت اور دولت کا مدار سمجھا جانے لگا۔ اس پر طرہ یہ ہے کہ اخبارات، رسائل اور ٹی وی وغیرہ میں بھی تصویر کی نمائش کو سب سے زیادہ پرکشش بات سمجھی جاتی ہے۔ عوام تو عوام خواص و علماء بھی اس میں بڑھ چڑھ کر

حصہ لینے لگے ہیں۔

اخبارات اور رسائل کے سرورق پر نمایاں تصویر نہ آئے تو اس کے لیے احتجاج کیا جاتا ہے۔ کوئی بھی جلسہ یا تقریب ہو اس کے لیے پہلے ہی سے تصویر کشی کا انتظام کیا جاتا ہے۔ پھر مزید یہ کہ ہفت روزہ اور ماہناموں میں بھی عریاں تصویروں کے بغیر کوئی جاذبیت نہیں رہتی۔

اب تو بہت سے علماء کو بھی شوق ہو گیا ہے کہ وہ بھی ٹی وی کی زینت بننے کی کوشش کرتے ہیں پھر مزید یہ کہ ناچ گانوں کا مرکز فحاشی و عریانی کا آلہ ٹی وی کو اشاعت دین کا ذریعہ قرار دیا جا رہا ہے۔ یہ خود فریبی نہیں تو اور کیا ہے۔

ہائے امت مسلمہ! کہاں بھٹک رہی ہے۔ احکام شرعیہ سے کس قدر سرتابی ہے۔ ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر روگردانی ہے۔ خدا ہی حفاظت فرمائے۔ ؏

چوں کفر از کعبہ خیزد کجا ماند مسلمانی

محاسبہ کریں!

میری ان معروضات کا حاصل یہ ہے کہ ہم اپنی زندگی پر نظر ثانی کریں اور ظاہری باطنی گناہوں کا محاسبہ کریں۔ خاص کر تصویر کے بارے میں ہم سے جو کوتاہیاں ہو گئیں اور ارشادات نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو سرتابیاں ہو گئیں تو ان سے خوب توبہ کریں اور تمام غیر ضروری تصویروں کو پھاڑ ڈالیں۔ گھروں، دکانوں اور دیگر مقامات پر جو تصویریں آویزاں ہیں ان کو اتار دیں یعنی تصویر کا چہرہ مسخ کر دیں۔ شادی بیاہ و دیگر تقریبات میں تصویر کشی اور ویڈیو فلم بنانے سے گریز کریں۔ اخبارات و رسائل وغیرہ میں تصویر نہ چھاپی جائے۔ اگر تصویر والی چیزیں خریدنا پڑے تو فوراً تصویر کو مٹا دیں۔ شوروم اور شوکیسوں میں مورتیاں نصب نہ کریں۔ بچوں کے کھلونے خریدتے وقت جاندار کی تصویروں سے بچیں اور بچوں کے دل

میں تصویر سے نفرت بٹھائیں اور تصویر والی جگہوں میں داخل ہونے سے اجتناب کریں۔ مگر ضرورت سے جانا پڑے تو تصویر کی طرف دیکھنے سے اپنی نظر کی حفاظت کریں اور دوسروں کو بھی اس کی تبلیغ اور احکام شرعیہ سے مطلع کریں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی صحیح فہم نصیب فرمائے شریعت پر کامل و مکمل عمل کی توفیق بخشے اور سرتابی و سرکشی سے حفاظت فرمائے۔ آمین

تصویر سے اجتناب کے برکات

وسعت رزق کا واقعہ

ایک مولوی صاحب نے اپنا واقعہ یوں بیان کیا کہ میں جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں طالب علم تھا میرے مرشد و مربی حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ نے مشورہ دیا کہ آپ رات کا قیام خانقاہ میں رکھیں، چنانچہ یہ مشورہ قبول کر لیا گیا، ان دنوں کھانے کے مصارف بھی میرے ذمہ تھے، اچانک میرے مصارف میں اضافہ ہوگیا۔ روزانہ آنے جانے کا کرایہ اور خانقاہ میں کھانے کے مصارف، اس پر مزید یہ ہے کہ جامعہ میں یہ کہہ کر میرا کھانا بند کرا دیا کہ انہوں نے امامت سنبھال لی۔ لہذا جامعہ کی طرف سے ان کا کھانا بند ہے، اس لیے مجھے گھر کی طرف سے جو خرچ ملتا تھا وہ ناکافی ثابت ہونے لگا تو میں نے سوچا کہ ٹاؤن کا پاس بنوا لیتا ہوں، اس طرح کرایہ کی کافی بچت ہو جائے گی، لیکن اس کے لیے تصویر کھنچوانا لازم تھا، چونکہ تصویر کشی شرعاً حرام ہے اس لیے بندہ کو تامل ہوا کہ اس ضرورت سے صرف تصویر کھنچوائی جائے یا نہیں، تو بندے ایک نہایت ہی شفیق استاذ

محترم سے اس سلسلہ میں مشورہ کیا تو انہوں نے فرمایا اس گناہ کے ارتکاب سے اجتناب کریں اور صبر کریں ان شاء اللہ، اللہ تعالیٰ برکت نازل فرمائیں گے، چنانچہ بندہ نے اس مشورہ پر عمل کیا اور کاروبار نہیں ہو پایا، بس دو سال تو کسی طرح گزار لیا، شعبان کے مہینہ ہی سے اللہ تعالیٰ نے رزق میں ایسی وسعت فرمادی کہ فراغت تک پھر کبھی تنگی پیش نہیں آئی، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں بھی تمام گناہوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

یادگار تصویروں کو آگ لگادی

انہوں نے ہی اپنا دوسرا واقعہ اس طرح بیان کیا کہ مجھے بچپن میں اس کا بہت شوق تھا کہ مختلف اوقات کی تصویریں اپنے پاس یادگار کے طور پر رکھوں، چنانچہ میرے پاس درجۂ خاصہ تک بہت سی تصویریں جمع ہوگئیں ان کو دیکھ دیکھ کر خوش بھی ہوتا تھا۔ اس دوران تصویر کی قباحت والی بہت سی حدیثیں بھی پڑھنے سننے کا اتفاق ہوا لیکن کبھی اس طرف توجہ نہیں گئی کہ اس عظیم گناہ سے توبہ کی جائے۔ ایک دفعہ اتفاق سے ایک ولی کامل کی مجلس وعظ میں بیٹھا ہوا تھا کہ تصویر کی مذمت پر بات چل پڑی اس پر وارد ہونے والی وعیدیں خوب سنائی گئیں۔ بس میرے دل میں تصویر سے نفرت بیٹھ گئی، طبیعت میں ایک طرح کی بے چینی پیدا ہوئی اور بار بار سوچتا رہا کہ میں اب تک اس عظیم گناہ کے اندر مبتلا ہوں اگر اس دوران موت آجاتی تو پھر کس قدر سخت عذاب میں گرفتار ہوتا آخر ان تصاویر میں دنیا کا کون سا فائدہ مضمر ہے۔ یہ تو بے جان چیز ہے۔ شیطانی دھوکا ہے کہ یادگار تصویریں، یہ تو دنیا میں بھی حصول رحمت سے مانع ہے پھر آخرت میں عذاب ہونا بھی حدیث میں مذکور ہے وہیں بیٹھے بیٹھے ہی اس گناہ کبیرہ سے توبہ کرلی پھر جب اپنے قیام گاہ میں آیا تو ساری یادگاروں کو آگ لگادی ساتھیوں

نے پوچھا خیر تو ہے؟

میں نے جواب میں کہا کہ ان تصویروں میں لعنت کے سوا کوئی خیر کی بات ہوتی تو پھر جلاتا کیوں! اب بات میری سمجھ میں آگئی ہے کہ یہ بت پرستی کا ذریعہ ہے، تصویر کا احترام کی آدمی کو بت پرستی تک پہنچاتا ہے، اس طرح اللہ پاک نے اس گناہ سے بچالیا۔ پھر میں سوچتا رہا کہ اس سے پہلے بھی تو یہ حدیثیں بارہا دیکھیں پھر عمل کی توفیق کیوں نہیں ہوئی؟ بعد میں یہ بات سمجھ میں آئی کہ جب تک انسان کے دل میں کسی گناہ کی نفرت نہیں بیٹھ جاتی ہے اس وقت اس گناہ کو چھوڑنا مشکل ہوتا ہے چونکہ اس گناہ کی وجہ سے آخرت کی تباہی کے علاوہ دنیا کا بھی کتنا بڑا نقصان ہو رہا ہے اور گناہوں سے دل میں نفرت بیٹھانے کا ایک اہم نسخہ یہ ہے کہ نیک صالح لوگوں کی صحبت اختیار کی جائے اور ان سے گناہ چھوڑنے کے نسخے حاصل کیے جائیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہر قسم کے گناہوں سے حفاظت فرمائے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ

ایران کی سیر قربان

واقعہ:

ایک عالم دین کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ایران کے سرحد پر واقع "تفتان" شہر میں میرا جانا ہوا اور وہاں جمعہ کا بیان ہوا، منکرات کے بارے میں خوب وضاحت کے ساتھ بیان ہوا، اس کے بعد وہاں کے با اثر لوگوں نے اصرار شروع کیا کہ ایران کی سیر کر لی جائے تمام مصارف ہمارے ذمہ ہے، آپ صرف ہاں کہہ دیں، چنانچہ ہاں کہہ دیا، اس کے بعد اگلے دن بازار گئے کہ راہداری لینے کے لیے تصویر کی ضرورت ہے، ان کا بیان ہے کہ تصویر کی دکان کے سامنے جا کر میں نے غور وفکر کیا اس وقت ایران جانا کون سا ضروری ہے، جس کے لیے کسی

بڑے سے گناہ کا ارتکاب کیا جائے، ایران نہ گیا تو میرا کیا نقصان ہوگا جانے سے کیا فائدہ؟ ایسا کوئی ضروری کام یا کسی خاص آدمی سے ملاقات یا دین و دنیا کا کوئی اہم کام تو ہے نہیں بس شہر کے بازار اور سڑکوں ہی کو تو دیکھنا ہے، شریعت نے ضرورت شدیدہ کے وقت جو تصویر کی اجازت دی ہے اپنی کوئی ضرورت تو یہاں متحقق نہیں، بس دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا کہ ایران نہیں جائیں گے پھر میزبانوں کو اطلاع کر دی کہ میرا ایران جانے کا ارادہ ختم ہوگیا ہے کیونکہ یہ ایک گناہ کے ارتکاب پر موقوف ہے جبکہ شریعت نے ایسے غیر ضروری کاموں کے لیے ایسے عظیم گناہ کے ارتکاب کی اجازت نہیں دی، بس انہوں نے بھی اصرار چھوڑ دیا، اس طرح معاملہ ختم ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو دین کی سمجھ نصیب فرمائے۔

اشکال و جواب

پھر عمل کیوں نہیں؟

بعض لوگوں کے ذہن میں یہ سوالات ابھرتے ہیں کہ جب تصویر حرام ہے جیسا کہ احادیث میں اس کی ممانعت آئی ہے تو پھر بہت سے علماء تصویریں کیوں کھنچواتے ہیں۔ ان کی تصویریں اخبارات میں بھی چھپتی ہیں کیا ان علماء کو تصویر کی حرمت کا علم نہیں ہے؟

جواب:

تصویر کی حرمت کا تو سب ہی کو علم ہے باقی رہا کسی عالم کی تصویر کا اخبارات وغیرہ میں چھپنا اس کی دو وجہیں ہوتی ہیں۔ کبھی تو ان کو علم ہی نہیں ہوتا بس بعض لوگ چپکے سے ان کی لاعلمی میں تصویر اتار لیتے ہیں اور اخبارات میں شائع کر دیتے ہیں۔ یہ تو ان علماء کا قصور نہیں

ہے، سارا گناہ فوٹو گرافر اور اخبارات میں چھاپنے والوں کو ہوگا۔ اور بعض لوگ قصداً بھی فوٹو کھنچانے کے لیے تیار رہتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں یہ ان کی عملی کمزوری ہے۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق عمل کرنا یہ حجت ودلیل ہے عمل نہ کرنا غفلت برتنا یہ حجت نہیں ہے۔ اسلام کی مکمل تعلیمات واحکام قرآن وحدیث میں محفوظ ہیں ان میں حلال وحرام میں صاف فرق موجود ہے اب اگر کوئی مسلمان حرام کا ارتکاب کر بیٹھے تو اس سے وہ حرام کام شرعاً حلال نہیں ہو جائے گا اگرچہ وہ مولوی ہو، جیسے تقریباً سب مسلمانوں کو معلوم ہے کہ جھوٹ بولنا حرام ہے اب بہت سے مسلمان بھی جھوٹ بولنے لگیں ہیں اور گناہوں کی بنسبت یہ گناہ بکثرت صادر ہوتے ہیں، اسی طرح داڑھی منڈانا یا مشٹی سے کم کرنا حرام ہے، لیکن بہت سے مسلمان اس حرام کام کا ارتکاب کرتے ہیں اجنبی مردوں سے پردہ کرنا خواتین پر فرض ہے لیکن بہت سے مسلمان خواتین پردے کا اہتمام نہیں کرتیں، ظاہر بات ہے کہ مسلمانوں کی بدعملی کی وجہ سے یہ گناہ حلال تو نہیں ہو جائے گا بلکہ جھوٹ بولنا اسی طرح دیگر گناہ قیام تک حرام ہی رہے گا اب یہی حال تصویر کے مسئلے کا بھی ہے اس میں بعض مسلمانوں کے ابتلاء سے اس کو جائز نہیں کہا جاسکتا۔ پھر یہ بھی نفس کا دھوکا ہوتا ہے کہ گناہ کرنے کے لیے تو کسی مولوی کے عمل کا سہارا لے لیا جاتا ہے بہت سے علماء جو منع کرتے ہیں ان کی باتوں کی طرف کوئی توجہ نہیں قرآن وحدیث کے واضح ارشادات کی طرف کوئی دھیان نہیں گناہ پر گناہ کیے جارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی تمام مسلمانوں کو سمجھ نصیب فرمائے اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق دے۔

زندگی بھر نفلی حج کے لیے نہیں گئے

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے دل کو نور معرفت سے منور فرما دیتے ہیں ان کے لیے گناہوں سے بچنا آسان ہو جاتا ہے ارتکاب معصیت مشکل ہو جاتا ہے پھر وہ ہر قیمت پر گناہوں سے بچتے ہیں، اگرچہ ان کو کتنی ہی بڑی قربانی ہی کیوں نہ دینی پڑے۔ پیر شریف زارکو ٹنڈو ...... کے قریب ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ایک ولی کامل حضرت مولانا عبدالکریم صاحب رحمہ اللہ خلیفہ مجاز حضرت مولانا حماد اللہ ہالیجوی رحمہ اللہ اس گاؤں میں آباد تھے، وہیں ان کا خانقاہ اور مدرسہ بھی ہے، انہی کی وجہ سے یہ گاؤں مشہور ہو گیا، علماء و صلحاء کے علاوہ عوام کے ایک بڑے طبقہ نے مولانا موصوف سے ظاہری علوم کے علاوہ باطنی فیض بھی اخذ کیا ان کے متعلق ان کے قریبی دوستوں نے بتایا کہ مرض الموت میں ایک ہسپتال میں زیر علاج تھے دوران علاج ہسپتال کے نرسوں کو منع فرما دیا تھا کہ میرے قریب کوئی نرس نہ آئے بلکہ مرد حضرات ہی علاج کے کام انجام دیں، مرد ڈاکٹر ز کے ہوتے ہوئے کسی غیر محرم عورت کا مرد مریض کو ہاتھ لگانا جائز نہیں، چنانچہ اس پر عمل ہوا، اللہ تعالیٰ نے اسی طرح ان کو دنیا سے اٹھا لیا۔

مولانا عبدالکریم صاحب ہی کا واقعہ ہے کہ حضرت نے اپنے متعلقین سے فرمایا کہ اگر بغیر تصویر کے پاسپورٹ نہیں بن سکتا تو حج کے لیے جاؤں گا ورنہ نہیں، کیونکہ جو عبادت گناہ پر موقوف ہو، اگر گناہ سے بچنے کے لیے عبادت کو چھوڑ دیا تو میں عنداللہ معذور ہوں گا اگر اللہ تعالیٰ پوچھے تو بتاؤں گا کہ یا اللہ گناہ کی ہمت نہیں تھی، لیکن اگر تصویر کھنچوالی اس گناہ کا ارتکاب کر لیا پھر اللہ تعالیٰ نے پوچھ لیا کہ تصویر کھنچوانے کا گناہ کیوں کیا تو میرے پاس کوئی

جواب نہ ہوگا۔ چنانچہ وہ حج کے لیے تشریف نہیں لے گئے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایسی ہمت عطا فرمائے گناہوں سے حفاظت فرمائے۔ آمین هو نعم الوکیل

مولانا عبدالکریم کا ایک اور واقعہ

حضرت مولانا عبدالکریم پیر شریف والے ہی کا ایک واقعہ ان کے ایک شاگرد نے سنایا کہ ایک مرتبہ کسی جلسہ میں تقریر کے دوران کسی شخص نے اچانک مجمع کی تصویر اتاری، حضرت مولانا بہت سخت ناراض ہوئے۔ تقریر درمیان میں چھوڑ دیا۔ انتظامیہ نے ہر چند منوانے کی کوشش کی بعض نے جھوٹ بھی بولا دیسے لائٹ آئی ہے تصویر کی لائٹ نہیں تھی لیکن حضرت نے تو بہ کروا کر ہی چھوڑا، جب تک اس نے تصویر کے گناہ سے توبہ نہیں کی اس وقت تک تقریر روک رکھی، یہ ہے علماء کی شان، ہر موقع پر مصلحت کا شکار ہونا عوام سے دب جانا اس کے ساتھ گناہوں میں شریک ہو جانا یہ علماء کی شان کے خلاف ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہر عالم کو ایسی ہمت عطا فرمائے کہ بلا خوف وخطر محض اللہ تعالیٰ کی خاطر گناہ چھوڑے اور چھوڑوائے ماس میں مصلحت پسندی کا شکار ہونے کے بجائے حق اور سچ کہے اور اس پر عمل کرے۔

ولیمہ کی دعوت ٹھکرا دی

ایک عالم دین کا بیان ہے کہ میں ایک شادی کی دعوت میں شریک تھا کھانا دسترخوان پر لگنے ہی والا تھا کہ اچانک تصویر کشی کا شبہ ہوا تو اٹھ کر دیکھا تو واقعی لوگ اس خلاف شرع شیطانی کام میں مشغول تھے کہ چھپ کر تصویر اتار رہے تھے، کیونکہ مجمع میں ایک بزرگ عالم

ناشتہ کی دعوت

میرے زمانہ طالب علمی کا واقعہ ہے کہ میں حضرت اقدس مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ کے خانقاہ میں مقیم تھا، ایک دن فجر کی نماز کے بعد فرمایا کہ گلشن اقبال جانا ہے، وہاں ایک صاحب سے ملاقات کرنی ہے، بندہ کو حضرت رحمہ اللہ کی اس شفقت پر بڑی خوشی ہوئی وہاں پہنچنے کے بعد معلوم ہوا ہے کہ وہ صاحب حضرت کے پرانے ساتھی ہیں اور کسی دوسرے شہر سے تشریف لائے ہیں اور یہ ان کے بیٹے کا مکان ہے۔ گھر کے باہر ہی وہ صاحب انتظار میں تھے پہنچتے ہی ایک کمرہ کی طرف اشارہ کر کے داخل ہونے کو کہا تو حضرت رحمہ اللہ اچانک رک گئے مجھے تذبذب سا ہوا کہ اچانک کیا بات پیش آگئی کہ حضرت کمرہ میں داخل ہی نہیں ہو رہے ہیں پھر حضرت نے فرمایا کہ صاحب خانہ سے کہیں کہ دیواروں پر جو تصویریں آویزاں ہیں ان کو چادر سے ڈھانک دیں، چنانچہ فوراً ان کو چادروں سے چھپادی گئیں، اس کے بعد حضرت رحمہ اللہ داخل ہوئے، ہم بھی داخل ہو کر ایک جانب کو بیٹھ گئے تو جلد ہی ناشتہ پیش کیا گیا، حضرت رحمہ اللہ نے تو ایک دو بسکٹ ہی لیے، بہر حال ہم نے اپنے حساب سے سیر ہو کر ناشتہ کیا، پھر حضرت نے تقریباً چند منٹ بیان فرمایا اس کے بعد واپسی ہوئی راستہ میں حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں کمرہ میں داخل ہونے سے اس لیے رک گیا تھا کہ کمرہ میں جاندار کی تصویریں نظر آرہی تھیں جبکہ کسی مقام پر جاندار کی تصویر لگانا جائز نہیں حدیث کی رو سے ایسے مقامات پر رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے ایسی جگہوں میں داخل ہونے سے اجتناب کرنا ضروری ہے، اس لیے میں اندر داخل نہیں ہو رہا تھا، بعد میں جب اس پر کپڑا ڈالا گیا تو وہ علت ختم ہوگئی میں نے جو اس وقت کوئی ڈانٹ ڈپٹ نہیں کی وہ

حکمت کے تحت تھی، پھر انہوں نے ہمیں جسمانی غذا کھلایا تو ہمارا حق بنتا تھا کہ ہم بھی انہیں کچھ بدلہ دیں۔

چنانچہ ہم نے ان کو روحانی غذا کھلائی، یہ ہیں صاحب دل حضرات جن کے دل میں فکر آخرت ہوتی ہے وہ ہر موقع پر شریعت کے دامن تھامے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے تعلق پر کسی غیر کے تعلق کو غالب آنے نہیں دیتے اور جہاں کہیں موقع ملے اللہ تعالیٰ کی باتیں اللہ کے بندوں تک پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں، دیکھئے پرانے دوست کی رعایت میں گناہ میں شریک نہیں ہوئے کہ تصویر والی جگہ میں داخل ہو جائیں اور شریعت کے حکم کو چھوڑ دیں، بلکہ شریعت کے حکم کو مقدم رکھا اور حکمت و موعظت کے ذریعہ ان کو دین کی بات سمجھائی کہ آپ سے دوستی تو ہے لیکن چونکہ کمرہ میں تصویر نمایاں ہوتے ہوئے داخل ہونا جائز نہیں ہے اس لئے ان کو چھوڑ دیں۔ یقیناً شریعت بہت آسان ہے۔ اس پر عمل کرنا بھی بڑا آسان ہے، بس دل میں فکر آخرت ہو اللہ تعالیٰ کی محبت ہو، دل میں صلاح و تقویٰ ہو۔ ہاں کوئی عمل کرنے کا ارادہ ہی نہ کرے اس کے لئے شریعت پر عمل کرنا واقعی مشکل ہے۔

اس سے یہ بھی اندازہ ہوا کہ اہل اللہ کے دل جاندار کی تصویر سے سخت متنفر ہوتے ہیں، وہ ان سے دور رہنے کی بہت زیادہ کوشش کرتے ہیں۔ جو بندہ گناہوں سے بچنا چاہیں اللہ تعالیٰ ضرور مدد فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ہدایت نصیب فرمائے۔

تصویر والی چیزوں کا استعمال

ایک صاحب نے کہا حضرت اس دور میں تصاویر کی اتنی کثرت ہے کہ بچنا ممکن ہی نہیں ہے کھانے پینے کے اشیاء جو بازار میں ملتی ہیں ان پر مختلف جانداروں کی تصویریں ہوتی ہیں، بلکہ عورتوں کی فحش تصویریں بھی ہوتی ہیں۔ اسی طرح اخبارات وغیرہ راستہ چلتے سائن

بورڈ پر بڑی بڑی تصویریں نظر آتی ہیں۔ ان تصویروں کو نہ دیکھنا چاہیں تب بھی نظر آتی ہیں۔ جبکہ فقہ کا قاعدہ ہے کہ النظر الی المحرم حرام یعنی حرام چیزوں کی طرف دیکھنا بھی حرام ہے کے مطابق تو ان تصویروں کو دیکھنا جائز ہی نہیں ٹھہرا پھر کیا صورت اختیار کی جائے؟

اس پر ارشاد فرمایا کہ ایک تو کسی محرم چیز پر اچانک نظر پڑ جاتا ہے۔ دوسرا کسی چیزوں کو قصداً دیکھنا، اچانک نظر پڑ جانے سے گناہ نہ ہوگا، بلکہ ان کو قصداً دیکھنے سے گناہ ہوگا۔ حدیث میں غیر محرم عورتوں پر قصداً نظر ڈالنے سے جو ممانعت آئی ہے، اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مخاطب بنا کر فرمایا:

یا علی لا تتبع النظرة النظرة فان الاولی لک والثانی علیک

یعنی اے علی کسی غیر محرم عورت پر ایک مرتبہ نظر پڑ جانے کے بعد دوبارہ نظر جما کر مت دیکھو کیونکہ پہلی مرتبہ جو نظر پڑ گئی ہے وہ تمہارے لیے معاف ہے، دوبارہ جو قصداً نظر ڈالو گے اس کا گناہ ہوگا۔

اس لیے تصویروں کو قصداً نہ دیکھی جائے، کبھی اچانک نظر پڑ جائے تو فوراً نظر ہٹالی جائے، باقی اخبارات یا صابن/دودھ کے ڈبے وغیرہ کوئی بھی چیز جن پر جاندار کی تصویر بنی ہوئی ہوتی ہے، ان سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان چیزوں کو خریدنے کے بعد تصویروں کے چہروں کو قلم سے مسخ کر دیا جائے کہ چہرے سے پہچانا نہ جائے کہ یہ کس کی تصویر ہے، چہرہ مٹنے کے بعد بقیہ جسم دیکھنے سے تصویر دیکھنے کا گناہ نہ ہوگا۔ البتہ کسی متعین عورت کی تصویر ہو اور بقیہ اعضاء کے دیکھنے سے بھی شہوت ابھرنے کا خدشہ ہو تو بقیہ اعضاء کو بھی دیکھنا جائز نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ کسی کی تصویر کا احترام دل میں نہ ہو نیز کسی جاندار کی تصویر کو قصداً نہ دیکھی جائے۔

شادی کی محفل مجلس وعظ میں بدل گئی

میرے بڑے بھائی عالم دین ہیں اور ایک مسجد کے پیش امام ہیں، اچانک ان کا فون آیا کہ فلاں شادی ہال میں کچھ وعظ و نصیحت کا پروگرام ہے آپ تیاری کر کے آئیں۔

مجھے بڑا تعجب ہوا کہ اس دور میں تو شادی کے موقع پر ہر قسم کے گناہ کو جائز سمجھ لیا جاتا ہے تصویر کشی، گانا بجانا، بے پردگی وغیرہ پھر دعوت ولیمہ کے موقع پر وعظ و نصیحت کیسے؟ اس لیے صورت حال دریافت کرنا چاہا تو معلوم ہوا کہ دولہا کے والد صاحب کا تبلیغی جماعت سے دیرینہ تعلق ہے۔

گھر کے دیگر افراد کی رائے تھی کہ دعوت کے موقع پر گانا بجانے کا بھی پروگرام ہو اور مووی وغیرہ کی تصویر بھی یادگار کے طور پر بنوائی جائے کچھ گروپ فوٹو اتاری جائے لیکن ان صاحب کو فکر لاحق ہوئی کہ یہ کام تو بہر حال حرام ہے، علماء سے یہ بھی سنا ہے کہ شادی کے موقع پر اگر گناہ و معصیت کا ارتکاب کیا جائے تو اس شادی میں بے برکتی ہوتی ہے، بعض دفعہ گناہوں کی نحوست سے دونوں خاندانوں میں اختلافات شروع ہو جاتے ہیں تلخی شروع ہو جاتی ہے، کبھی طلاق تک کی نوبت پہنچ جاتی ہے۔

چنانچہ انہوں نے امام صاحب سے مشورہ کیا تو انہوں نے مشورہ دیا کہ اس موقع پر ضرور کوئی ایسا پروگرام ہو کہ تمام شرکاء گناہ سے بچ جائیں، دعوت کے کھانا تیار ہونے تک کوئی دینی باتوں کا سلسلہ بھی رہے اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کا انتظام کیا جائے، مردوں کے حصہ میں بھی اور عورتوں کے حصہ میں بھی اور کسی اچھے خطیب کو دعوت دی جائے چنانچہ خاندان کے دیگر افراد نے بھی اس تجویز کو قبول کیا۔ آپس کے مشورہ میں

مجمع کے بارے میں فیصلہ ہوا کہ ان کو دعوت دی جائے، وقت مقرر ہو گیا، نوبالغ بچے، خواتین کے لیے پردہ کا خاص اہتمام تھا، مرد حضرات الگ جگہ میں تھے، کھانا شروع ہوا، ایک مختصر مذاکرات پر بیان ہوا، سب نے مل کر بھی دسترخوان پر کھا لیا، اس طرح الحمدللہ پورا مجمع تصویر کشی کی لعنت اور گانا بجانے سننے سنانے کے گناہ سے بچ گئے، بے فضول باتوں اور قصے کہانی میں مشغول رہنے کی بجائے قرآن و حدیث سننے کا اور اس سے فائدہ اٹھانے کا بھی موقع ملا۔ الحمد للہ علی ذالک

تصویر سے نفرت کا واقعہ

حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کا بچپن کا زمانہ تھا، ان کے والد صاحب انہیں کہیں لے جا رہے تھے، راستہ میں ایک شخص پر نظر پڑی جو ایک کتا کو لیے جا رہا تھا اور اس کے ساتھ پیار محبت کا برتاؤ کر رہا تھا، گویا کہ دونوں (یعنی کتا اور صاحب کتا) آپس میں گہرے دوست ہیں، حضرت شاہ صاحب نے والد صاحب کے کندھے پر سے بولا: ارے صاحب کتے سے اس قدر محبت کر رہے ہو تمہارے پاس رحمت کے فرشتے نہیں آئیں گے، اس لیے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ”لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ کلب او تصاویر“ یعنی جس گھر میں کتا یا تصویر ہوں اس میں فرشتے نہیں آتے۔ (مشکوۃ)

ان صاحب نے فوراً جواب میں کہا: ارے بیٹے اچھا ہی ہے فرشتے نہیں آئیں گے تو ملک الموت بھی نہیں آئے گا، موت سے چھٹکارا مل جائے گا، تو حضرت شاہ صاحب نے کم عمر ہونے کے باوجود برجستہ کہا: ارے صاحب کس دھوکا میں پڑے ہو، موت سے کسی کو چھٹکارا نہیں مل سکتا، وہ تو اپنے وقت پر آ کر ہی رہتی ہے، تمہارے پاس رحمت کے فرشتے نہیں

آئیں گے تمہاری جان نکالنے کے لیے وہی فرشتے آئیں گے جو کتوں کی جان نکالتے ہیں۔
یہ برجستہ جواب سن کر وہ صاحب دھنگ رہ گئے۔

فائدہ:

اس واقعہ سے ایک تو یہ سبق ملا کہ بچوں کی دینی تربیت کرنا نہایت ضروری ہے کہ انہیں بچپن ہی سے عبادت کا شوق دلایا جائے اور گناہوں سے ان کے دلوں میں نفرت بٹھائی جائے یہ حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کے والد کی تربیت ہی کا تو اثر تھا کہ ان صاحب کو کتے کے ساتھ محبت بار بار ذکر کرتے دیکھتے ہی نکیر کیے بغیر نہ رہ سکے فوراً ان کو ٹوک دیا اللہ تعالیٰ ہر ماں باپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے کہ اپنی اولاد کی ایسی تربیت کرے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہر مسلمان کو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان دل وجان سے عزیز ہونا چاہیے حضرت شاہ صاحب کے ذکر کردہ حدیث میں جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کے متعلق وعید سنائی ہے اسی طرح تصاویر کے متعلق بھی یہی وعید ہے چنانچہ مذکورہ حدیث کے علاوہ اور بھی متعدد احادیث میں اس سے بھی سخت وعیدیں آئی ہیں چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سخت سے سخت عذاب تصاویر بنانے والے کو ہوگا۔ یہ حدیث متن کے ساتھ پہلے گزر چکی ہے۔ (مشکوۃ)

اس قدر وعید شدید کے باوجود مسلمانوں کو کوئی فکر نہیں ہے اپنے مکانات، دکانوں اور بیٹھنے کی جگہوں کو مختلف جانداروں کی تصاویر سے سجاتے ہیں جہاں کہیں دو چار آدمیوں کے جمع ہونے کا موقع آیا تو فوراً تصویر کشی کا اہتمام ہونے لگتا ہے اب تو موبائل فون نے رہی سہی کسر بھی نکال دی، اسی طرح کسی چیز پر مارک کی کوئی ضرورت پیش آئے تو خوبصورت سے خوبصورت جاندار کی تصاویر یا برہنہ عورتوں کی تصاویر کا انتخاب کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ ہی

مسلمانوں کی حفاظت فرمائے، ان کو فکر آخرت نصیب فرمائے، تمام گناہوں سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائے، خصوصاً تصاویر کی لعنت سے امت مسلمہ کی حفاظت فرمائے۔

حضرت اقدس مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ کا واقعہ

ایک بار حضرت والا کی خدمت میں شمالی ناظم آباد سے ایک صاحب آئے، جو سفید ریش، معمر اور بظاہر بہت نیک اور متشرع تھے اور بہت اونچے طبقے کے مالدار تھے، انہوں نے حضرت والا سے اپنا کوئی دور کا خاندانی رشتہ بھی بتایا۔ انہوں نے حضرت سے اپنے لڑکے کا نکاح پڑھانے کی اور بارات کے ساتھ چلنے کی درخواست کی۔ آپ نے فرمایا کہ مجالس نکاح میں تصویریں لینے کی لعنت عام ہوگئی ہے اس لیے میں نہیں جایا کرتا، انہوں نے تصویر نہ لینے کا یقین دلایا، آپ نے فرمایا کہ اگر نکاح خوانی کے درمیان میں کوئی تصویر لی گئی تو میں اسی وقت درمیان ہی میں چھوڑ کر اٹھ جاؤں گا، ابھی غور کر لیں، بعد میں اپنی بے عزتی سے پریشان نہ ہوں، انہوں نے پھر بھی پورے اطمینان اور یقین سے کہا کہ میں ذمہ لیتا ہوں، ہرگز کوئی تصویر نہیں ہوگی، حضرت والا تشریف لے گئے، بارات شمالی ناظم آباد سے خشکی کے رستے سے منورہ پہنچی، نیوی کے فوجی کیپٹن کی لڑکی سے نکاح تھا، منورہ پہنچنے پر دیکھا کہ کھلے میدان میں بہت بڑا کیمپ لگا ہوا ہے اور اس کی ہر طرف فوٹو گرافر کیمرے لیے کھڑے ہیں، آپ نے فرمایا کہ جب تک یہ شیطان کا اسلحہ (کیمرے) سب کا سب ان سے لے کر میرے حوالہ نہیں کر دیا جاتا اس وقت تک میں کیمپ میں نہیں جاؤں گا، وہاں اس کی کوئی توقع نہیں تھی، اس لیے آپ نے فرمایا کہ فلاں مسجد میں چلا جاتا ہوں، آپ لوگ فارغ ہو کر واپسی کے وقت مجھے ساتھ لے چلیں، ان صاحب نے بہت خوشامد کی کہ ہم نے آپ کی وجہ سے کسی دوسرے

نکاح خواں کا انتظام نہیں کیا، عین وقت پر نکاح خواں نہ ہونے کی وجہ سے ہمیں بہت تکلیف ہوگی اور ہماری سخت بے عزتی ہوگی، آپ نے فرمایا کچھ بھی ہو، نکاح پڑھانا تو در کنار میں اس خیمہ میں بھی نہیں جا سکتا، چنانچہ آپ مسجد میں تشریف لے گئے، وہاں پہنچ کر خیال آیا کہ واپسی میں ایسے لوگوں کے ساتھ ہونا بھی جائز نہیں "فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین" اس لیے آپ وہاں سے لاؤنج کے ذریعہ کیاڑی پہنچے اور وہاں سے ٹیکسی کر کے گھر پہنچ گئے، دوسرے روز وہ صاحب آئے اور کہنے لگے کہ وہاں سے واپسی کے وقت ہم نے آپ کو بہت تلاش کیا اور نہ ملنے پر بہت پریشان ہوئے، آپ نے فرمایا کہ یہ اپنے کیے کی سزا ہے۔

مسئلہ:

حضرت دامت برکاتہم تصویر سے متعلق ایک مسئلہ پر عموماً تنبیہ فرماتے رہتے ہیں، وہ یہ کہ اکثر علماء اور دیندار لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ کسی مجلس میں تصویر لی جا رہی ہو تو کسی آڑ کے پیچھے کھڑے ہو کر یا سر جھکا کر یا سامنے کوئی رومال وغیرہ رکھ کر کوشش کرتے ہیں کہ ان کی تصویر نہ آئے اور سمجھتے ہیں کہ گناہ سے بچ گئے، یہ بالکل غلط ہے، مسئلہ یوں ہے کہ اگر مقامِ دعوت پر پہنچنے سے قبل معلوم ہو گیا کہ وہاں کوئی گناہ ہوگا تو اس دعوت میں جانا جائز نہیں اور اگر مجلس میں پہنچنے کے بعد علم ہوا تو وہاں بیٹھنا جائز نہیں اٹھ کر چلے جانا فرض ہے، خواہ یہ شخص عامی ہو یا عالم اور مقتدیٰ ہو تو مذکورہ دونوں صورتوں میں سب کے لیے یہی حکم ہے۔ البتہ اگر مجلس دعوت میں گناہ نہیں ہو رہا ہو، بلکہ دوسری مجلس میں ہے تو عامی کو بیٹھنا جائز مگر عالم و مقتدیٰ کے لیے اس صورت میں بھی بیٹھنا ناجائز، وہاں سے نکل جانا فرض ہے، اس لیے اگر کسی نے کسی طریقہ سے اپنی تصویر نہیں آنے دی مگر اس مجلس میں بیٹھا رہا تو یہ اس کبیرہ گناہ میں برابر کا شریک ہے اور فعل حرام کا مرتکب ہیں۔ (ماخوذ از انوار الرشید)

فوٹو گرافی کی اجرت کا حکم

مصوری یا فوٹو گرافی کا پیشہ اختیار کرنا شرعاً ناجائز ہے اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی بھی حرام ہے۔ البتہ بے جان چیزوں کی تصویر کشی شرعاً جائز ہے اور اس کی اجرت بھی حلال ہے۔

عن سعيد بن ابى الحسن قال كنت عند ابن عباس اذ جاءه رجل فقال يا ابن عباس انى رجل انما معيشتى من صنعة يدى وانى اصنع هذه التصاوير فقال ابن عباس لا احدثك الا ما سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من صور صورة فان الله معذبه حتى ينفخ فيه الروح وليس بنافخ ابداً فربا الرجل ربوة شديدة واصفر وجهه فقال ويحك ان ابيت الا ان تصنع فعليك بهذا الشجر وكل شئى ليس فيه روح۔ (رواه البخارى مشكوة باب التصاوير)

حضرت سعید ابن ابوالحسن رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر تھا کہ اتنے میں ایک شخص نے آ کر عرض کیا اے ابن عباس! میں ایک ایسا شخص ہوں کہ ہاتھ کی محنت سے گزر اوقات کرتا ہوں اور میں تصویر سازی کا عمل کرتا ہوں (کیا میری یہ آمدنی حلال ہے؟) تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب میں فرمایا کہ میں اس سلسلہ میں آپ کو ایک حدیث سناتا ہوں۔

چنانچہ روایت بیان کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جو شخص بھی جاندار کی کوئی تصویر بنائے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کو اس وقت تک عذاب دے گا جب تک وہ اس تصویر میں روح پھونکے لیکن وہ شخص کبھی اس تصویر میں جان ڈالنے پر قادر نہ ہوگا۔ یہ حدیث سن کر سائل پر خوف طاری ہوا اس کا چہرہ زرد پڑ گیا، پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے

فوٹو کی اگر مجبوری ہو تو بے جان اشیاء کی تصویر سازی کا عمل اختیار کرے، جیسے درخت وغیرہ۔
(تھی ہیری)

تصویر دار سائیکل پر سوار ہونا

جو سائیکل کرایہ پر ملتی ہے بوقت ضرورت اس پر سوار ہونا پڑتا ہے اس کے ڈنڈوں پر دو عورتوں کی تصویر چسپاں ہوتی ہیں تو اس پر سوار ہونا شرعاً جائز نہیں، اگر بغیر تصویر کے سائیکل نہ ملتی ہو اور ضرورت شدیدہ ہو تو گنجائش ہے مگر تصویر کو کسی چیز سے چھپا دے، یہ بھی نہ ہو سکے تو حتی المقدور اس تصویر کی طرف دیکھنے سے نظروں کو بچانا ضروری ہے۔
(ماخوذ از احسن الفتاوی ص ۱۹۶ ج ۸)

تصویر کی حرمت کا منکر فاسق ہے

جو شخص تصویر کی حرمت کا انکار کرے وہ فاسق ہے اس کو کافر نہیں کہا جائے گا، کیونکہ کافر اس وقت ہوتا ہے جب حرام قطعی کو حلال سمجھے۔

كما في العالمگيرية قال:

انما يكفر اذا كانت الحرمة ثابتة بدليل مقطوع به اما اذا كانت باخبار الاحاد لا يكفر كذا في الخلاصة وفي ثبوت تواتره او الاجماع على حرمته تامل وان ثبت الاجماع على حرمته ماله ظل ونكس لا يكفر منكر كل اجماع. (ص ۱۶۹ ج ۲)

والتفصيل في حاشية نور الانوار تحت قوله فيكفر جاحده. (بحث الاجماع)

([illegible])

فوٹو کو آئینہ پر قیاس کرنا غلط ہے

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جو تصویر ہاتھ سے بنائی جائے اس کا بنانا اور گھر میں رکھنا تو حرام ہے لیکن کیمرے سے فوٹو لینا اور مکان میں رکھنا حرام نہیں، اس کی یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ فوٹو آئینہ کی طرح عکس ہے۔

حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ یہ خیال بالکل غلط ہے، یہ قیاس مع الفارق ہے، کیونکہ آئینہ میں تو آدمی کے آئینہ کے سامنے سے ہٹتے ہی عکس بھی زائل ہو جاتا ہے، بخلاف فوٹو کے وہ ثبت اور برقرار رہتا ہے، دوسری بات یہ ہے کہ آئینہ میں انسانی صنعت کا دخل نہیں ہوتا، جبکہ فوٹو میں انسانی صنعت کیمرہ والے تصویر بنانے کا دخل ہوتا ہے۔ لہٰذا کیمرہ کا فوٹو بالکل ہاتھ کی تصویر کے حکم میں ہے۔

(ماخوذ از امداد الفتاویٰ ص ۲۵۴ ج ۴)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر

کوئی انسانی صورت بنا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا جائے کہ یہ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر ہے، اس کا شرعی کیا حکم ہے؟ تو سمجھنا چاہئے کہ جاندار کی تصویر بنانا حرام ہے، خواہ کاغذ، مٹی، لوہا، سونا وغیرہ کسی دھات سے بنائی جائے یا قلم سے کسی کاغذ وغیرہ پر بنائی جائے یا مشین سے عکس لیا جائے، شریعت کسی طرح اس کی اجازت نہیں دیتی

تصویر بنانے والوں پر حدیث شریف میں عذاب شدید کی وعید ہے کہ کسی تصویروں کو مکان میں رکھنا اور کمرہ کی زینت کے لیے آویزاں کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

اب جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر بنانا ہو تو براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت اور کھلا مقابلہ کرنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے لہٰذا آپ ہی کی تصویر بنائیں گے (معاذ اللہ) یہ صورت نہایت خطرناک ہے، نیز اپنے ذہن میں صورت مبارکہ کو تجویز کر کے تصویر بنا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا کہ یہ آپ کی صورت مبارکہ ہے بہتان عظیم ہے اور آپ کی شان میں گستاخی ہے جس کی سزا جہنم ہے۔
(ماخوذ از فتاوی محمودیہ ص ۱۱۱ ج ۵)

گستاخانِ رسول کا انجام بد

اب ہم چند عبرتناک واقعات نقل کرتے ہیں جن سے اندازہ ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے کو خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے برداشت نہیں فرمایا:

خسرو پرویز کا قتل اور اس کی حکومت کا خاتمہ:

فارس ایران کا پرانا نام ہے، یہ اپنے زمانہ کی بڑی طاقت ور حکومت تھی، رقبہ کے لحاظ سے بہت وسیع سلطنت تھی جس کی سرحد ہندوستان تک پھیلی ہوئی تھی، جنوبی عرب میں یمن پر اس کا گورنر حاکم تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں خسرو پرویز ایران کا بادشاہ تھا جس کا لقب کسریٰ تھا، آپ نے حضرت عبد اللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ آپ کا نامہ مبارک بحرین

کے حاکم شجاع بن وہب کے ذریعہ کسریٰ کو پہنچائیں، چنانچہ انہوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک کسریٰ کو پہنچایا جو یہ تھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد رسول اللہ کی طرف سے

بنام کسریٰ عظیم فارس

''سلام ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور جس نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں تمام لوگوں کی طرف تا کہ جو لوگ زندہ ہیں ان تک اللہ کا پیغام پہنچا دیا جائے، پس تم اسلام لاؤ تو سالم رہو گے اور اگر انکار کرو گے تو تمام مجوس (آتش پرستوں) کا وبال تمہاری گردن پر ہوگا۔''

خسرو پرویز کی ناراضگی:

کسریٰ کے دربار میں جب یہ نامہ مبارک پڑھا گیا تو خسرو پرویز سخت غضبناک ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی اپنے نام سے پہلے دیکھ کر مشتعل ہو گیا اور طیش میں آ کر خط پھاڑ دیا اور کہا میں سب کچھ سمجھ گیا ہوں، اس نے ہمیں عرب سمجھ رکھا ہے (نعوذ باللہ) میرا غلام ہو کر اس مضمون کا خط لکھنے کی جرأت کی ہے۔ اس نے یمن کے گورنر باذان کو حکم نامہ لکھوایا کہ دو طاقتور آدمی بھیج کر اس مدعی نبوت کو گرفتار کر کے ہمارے حضور روانہ کیا جائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سفیر حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کو دربار سے نکل جانے کا حکم دیا، حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ اسی وقت دربار سے سوئے مدینہ روانہ ہوئے اور جو کچھ دیکھا سنا تھا بیان کر دیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس طرح اس نے میرے خط کو پرزے پرزے کیا ہے اللہ تعالیٰ اس کی سلطنت کو ٹکڑے ٹکڑے فرما دے گا۔

کچھ دن بعد یہ بھی ارشاد فرمایا:

"کسریٰ مر گیا اور اب اس کے بعد کوئی اور کسریٰ نہ ہوگا، جب قیصر ہلاک ہوگا تو اس کے بعد قیصر نہ ہوگا، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم دونوں سلطنتوں کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے۔"

کسریٰ کے حکم کے مطابق گورنر یمن باذان نے دو طاقتور فوجی روانہ کیے ان میں ایک کا نام بابویہ اور دوسرے کا نام خرخسرو تھا ایک خط کے ساتھ مدینہ بھیجے۔ یہ دونوں مدینہ پہنچے اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وہ خط پیش کرنے آئے تو خوف سے تھر تھر کانپنے لگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان پر نظر ڈالی تو فرمایا: افسوس ہے تمہاری اس حالت پر (کیونکہ دونوں کی داڑھیاں صاف اور مونچھیں متکبرانہ انداز میں بل دی ہوئی تھی) تمہیں کس نے یہ صورت بنانے کا حکم دیا ہے؟ عرض کیا ہمارے رب (کسریٰ بادشاہ) نے۔ آپ نے فرمایا: میرے رب نے مجھے داڑھی بڑھانے اور مونچھیں چھوٹی کرانے کا حکم دیا ہے، انہوں نے عرض کیا اگر آپ نے کسریٰ کے پاس چلنے سے انکار کیا تو وہ آپ کو اور آپ کی پوری قوم کو ہلاک کر دے گا۔ فرمایا اب جاؤ کل آنا۔

اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ آپ کو مطلع کر دیا کہ کسریٰ کو اس کے بیٹے شیرویہ نے قتل کر دیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں قاصدوں کو طلب فرمایا اور ان کے آنے کے بعد فرمایا کہ میرے رب کے حکم سے تمہارا آقا قتل کر دیا گیا ہے، یہ بھی فرمایا کہ کسریٰ کی سلطنت تک یہ دین پھیلے گا اور باذان کو پیغام بھیجا کہ اگر وہ مسلمان ہو جائے تو اسے یمن پر حاکم برقرار رکھا جائے خرخسرو کو ایک پٹکا جو سونے اور چاندی کا بنا تھا عطا فرمایا۔

بابویہ نے کسریٰ کے قتل کی تاریخ لکھ لی، یمن پہنچ کر باذان کو بتایا کہ ان کی باتیں کسی بادشاہ کی نہیں بلکہ نبی کی معلوم ہوتی ہیں۔ طے ہوا کہ اگر درست نکلیں تو عمل کریں گے چند

دن بعد شیرویہ کا فرمان باذان کو ملا کہ کسریٰ کو قتل کر دیا گیا ہے، یمن میں اس کی اطاعت کا عہد لے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی باز پرس نہ کرے۔ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خبر دی تھی وہ حرف بحرف پوری ہوئی کسریٰ کے تخت پر اس کا بیٹا شیرویہ قابض ہوا، جس کی حکومت چھ ماہ سے زیادہ نہ چل سکی اس طرح کسریٰ پرویز کے قتل کے بعد اس کی سلطنت کا شیرازہ بکھر گیا اور بالآخر چار سو سال پرانی سلطنت کا چراغ اسلامی افواج کے ہاتھوں گل ہو گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ پیشین گوئی آٹھ سال کے اندر اندر پوری ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایران کا حاکم بنا دیا۔

فائدہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نامۂ مبارک کو پھاڑنے اور حضور پر اظہار ناراضگی کی گستاخی کا انجام یہ ہوا کہ کسریٰ پرویز اپنے بیٹے شیرویہ کے ہاتھوں قتل ہوا اور اس کی سلطنت بھی ختم ہو گئی۔

فَاعْتَبِرُوْا يٰاُولِي الْاَبْصَارِ! اے عقل والو! عبرت حاصل کرو!

کعب بن اشرف یہودی کا قتل:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والوں میں ایک یہودی کعب بن اشرف بھی تھا۔ یہ شاعر ہونے کے علاوہ بڑا مالدار یہودی تھا، غزوہ بدر میں قریش کی شکست کا اس کو یقین نہ آتا تھا۔ جب حقیقت معلوم ہوئی تو اس نے کہا قریش کے سردار جو حرم کے نگہبان اور عرب کے بادشاہ ہیں، ان کی موت کے بعد ہم جیسوں کا زمین پر چلنے پھرنے سے مر جانا بہتر ہے۔

مکہ مکرمہ گیا اور قریش کے غزوہ بدر میں قتل ہونے والے سرداروں کے ماتم میں قریش کے ساتھ شریک ہوا اور انہیں مسلمانوں کے خلاف بھڑکاتا رہا اور مشرکوں کو مسلمانوں کے خلاف جنگ پر اکساتا رہا، مدینہ منورہ واپس آکر نئے جوش اور جذبے کے ساتھ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین میں منہمک ہو گیا مسلمانوں کی دل آزاری کی خاطر ان کی بیویوں کا نام لے کر عاشقانہ اشعار کہنے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کون ہے جو مجھے اس کے شر سے نجات دلوائے۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے حامی بھری اور عرض کیا اس کوشش میں اگر کوئی بات بے ادبی اور بظاہر ایمان کے خلاف ہو تو جائز ہوگی؟ فرمایا تمہیں اجازت ہے۔

چنانچہ منصوبہ بنایا گیا، ایک ابو نائلہ جو کعب بن اشرف کے دودھ شریک بھائی تھے اور دوسرے حضرت عباد بن بشر اور حضرت ابو عبس بن جبیر کو اس منصوبہ میں شریک کیا گیا، منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لیے وہ کعب بن اشرف کے پاس گئے، ادھر ادھر کی باتیں ہوئیں ایک دوسرے کو اپنے اپنے اشعار سنائے، جب اعتماد کی فضا بن گئی تو کہا میں ایک ضرورت سے آیا ہوں اگر راز داری کا عہد کرو تو بیان کروں، اس نے جواب دیا کیا تم اپنے بھائی پر بھی اعتماد نہ کرو گے؟ فرمایا اس شخص "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" نے ہم سے صدقہ طلب کیا ہے جو ہمارے لیے مشقت کا باعث ہے، ہم پر احسان کرو کچھ غلہ کھانے پینے کی چیزیں ہمیں دو ہم اس کے بدلے کچھ چیز رہن رکھیں گے۔ پوچھا کیا اپنی بیویوں کو گروی رکھو گے؟ انہوں نے کہا نہیں اس میں بڑی رسوائی ہوگی۔ کعب بن اشرف نے کہا چھوٹے بچوں کو رہن رکھ دو۔ یہ بات بھی ذلت کا باعث ہوگی، تم احسان سے کام لو اگر رہن ہی رکھنا ہے تو ہمارے ہتھیار رکھ لو اس سے غلہ کی قیمت بھی ادا ہو جائے گی، کعب نے رضامندی ظاہر کی۔

محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے پاس آئے اور کہا ہتھیار سجا لو، پھر سب مل کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے انہیں بقیع الغرقد تک چھوڑ دیا اور فرمایا: اللہ کے نام پر اس کی مدد کے بھروسے چلے جاؤ، وہ سب کعب کے قلعہ پر پہنچے اور محمد بن مسلمہ نے آواز دی ہر چند اس کی نئی دلہن روکتی رہی، لیکن وہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی دشمنی میں اندھا ہوا جا رہا تھا۔ کہا جوان مرد تو وہ ہے جب رات میں بھی اس کو نیزہ بازی کے لیے بلایا جائے تو دیر نہ کرے۔ اس کے آنے کے بعد دونوں کچھ دیر آپس میں باتیں کرتے رہے اور ابو نائلہ نے کہا ہواؤں میں کس قدر خوشبو کی مہک آرہی ہے؟ اے ابن اشرف! یہ اس تیل کی مہک ہے جو تم نے سر میں لگایا ہے، سر پکڑ کر خوشبو کو سونگھنے لگا، وہ بڑا خوش ہوا یہ دیکھ کر اس کے بال مضبوطی سے پکڑ لئے اور آواز دی کہ اس دشمن خدا اور دشمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کام تمام کردو۔ ہر طرف سے تلواریں پڑنے لگیں، محمد بن مسلمہ نے اپنا چھوٹا خنجر اس کی ناف میں گھونپ دیا اور اس نے زور سے چیخ ماری۔ جلدی سے آپ نے اس لعین کا سر کاٹا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، بقیع غرقد کے قریب پہنچے تو اللہ اکبر کا نعرہ لگایا، آواز حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو سمجھ گئے کہ کام تمام ہوگیا، آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا فرمائی۔

صبح یہودی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس قتل پر اپنی پریشانی کا اظہار کیا۔ ارشاد ہوا تم کعب کے اشعار اور اس کے گستاخانہ انداز اور کھلی مخالفت سے خوب واقف ہو اگر تم معاہدے پر قائم رہو تو پھر کسی سے کوئی عداوت نہیں۔

فائدہ: کعب بن اشرف یہودی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں حد سے زیادہ گستاخی کی اور اپنے کیفر کردار کو پہنچا۔

ابورافع گستاخ رسول کا انجام بد:

ابو رافع اسلام دشمنی میں کعب بن اشرف کا معین اور مددگار تھا، اس کا نام عبد اللہ تھا، جو ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلے شوہر کا بھائی تھا بہت مالدار تاجر تھا اور خیبر میں اپنے قلعہ میں رہتا تھا ابو رافع اس کی کنیت تھی، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی دشمنی میں پیش پیش تھا۔

کعب بن اشرف کو جہنم رسید کرنے کا شرف قبیلہ اوس کے حصہ میں آیا تھا، ایسا ہی اعزاز قبیلہ خزرج کے لوگ بھی حاصل کرنا چاہتے تھے۔ آخر ابو رافع پر ان کی نظر پڑی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر حضرت عبداللہ بن عتیک، مسعود بن سنان اور عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کام کو انجام دینے کا بیڑہ اٹھایا، اس جماعت کا امیر حضرت عبداللہ بن عتیک کو بنایا گیا، خیبر میں اس کے قلعہ کے قریب شام کے وقت پہنچے، حضرت عبداللہ بن عتیک نے اپنے ساتھیوں سے کہا میں کسی نہ کسی ترکیب سے قلعہ کے اندر جاؤں گا، چنانچہ جب اندھیرا پھیلنے لگا تو حضرت عبداللہ بن عتیک قلعہ کی فصیل کے قریب ایسے چھپ گئے جیسے قضائے حاجت کے لیے بیٹھے ہوں، دربان نے سمجھا یہاں کا ہی آدمی ہے، دروازہ بند کرنے کا وقت آیا تو آواز دی اندر آجاؤ! یہ سنتے ہی وہ قلعہ میں داخل ہو کر لوگوں میں شامل ہو گئے۔

ابو رافع بالا خانے پر رہتا تھا، رات گئے قصہ خواں اس کے پاس جمع رہتے تھے۔ جب یہ محفل برخواست ہو گئی تو دربان نے تمام دروازے بند کیے اور چابیوں کو ایک طاق میں رکھ کر خود بھی سو گیا۔

حضرت عبداللہ بن عتیک نے دربان کو غافل پایا تو کنجیاں اٹھائیں، قلعہ کے ہر کمرے کا اندرونی تالا کھولتے اور اسے اپنے پیچھے بند کر لیتے تاکہ اگر کوئی اندر داخل ہونا چاہے تو راستہ نہ پا سکے، آخر وہ اس مقام پر پہنچ گئے جہاں ابو رافع اپنے بچوں کے ساتھ سویا ہوا تھا، اندھیرے کی وجہ سے وہ دکھائی نہیں دے رہا تھا، انہوں نے آواز دی ابو رافع! جواب ملا کون ہے؟ حضرت عبداللہ نے آواز کے رخ پر تلوار سے وار کیا، بدحواسی میں وار اوچھا پڑا، ابو رافع نے شور مچایا، کچھ وقت گزرا تو آواز بدل کر پوچھا یہ شور کیسا ہے؟ ابو رافع نے جواب دیا کہ کوئی میرے کمرے میں گھس آیا ہے اور مجھ پر وار کیا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ قریب پہنچے اور تلوار اس کے پیٹ میں گھونپ دی جو آر پار ہو گئی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں دروازہ کھولتا ہوا آخری

زینے تک پہنچا سمجھا کہ زمین آ گئی ہے آگے بڑھا تو بلندی سے نیچے گر پڑا اور پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ عمامہ نکال کر اسے باندھ لیا اور ساتھیوں کے پاس فصیل کے باہر پہنچ گیا۔ ان سے کہا تم جاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشخبری سناؤ، میں صبح اس کی موت کی تصدیق کے بعد آؤں گا۔

مرغ نے جونہی فجر اذان دی تو منادی نے قلعہ سے اعلان کیا کہ کسی نے ابورافع کو قتل کر دیا ہے یہ سن کر میں خوش خوش مدینہ منورہ آیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے پنڈلی کی ٹوٹی ہڈی پر لعاب دہن لگایا جو اچھی ہو گئی۔

فائدہ: ابورافع گستاخ رسول ہی نہیں تھا بلکہ قریش کو مسلمانوں کے خلاف جنگ پر ابھارا کرتا تھا، ان کی ہر طرح مدد کرتا تھا لہذا مسلمانوں کی سلامتی کے لیے ایسے مجرم کا خاتمہ بہت ضروری تھا، بہرحال ابورافع حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی سزا پا کر ہمیشہ کے لیے جہنم میں گیا۔

یہودیہ عصماء شاعرہ کا انجام:

بنی خطمہ میں ایک یہودیہ عصماء نامی عورت شاعرہ تھی، اس نے اپنی شاعری کا رخ مسلمانوں کی مذمت کی طرف موڑ دیا تھا خصوصاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بڑے گستاخانہ اشعار کہتی تھی اور لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف لڑائی پر ابھارتی تھی، اپنے ایام ماہواری کے گندے کپڑے مسجد میں ڈالا کرتی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابھی غزوہ بدر سے واپس نہ ہوئے تھے کہ اس نے اپنے اشعار میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہجو اور گستاخی شروع کر دی، ایک نابینا صحابی حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنا تو دل میں عہد کر لیا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر سے بسلامت واپس تشریف لائے تو میں

اس شاعرہ کی زبان بند کروں گا۔ الحمد للہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بدر سے فاتحانہ تشریف لائے تو حضرت عمیر رضی اللہ عنہ اپنی منت پوری کرنے کے لیے تلوار لے کر نکلے، رات کے وقت اس کے گھر میں داخل ہوئے راستہ ٹٹولتے اس کے قریب پہنچے، بچہ اس کی چھاتی سے لگا ہوا تھا اسے ایک طرف کیا اور تلوار دل میں چبھو دی، وہ آواز تک نہ نکال سکی اور مر گئی۔

صبح نماز مسجد نبوی میں ادا کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دیتے ہوئے عرض کیا کہ مجھ سے کوئی مواخذہ تو نہیں ہوگا؟ فرمایا: نہیں! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے عمیر رضی اللہ عنہ لوٹ رہے تھے تو عصماء کے لڑکے نے کہا، یہ ہماری ماں کا قاتل ہے جواب میں کہا بیشک میں نے ہی اسے قتل کیا ہے اور اگر کسی نے پھر ایسی جرأت کی تو اسے بھی موت کا مزہ چکھاؤں گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا:

اگر کوئی ایسے شخص کو دیکھنا چاہتا ہو جس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی غائبانہ مدد کی ہو تو وہ عمیر بن عدی کو دیکھے۔

یہ بھی ارشاد ہوا کہ ان کو نابینا نہ کہو یہ بینا اور بصیر ہیں، وہ بیمار ہوئے تو عیادت کے لیے جاتے ہوئے فرمایا کہ مجھے بنی واقف کے بینا کی عیادت کے لیے لے چلو!

یہودی شاعر کا قتل:

قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں ابو عفک ایک شاعر تھا اس کی عمر ۱۲۰ سال تھی ہر وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور ہجو کرتا تھا اپنی قوم کے جذبات کو مسلمانوں کے خلاف ابھارتا تھا، بدر کی فتح سے بھی کوئی سبق نہ لیا بلکہ اس کی گستاخی کچھ اور بھی بڑھ گئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون ہے جو میری عزت و حرمت کے لیے اس کی زبان بند کر دے؟ حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ تلوار لے کر اٹھ کھڑے ہوئے رات کو گئے تو اپنے کام پر

رہے ہوئے ابوعفک اپنے گھر کے صحن میں غفلت کی نیند سورہا تھا، تلوار اس کے سینے سے پار کر دی اور اس کا کام تمام کر دیا۔ (یہاں تک تمام واقعات بعد ترمیم سیرت احمد مجتبیٰ سے ماخوذ ہیں)

فائدہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے کا دنیا میں یہ انجام ہوا کہ عصماء اور ابوعفک دونوں قتل ہوئے اور ان کی دنیا و آخرت دونوں برباد ہوئے، گستاخی کرنے والے عبرت حاصل کریں!

ایک گستاخ عورت کا قتل:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ایک شخص نابینا تھے، ان کی ایک ام ولد تھی، (ام ولد اس باندی کو کہتے ہیں جس کی اولاد کو آقا اپنی قرار دیدے) جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہتی تھی اور آپ کی شان میں گستاخی کرتی تھی، وہ اس کو منع کرتے لیکن وہ باز نہ آتی، ایک مرتبہ رات کو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنا شروع کر دی جس پر انہوں نے ایک چھوٹی تلوار اس کے پیٹ پر رکھی اور دبا کر اس کا پیٹ پھاڑ دیا اور اس کا کام تمام کیا جب صبح ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کا یہ واقعہ بتایا گیا، آپ نے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا:

میں اس شخص کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں جس نے (میری عزت و ناموس کی حفاظت کی خاطر) جو کچھ کیا ہے وہ کھڑا ہو جائے مجھ پر اس کا حق ہے!

یہ سن کر وہ نابینا کھڑے ہوئے اور لڑکھڑاتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جا کر بیٹھ گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! مقتولہ تمام ولد کا میں مالک ہوں، وہ آپ کی شان میں گستاخی کرتی تھی اور برا بھلا کہتی تھی میں اس کو منع کرتا تھا لیکن وہ باز نہ آتی تھی میرے اس سے دو خوبصورت لڑکے بھی ہیں اور وہ مجھ پر مہربان بھی تھی لیکن گزشتہ شب جب اس نے آپ کی شان میں گستاخی کی اور آپ کی بے حرمتی کا ارتکاب کیا تو میں نے ایک چھوٹی تلوار

سے اس کو قتل کر دیا، یہ سن کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گواہ رہو اس کا خون معاف ہے۔ (الصیف المسلول)

گستاخ یہودی عورت کا انجام:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی اور بدتمیزی کرتی تھی تو ایک شخص نے اس کا گلا گھونٹ دیا اور وہ مرگئی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا خون بھی معاف کر دیا۔ (الصیف المسلول)

گستاخ رسول ابن خطل کا قتل:

فتح مکہ کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چار آدمی جہاں ملیں انہیں قتل کر دیا جائے، اگرچہ کعبہ کے پردے کے نیچے ہوں ان میں سے ایک عبداللہ ابن خطل اور دوسرا حویرث ابن نقید۔

عبداللہ ابن خطل کے قتل کا حکم اس لئے فرمایا کہ پہلے یہ شخص مسلمان تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے روانہ کیا اس کے ساتھ ایک انصاری صحابی اور اس کا ایک مسلمان غلام بھی تھا جو ابن خطل کی خدمت کیا کرتا تھا، رات کو کسی جگہ ٹھہرے تو ابن خطل نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ وہ اس کے لیے بکری ذبح کر کے کھانا تیار کرے اور خود سو گیا، جب جاگا تو دیکھا غلام نے کوئی چیز تیار کر کے نہیں رکھی تو غصہ میں اس نے غلام کو قتل کر دیا اور مرتد ہو کر مشرکین مکہ سے جا ملا اور وہاں پہنچ کر ابن خطل نے دو باندیاں خریدیں جو گانا گا کر نعوذ باللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کرتی تھیں اور یہ اس سے لطف اندوز ہوتا تھا اس لئے حضرت زبیر ابن العوام رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کیا جبکہ وہ خانہ کعبہ کے پردہ سے لٹکا ہوا تھا اور اس کی ایک باندی بھی فتح مکہ کے موقع پر قتل کی گئی جبکہ دوسری باندی فرار

ہوگئی جو بعد میں مسلمان ہوگئی۔

اور حویرث بن نقید مکہ مکرمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شدید ایذاء پہنچایا کرتا تھا، اس لیے یہ بھی قتل کیا گیا، اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کیا۔ (فتح الباری)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بدگوئی کرنے والوں کے یہ واقعات وہ ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پیش آئے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے کے جرم میں انہیں معاف نہیں کیا گیا بلکہ کیفر کردار تک پہنچایا گیا۔

(ماخوذ از باب سے ایلاف)

خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی نہ آپ کی زندگی میں قابل برداشت تھی نہ آج ہے، گستاخی کوئی بھی کرے کسی بھی قسم کی کرے جو عذاب الٰہی کا مورد بنے گا آخرت کی سزا کے علاوہ دنیا میں بھی اس کا انجام برا ہوگا جس پر اوپر کے واقعات شاہد ہیں۔ اس لیے انسانی صورت بنا کر اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر قرار دینا بھی بڑی گستاخی ہے ایسا شخص دنیا میں رسوا ہوگا آخرت میں سزا کا مستحق ہوگا۔

ہاتھ پر تصویر گدوانا

بعض لوگ ہاتھ میں تصویر گدواتے ہیں، یہ عمل شرعاً حرام ہے اس سے توبہ لازم ہے، باقی اس حالت میں نماز پڑھنے کا یہ حکم ہے چونکہ اس تصویر کو دور کرنا، مٹانا دشوار ہے اس لیے نماز ہو جائے تاہم کوشش کی جائے کہ کسی کپڑے وغیرہ سے تصویر کو ڈھانپ لی جائے۔

(ماخوذ از فتاوی محمودیہ ص ۱۲۰ ج ۳)

تصویر پر سجدہ کرنے کا حکم

اگر جائے نماز میں سجدہ کی جگہ جاندار کی تصویر بنی ہوئی ہو تو اس پر نماز پڑھنا مکروہ اور اس تصویر پر سجدہ کرنے میں شدید کراہت ہے۔ (ماخوذ از فتاوی محمودیہ ص ۳۰۰ ج ۱۶)

تصویر والی جگہ میں نماز پڑھنے کا حکم

بعض لوگ کمرہ میں یا دکان میں نمایاں کر کے تصویر لگاتے ہیں بعض لوگ مورتی بنا کر کھڑی کر دیتے ہیں، یہ تصاویر چاہے کسی انسان کی ہو یا گھوڑا وغیرہ کی، یہ فعل شرعاً گناہ اور ناجائز ہے اور ایسے مقام پر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اس کا اعادہ واجب ہے۔

في مكروهات الصلوٰة من التنوير ولبس ثوب فيه تماثيل وان يكون فوق رأسه او بين يديه او بحذائه تمثال واختلف فيما اذا كان خلفه والاظهر الكراهة وفي قبيل الفوائت من الشامية عن البحر من ترك واجبا من واجباتها او ارتكب مكروها تحريميا لزمه وجوبا ان يعيد في الوقت فان خرج اثم ولا يجب جبر النقصان بعده فلو فعل فهو افضل۔ (رد المحتار، مكروهات الصلوٰة)

تصویر والا لباس

اس زمانے میں بہت سے کپڑوں پر جاندار کی تصویریں بنی ہوتی ہے بعض نوجوان ایسے لباس پہن کر نماز میں بھی شریک ہو جاتے ہیں، شرعاً ایسا لباس پہننا ناجائز ہے اور تصویر والے لباس میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (حوالہ بالا)

تصویر والی بنیان

بعض بنیان ایسی ہوتی ہے اس پر کھلاڑیوں کی یا کسی اور جاندار کی تصویر ہوتی ہے صرف ایسی بنیان پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، اگر اس کے اوپر قمیص ہو تو تصویر مستور ہونے کی وجہ سے نماز تو مکروہ نہ ہوگی تاہم ایسی بنیان کا استعمال جائز نہیں اجتناب کرنا لازم ہے۔

اگر بنیان میں تصویر نہ ہو تب بھی صرف بنیان پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ یہ ثیاب بذلہ کی تعبیر کے تحت داخل ہے۔ یعنی ایسا عام لباس پہن کر نماز پڑھنا جس لباس کو پہن کر آدمی اچھی مجلس میں نہیں جایا کرتا۔

قال فی البحر وفسرها فی شرح الوقاية بما يلبسه فی بيته ولا يذهب به الی الاكابر۔ (البحر الرائق ج ۲ ص ۲۷)

مکان میں براق کی تصویر رکھنا

بعض لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ اپنی دکان یا مکان میں براق کی تصویر رکھتے ہیں اور اس کو متبرک سمجھتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ اس براق کی تصویر ہے جس پر سوار ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر تشریف لے گئے تھے۔

حالانکہ یہ اعتقاد قطعاً غلط ہے۔ یہ اصلی براق کی تصویر ہرگز نہیں ہے، بلکہ من گھڑت اور بناوٹی ہے کیونکہ اصلی براق کو تو کسی نے دیکھا ہی نہیں دنیا ہی ایک خیالی تصویر بنائی گئی ہے، اس کی مثال یوں سمجھئے کہ کسی نے اپنے باپ کو دیکھا نہیں، پھر بھی اپنے ذہن سے باپ کی تصویر بنا لے اور پھر لوگوں سے کہتا پھرے کہ یہ میرا باپ ہے، ظاہر بات ہے کہ بناوٹی چیز

کو اصل کا نام دینا اور برکت کے لیے مکان میں رکھنا ایک جاہلانہ اور احمقانہ حرکت ہے شرعاً اس کی کوئی حقیقت نہیں، قدوۃ السالکین حضرت شاہ ابوالحسن نصیر آبادی فرماتے ہیں اگر ایسی بناوٹی تصویریں گھروں میں یا دوکانوں میں آویزاں کرنے کا مقصد یہ ہو کہ ثواب کا کام ہے یا ان بناوٹی تصویروں پر اصل کا حکم نافذ کریں تو بے شک یہ بدعت سیئہ ہے بلکہ بہت سی باتیں تو کفر تک بھی پہنچاتی ہیں۔ جیسا کہ تعزیہ وغیرہ کے ساتھ عوام بلکہ بہت سے خواص لوگوں کا عمل ہے۔

فتاویٰ نافعہ ص ۱۳ میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے فقہ کی مشہور کتاب ''نصاب الاحتساب'' سے ایک فتویٰ نقل فرمایا ہے:

السوال:

بعض الناس الذین یجلسون علی الشوارع ویعرضون ثیاباً مصورة بصور قبور بعض المتبرکین وبلادهم ویضربون المزامیر عند ذالك ویجتمع علیه بعض الجهلة والسفهاء فما نصنع بهم۔

الجواب:

ینهون عن ذالك وان رأی المصلحة فی تمزیق ذالك الثوب فمزقه فلا ضمان علیه لانه مجتهد فیه فصار کتکسیر المعازف۔

(نصاب الاحتساب الباب السادس ص ۱٦)

ترجمہ:

کچھ فقراء راستے کے کنارے بیٹھ کر بزرگانِ دین کی قبروں کی تصویر والے کپڑے لوگوں کے سامنے تبرکاً پیش کرتے ہیں، باجا بجاتے ہیں اور قوالی وغیرہ گاتے ہیں۔ کچھ جاہل اور سفہاء

ان کے گرد جمع ہو جاتے ہیں (یعنی اس کو ثواب کا کام سمجھا جاتا ہے) تو ان کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا جائے۔

الجواب:

ایسے خلاف شرع کاموں سے ان کو روکنا ضروری ہے امام وقت اگر مصلحت سمجھیں تو ان کپڑوں کو پھاڑ ڈالیں اس پر قیمت کا کوئی تاوان بھی نہ ہوگا، جیسا کہ آلات معصیت کے توڑنے میں کوئی تاوان نہیں آتا۔

فتاویٰ ابن تیمیہ میں ہے کہ فان كل ما عظم بالباطل من مكان او زمان او حجر او شجر او بنية يجب قصد اهانته كما تهان الاوثان المعبودة۔ (ج ۲ ص ۷۲)

یعنی ہر وہ چیز جس کی باطل طریقہ پر تعظیم کی جاتی ہو، وہ جگہ وقت پتھر یا کوئی درخت یا کوئی عمارت ہو جس طرح پوجا کی جانے والی مورتیوں کا توڑ دینا ضروری ہے ان چیزوں کا ختم کرنا بھی ضروری ہے۔ یہ تو بے جان چیزوں کا حکم ہے، براق کی تصویر میں تو باطل طریقہ سے تعظیم کے علاوہ ایک خرابی اس کی جاندار کی تصویر ہونا بھی جاندار کی تصویر شرعاً حرام ہے، چاہے وہ براق کی تصویر ہو یا کسی نبی یا ولی کی تصویر ہو اس کو رکھنا دیکھنا جائز نہیں۔

خانہ کعبہ میں حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تصویریں تھیں ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ختم کیا گیا۔ رہا تبرک کا تصور جب تصویر رکھنا ہی حرام ہے اس میں برکت کہاں سے آئے گی، بلکہ حدیث شریف میں صراحت ہے کہ جس گھر میں کتا یا تصاویر ہوں اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ملک شام میں ایک موقع پر مقام دعوت میں تصویر ہونے کی وجہ سے دعوت رد فرما دی تھی۔ (کنز العمال ج ۳ ص ۲۱۹) (ماخوذ از فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۰۵ ج ۱۰)

یادگار تصویریں

بعض لوگ اپنے گھر اور وطن سے دور ہوتے ہیں۔ گھر والوں کی خواہش ہوتی ہے اس کی تصویر دیکھیں اور اس کی خواہش ہوتی ہے کہ گھر والوں کی تصویریں دیکھیں اس طرح دل کو کچھ تسلی حاصل ہو، اس مقصد کے لیے شرعاً تصویر بنوانے کی اجازت نہیں ہے۔ اس لیے یہ عمل ناجائز ہے اگر کسی نے ایسا کیا تو تصویر کو ضائع کرنا اور توبہ کرنا لازم ہے۔

واقعہ:

تھوڑی سی ہمت سے کام لے تو دین کے احکام پر عمل کرنا کوئی مشکل کام نہیں، ایک مولوی صاحب نے اپنا واقعہ بیان فرمایا:

میں خود کراچی میں مقیم ہوں اور میرے گھر والے جدہ میں مقیم ہیں والدہ محترمہ نے کئی مرتبہ اصرار کے ساتھ فرمایا کہ بچوں کی تصویریں بنوا کر بھیجیں تاکہ اس کے ذریعہ ہی زیارت ہو جائے لیکن میرا تو ایک جواب ہوتا ہے یہ شرعاً ناجائز ہے، میں یہ کام نہیں کر سکتا، جب اللہ تعالیٰ توفیق دیں گے ان کو آپ کی خدمت میں لے آؤں گا۔

چنانچہ تادم تحریر سولہ سال کا عرصہ گزر گیا الحمدللہ اس گناہ کا ارتکاب نہیں کیا۔ ان کو شرعی مسئلہ سمجھا دیا تو انھوں نے بھی اصرار چھوڑ دیا بلکہ دوسروں سے بھی کہتی رہتی ہیں کہ میرے بیٹا تصویر کو ناجائز سمجھتا ہے، آپ لوگ ان سے تصویر بنوانے کا مطالبہ نہ کیا کریں، سفر کے وقت یعنی عمرہ کی ادائیگی کے بعد کراچی واپس آتے وقت دوسرے رشتہ دار بھی اپنے رشتہ داروں کو اگر کوئی تصویر بھیجنا چاہیں ان کو بھی منع کر دیتی ہیں کہ میرے بیٹا گناہ کے کام میں آپ کے ساتھ تعاون نہیں کرے گا۔ اس لیے آپ ان کے ہاتھ نہ بھیجیں، بس شریعت کے دامن کو

تھامنے کی ضرورت ہے، اللہ خود ہی اپنے بندوں کی مدد فرماتے ہیں، دین تو بہت آسان ہے "الدین یسر" نہیں تو امامت کی ضرورت ہے، اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

پاسپورٹ کی ضرورت سے تصویر کھنچوانا

اس وقت حکومت پاکستان کی طرف سے بعض مواقع میں تصویر کو لازمی قرار دے دیا گیا، مثلاً پاسپورٹ، شناختی کارڈ وغیرہ، اس لئے ان کی رعایت نہیں ہر ایک کے لئے تصویر پیش کرنا لازمی ہے، تو پاسپورٹ کیسے بنائی جائے؟

اس بارے میں اصل مسئلہ تو یہی ہے کہ تصویر سازی مطلقاً حرام ہے۔

صرح به العلامة العيني في شرح البخاري واوضح رتبة

بعض فقہاء نے کسی صورت کو مستثنیٰ نہیں قرار دیا، البتہ علامہ شامی نے "رد المحتار باب مکروهات الصلوة" میں قہستانی سے ایک عبارت لائے ہیں۔

وبالنسبة غير ذي الروح لا يكره وقال القهستاني وفيه اشعار بانه لا تكره صورة الرأس وفيه خلاف كما في اتخاذها كذا في المحيط.

(رد المحتار مصری ج ۱ ص ۴۳۵)

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف سر کی تصویر بنانے کو بعض فقہاء نے مختلف فیہ قرار دیا ہے اگرچہ تحقیقی بات یہی ہے کہ صرف سر کی تصویر بھی ناجائز ہے، جیسا کہ صاحب بدائع الصنائع نے اس کی تصریح کی ہے۔ حدیث میں بھی اس کی تصریح موجود ہے۔

مگر چونکہ مسلمان اس معاملے میں مجبور ہیں۔ تو اس مجبوری کی صورت میں قول ضعیف پر عمل کرتے ہوئے صرف چہرے کی تصویر بنانے کی گنجائش ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید

ہے کہ اس پر مواخذہ نہ فرمائیں گے۔ تاہم مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسی صورت میں ندامت کے ساتھ استغفار بھی کرتا رہے۔ (ماخوذ از امداد المفتین ص ۹۹۹)

بچوں کو فوٹو کے ذریعہ تعلیم دینا

بچوں کو تعلیم دینے کے لیے تصویر کا استعمال کرنا، مثلاً کتاب میں لکھا جائے (ب) سے بلی، بطخ اور ساتھ ایک طرف بلی اور بطخ کی تصویر بنی ہو اور بچوں کو دکھایا جائے شرعاً تصاویر کو اس مقصد کے لیے استعمال کرنا جائز نہیں ہوگا اور ان تصاویر کو چھاپنا بھی جائز نہیں اور چھاپی ہوئی تصویر کا استعمال بھی جائز نہیں۔ البتہ کوئی مجبوری ہو کہ تصاویر کے بغیر کوئی کتاب نہ ملتی ہو تو مجبوری کی صورت میں تصویر والی کتاب لینے کی گنجائش ہوگی تاہم ان کو اس طرح استعمال کی جائے کہ تصاویر کے چہرے مٹا دیئے جائیں، اس کے بعد کتاب پڑھے اور پڑھائے۔

وفي الدر المختار قال: ولا يكره لو كانت تحت قدميه الى قوله او مقطوعة الراس والوجه او ممحوة عضو لا تعيش بدونه۔

(رد المحتار مكروهات الصلوة ص ٦٤٨ ج ١)

جاندار کی تصویر بطور مارک استعمال کرنے کا حکم

اپنی مصنوعات پر جاندار کی تصویر کا مارک استعمال کرنا شرعاً جائز نہیں اس سے اجتناب کرنا واجب ہے، اگر لاعلمی میں اس کا استعمال شروع کر دیا اب اس کو ترک کرنے سے نقصان عظیم ہوتا ہو جس کے تحمل کی ہمت نہ ہوتی ہو تو استغفار اور توبہ کرتے رہیں اور بچنے کو

گناہ گار سمجھتے رہیں کسی بے جان کا مارکہ متعارف کرانے کی کوشش کی جائے، جب وہ جائز مارکہ متعارف ہو جائے تو اس ناجائز مارک کو فوری طور پر چھوڑ دیا جائے۔

قال في الشامية: وظاهر كلام النووي في شرح مسلم الاجماع على تحريم تصوير الحيوان، وقال سواء صنعه لما يمتهن او لغيره فصنعته حرام بكل حال لان فيه مضاهاة لخلق الله وسواء كان في ثوب او بساط او درهم او اناء وغيرها۔

(رد المحتار ص ٦٦٦ ج ١) [ماخوذ از امداد الاحکام ص ١٧٤ ج ٤]

بزرگوں کی تصویر رکھنا

بعض لوگ گھروں میں مختلف بزرگوں کی طرف منسوب تصویر لگاتے ہیں مثلاً شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ یا اپنے خاندان کے کسی بڑے کی تصویر اور ان کی تعظیم کرتے ہیں ان سے تبرک حاصل کرتے ہیں۔

اس بارے میں شریعت کا حکم یہ ہے کہ ہر طرح کی تصویر بنانا حرام ہے خواہ تعظیم کی نیت سے بنائے یا کسی اور غرض سے چاہے بڑی تصویر ہو یا چھوٹی، خواہ کسی بھی چیز پر بنائی گئی ہو۔ کسی بزرگ کی تصویر ہو یا کسی کی، ہر طرح کی تصویر ناجائز ہے۔ ڈیجیٹل کیمرہ اور سادہ کیمرہ کی تصویر اور ہاتھ کی بنی ہوئی تصویر میں فرق نہیں ہے، کیونکہ تصویر کا مقصد دونوں طرح حاصل ہے۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ بت یعنی مجسمہ ناجائز ہے اور کاغذ وغیرہ پر تصویر جائز ہے یہ خیال قطعاً غلط ہے۔ چنانچہ علامہ نووی رحمہ اللہ نے ان کی تردید فرمائی ہے۔

قال بعض السلف انما ينهى عما كان له ظل ولا بأس بالصورة التي ليس لها ظل وهذا مذهب باطل فان الستر الذي انكر النبي صلى الله عليه وسلم الصورة فيه

لایشك احد انه مذموم لیس له ظل مع باقی الاحادیث المطلقة فی کل صورة۔
(مسلم ص ۱۹۹ ج ۲)

شیر کی کھال میں گھاس بھر کر شیر بنانا

بعض لوگ شیر کی کھال میں گھاس بھر کر اس کو شیر جیسی شکل میں بنا دیتے ہیں اور پھر اس کو مکان میں بطور نمائش رکھتے ہیں، حالانکہ اس طرح شیر کی صورت بنانا اس کو رکھنا اس کی نمائش کرنا شرعاً درست نہیں کیونکہ یہ اگرچہ تصویر محرم کے حکم میں داخل نہیں ہے تاہم مشابہ ضرور ہے، اس لیے پرہیز کیا جائے۔ (ماخوذ از فتاویٰ محمودیہ ص ۳۴۳ ج ۱۵)

پریس میں اخبار کے ساتھ تصویر چھاپنا

پریس میں اگر جاندار کی تصاویر چھاپنی پڑے تو چونکہ جاندار کی تصویر چھاپنا اور شائع کرنا جائز نہیں۔ اس لیے ایسی جگہ ملازمت بھی ناجائز ہے کیونکہ ناجائز کام کی ملازمت بھی ناجائز ہوتی ہے۔

لیکن اگر پریس مشینوں میں دوسری جائز چیزیں بھی چھاپی جائیں اس کے ساتھ تصویر بھی ہوں اور تصویر کم ہوں جائز چیزیں زائد ہوں تو اس صورت میں پوری آمدن کو حرام نہیں کہا جائے گا۔ نیز جو شخص ایسی ملازمت کرے گا اس کی پوری ملازمت کو بھی ناجائز نہیں قرار دیا جائے گا۔ بقدر ناجائز کام کرنے کے ناجائز ہوگی۔ لہٰذا کوشش رہے کہ جاندار اشیاء والی کتابیں، اشتہارات وغیرہ چھاپنے سے حتی الامکان اجتناب کرے اگر کبھی مجبوری میں ایسا ہو جائے تو تصویر چھاپنے کی بقدر آمدن کو استعمال میں نہ لائے۔ (ماخوذ از فتاویٰ محمودیہ ص ۲۱۹ ج ۱۲)

باتصویر اخبار کا حکم

بعض اخبار والے جو اخبار کے ایک طرف دینی مضامین اور دوسری طرف جاندار کی تصویر چھاپتے ہیں یہ شرعاً جائز نہیں۔ البتہ اگر کوئی ایسا اخبار پڑھنا چاہے تو اس کا طریقہ یہ اختیار کیا جائے کہ پہلے تصویر کو روشنائی سے مٹادی جائے اس کے بعد اخبار کا مطالعہ کرے۔
(ماخوذ از فتاوی محمودیہ ص ۳۳۲ ج ۵)

باتصویر رسائل کی خریداری

جن رسالوں کے اندر تصویریں ہوں، جیسے ڈائجسٹ وغیرہ اور وہ دینی رسائل جن میں جاندار کی تصویریں ہوں ان کی خریداری کا حکم یہ ہے کہ خریدار کے مقصد کو دیکھا جائے اگر مقصد ذی روح کی تصویر خریدنا ہو تو ان رسائل کا خریدنا جائز نہیں۔ دُرِّ الامور بمقاصدها۔
اگر مقصد صحیح جائز مضامین کا پڑھنا ہے تو خریدنا درست ہے، کیونکہ تصاویر تابع ہیں،
البتہ پڑھنے سے پہلے ان تصاویر کو مٹادیا جائے۔ (ماخوذ از فتاوی محمودیہ ص ۱۰۶ ج ۵)

کرنسی نوٹ پر تصویر چھاپنا

تصویر حرام ہے۔ احادیث سے اس کی حرمت ثابت ہے، فوٹو اور سکوں پر ان کو چھاپنا بھی حرام ہے، اس لیے حکومت کا فرض ہے کہ ان پر تصویر ہرگز نہ چھاپے اور مسلمانوں پر لازم ہے حکومت سے اس گناہ کے ترک کرنے کا مطالبہ کرے، باقی چونکہ عام مسلمان ان کے

استعمال پر مجبور ہیں اس لیے استعمال کی وجہ سے ان کو گناہ نہ ہوگا۔ اسی طرح نماز کی حالت میں جیب میں ہونے سے نماز میں کوئی خلل نہیں آئے گا۔ البتہ جیب میں اس طرح رکھیں کہ تصویریں مستور رہیں، باریک کپڑے کی قمیص ہو تو خاص خیال رکھا جائے کہ تصویر نظر آنے کسی کاغذ وغیرہ سے چھپائیں۔ (ماخوذ آپ کے مسائل کا حل ص ۴۹۲ ج ۷)

مسجد میں تصویر اتارنا

بہت سے لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ بعض دینی پروگراموں کی بھی تصویر اتارتے ہیں، بلکہ بعض دفعہ مسجد کے اندر یہ گناہ عظیم سرانجام دیا جاتا ہے، جو کام مسجد سے باہر کرنا گناہ ہے مسجد کے اندر اس کی شناعت اور قباحت اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے گھر کے اندر آ کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جائے۔ لہٰذا مسجد کو اس گندگی کے ساتھ ملوث کرنا حرام اور سخت گناہ ہے۔ اس سے اجتناب کرنا نہایت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو مساجد کے ادب واحترام کا خیال رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خانہ کعبہ اور طواف کرتے لوگوں کی تصویر فریم کرنا

ایسا فریم گھر میں لٹکانا جس میں خانہ کعبہ اور اس کے اطراف میں لوگوں کو طواف کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے یا مسجد نبوی میں لوگوں کو نماز پڑھتے دکھایا گیا، تو اس میں اگر لوگوں کی تصویریں بالکل دھندلی ہیں، ان کی آنکھیں، کان، جسم کا کوئی اور عضو واضح نظر نہ آتے ہوں، تو ایسا فریم لٹکانا جائز ہے۔ لیکن اگر تصویر واضح ہوں کہ پہچانی جاتی ہے کہ یہ فلاں ہے یا اس کی

ناک یہ آنکھیں ہیں تو پھر ایسے فریم لٹکانا جائز نہیں۔ خصوصاً مساجد میں یا گھروں میں نماز کی جگہوں کو ایسے فریموں سے بچانا ضروری ہے۔

محترم شخصیتوں کی تصاویر آویزاں کرنا

بہت سی سرکاری عمارتوں، مثلاً عدالتوں، اسکولوں، کالجوں، ہسپتالوں، پولیس اسٹیشنوں اور دوسرے سرکاری محکموں میں خاص طور پر اہم شخصیتوں کی تصاویر آویزاں ہوتی ہیں، جن میں قائداعظم محمد علی جناح، علامہ اقبال وغیرہ کی تصاویر نمایاں طور پر شامل ہیں۔ یہ مغربی تہذیب کا حصہ ہے جسے مسلمانوں نے اپنا لیا ورنہ اسلام اس کی نفی کرتا ہے، شریعت مطہرہ نے اس سے منع فرمایا ہے اس لیے اجتناب کرنا لازم ہے، ورنہ آویزاں کرنے والے دیکھنے والے سب ہی گناہ میں شریک ہوں گے اور نحوست کا ہونا تو یقینی ہے اور تصاویر پر جو وعیدیں ہیں وہ سب کے لیے ہیں۔

آرٹ ورائنگ کی شرعی حیثیت

آرٹ ورائنگ بذات خود ناجائز نہیں ہے، بلکہ اس کا غلط استعمال اس کو ناجائز بنادیتا ہے۔ جاندار چیزوں کی تصویری آرٹ پیش کیا جائے، مصوری ہی کا کام انجام دیا جائے تو یہ عمل ناجائز ہے۔ اگر ایسا آرٹ پیش کیا جائے جس میں اسلامی اصولوں کی خلاف ورزی نہیں ہوتی تو جائز ہے۔ مثلاً خانہ کعبہ، مسجد نبوی یا اس جیسی اور کوئی غیر ذی روح کی ماڈل بنائے۔

(ماخوذ آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۹۹ ج ۷)

جاندار کی شکلوں والے کھلونے

آج کل ہمارے گھروں میں بچوں کے کھلونے تقریباً ہر جگہ موجود ہیں کوئی جانوروں کی شکل کے بنے ہوئے کوئی گڑیا وغیرہ مورتی کی صورت میں وہاں قرآن کی تلاوت، نماز اور سجدہ کی ادائیگی کرتے ہیں بعض اوقات نماز کے لیے وضو کریں یا سلام پھیریں تو نظر پڑ جاتی ہے یا ذکر میں مصروف ہوں تو بچے کھیلتے ہوئے سامنے آجاتے ہیں۔

ان کا شرعی حکم یہ ہے کہ جن گڑیوں کے نقوش نمایاں نہیں ہوتے یعنی کان ناک دیگر اعضاء واضح نہیں ہوتے، بس ایک ہیولہ سا ہوتا ہے، ان کے ساتھ بچوں کا کھیلنا جائز ہے اور ان گڑیوں کو گھر میں رکھنا بھی جائز ہے۔ لیکن پلاسٹک کے جو کھلونے بازار میں ملتے ہیں وہ تو پوری مورتیاں ہیں۔ ان مجسموں کی خرید و فروخت اور ان کا گھر میں رکھنا جائز نہیں، افسوس ہے کہ آج کل ایسے بت گھروں میں رکھنے کا رواج چل نکلا ہے اور ان کی بدولت ہمارے گھر بت خانوں کا منظر پیش کر رہے ہیں گویا شیطان نے کھلونوں کے بہانے بت شکن قوم کو بت فروش اور بت تراش بنا دیا ہے، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس آفت سے بچائے۔

بعض لوگوں کو اشکال ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی تو گڑیوں سے کھیلا کرتی تھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے رکھی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گڑیاں معمولی قسم کی گڑیاں تھیں جو بچیاں کپڑوں سے خود ہی سی لیا کرتی تھیں۔ ان کے اعضاء واضح نہیں تھے یہ باقاعدہ مجسمے نہیں تھے، لہٰذا ان سے اس تصویر محرم کے جواز پر استدلال کرنا درست نہیں۔

قال في حاشية المشكوة معزيا الى اللمعات: والمراد ههنا ماتعلب به الصبية

من الخرق والرقع بل بحكم صورة متخصصة كالتصاوير المعروفة فلا حاجة إلى ماقيل إن عدم إنكاره صلى الله عليه وسلم لعبها بالصورة واقتنائها في بيتها دال أن ذلك كان قبل التحريم وإن لعب الصغار مظنة للاستخفاف۔

(حاشیۃ مشکوٰۃ ص ۲۸۱ ج ۲)

مجسمہ فروشی کا حکم

کسی جاندار کی تصویر بنانا، خواہ وہ مجسمہ مورتی کی شکل میں ہو جس کو عربی میں تمثال کہا جاتا ہے یا ایسی تصویر ہو جو کسی کپڑے، کاغذ یا دیوار وغیرہ پر بنی ہوئی ہو، چاہے ہاتھ سے بنائی ہو یا جدید مشینی آلات سے بنی ہو، جس کو عربی میں "صورۃ" کہا جاتا ہے۔ دونوں طرح کی تصویر سازی حرام ہے۔ حرمت کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ دنیا میں بت پرستی کی بنیاد تصویر سازی اور اس کا احترام ہی ہے جس کی تفصیل ماقبل میں گزر چکی ہے اور بت پرستی شرک کی بنیاد ہے کہ انسان اللہ رب العزت کے اوصاف واختیارات کو بتوں کے لیے ثابت کرے بتوں کی پوجا شروع کرے، یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے شرک کو جرم عظیم اور ناقابل معافی جرم قرار دیا ہے۔

کقولہ تعالیٰ: إن الشرك لظلم عظيم۔

شرک بہت بڑا جرم ہے۔

وقولہ تعالیٰ: إن الله لا يغفر أن يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء۔

یعنی اللہ تعالیٰ شرک کے گناہ کو تو ہرگز معاف نہیں فرمائیں گے اس کے علاوہ جو گناہ چاہیں گے معاف فرما دیں گے۔

صرف دانت اور آنکھ کی تصویر اتارنا

اگر صرف دانت کی تصویر چھاپی جائے اس کے ساتھ چہرہ کی تصویر نہ ہو، یا صرف آنکھ کی تصویر اتاری جائے تو یہ شرعاً جائز ہے۔ (ماخوذ از فتاویٰ محمودیہ ص ۳۹۳ ج ۱۴)

اڈنٹی کارڈ بنوانا جائز نہیں

اڈنٹی کارڈ یعنی حکومت کی طرف سے بسوں اور ہوائی جہاز یا ریل کے کرایہ میں طلبہ کے لیے خصوصی رعایت ہو، اس کے لیے اڈنٹی کارڈ کا حصول ضروری اور اڈنٹی کارڈ میں تصویر چسپاں کرنا لازمی ہے، اس کے بغیر قابل قبول نہیں۔ چونکہ یہ رعایتی کارڈ تصویر پر موقوف ہے اور تصویر شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔ لہٰذا جو چیز حرام پر موقوف ہے وہ بھی حرام ہوگی، کیونکہ قاعدہ ہے: "الموقوف علی الحرام حرام"۔

اور تصویر کشی پر سخت وعیدیں احادیث میں مشہور و معروف ہے، جیسا کہ پہلے متعدد تحریروں کے ضمن میں گزر چکی ہیں۔ طلبہ کو چاہیے کہ خصوصاً دینی مدارس کے طلبہ اللہ تعالیٰ پر اعتماد و بھروسہ کرے اللہ تعالیٰ ہی کے سامنے اپنی ضروریات پیش کر کے دعا مانگے۔

قال اللہ تعالی: ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ ان اللہ بالغ امرہ قد جعل اللہ لکل شیء قدرا

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: من کان لہ کان اللہ لہ۔

من کانت الآخرۃ ھمہ جعل اللہ غناہ فی قلبہ وجمع لہ شملہ واتتہ الدنیا وھی راغمۃ ومن کانت الدنیا ھمہ جعل اللہ فقرہ بین عینیہ وفرق علیہ شملہ

ولم تاته من الذنب الا مافدرله . (رواه الترمذي)

وقال صلى الله عليه وسلم: لايحملنكم استبطاء الرزق ان تطلبوه بمعاصي الله فانه لايدرك ما عندالله الا بطاعة الله . (رواه في شرح السنة)

وقال صلى الله عليه وسلم: وان الرزق ليطلب العبد كما يطلب اجله رواه ابونعيم . (ماخوذ از حسن الشمائل ص ۲۲۶ ج ۸)

ارشاد باری تعالیٰ ہے: جو کوئی اللہ تعالیٰ سے ڈرے گا وہ اس کے لیے ہر پریشانی سے نجات کا راستہ پیدا فرماوے گا اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے (روزی ملنے کا) وہم وگمان بھی نہ ہو اور جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے گا وہ اس کو کفایت کرے گا۔ تحقیق اللہ پورا کرتا ہے اپنا کام اور اللہ تعالیٰ نے ہر شئی کا ایک اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔ (سورۂ طلاق: آیت ۳)

اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے۔

اور جس شخص کو آخرت کا غم وفکر حاصل ہو اللہ تعالیٰ اس کے دل میں غناء پیدا فرما دیتا ہے اس کے حوائج وضروریات کو آسانی سے پورا فرما دیتا ہے اور دنیا اس کے پاس ناک رگڑتی ہوئی آتی ہے اور جس شخص پر دنیا کا غم وفکر سوار ہو اللہ تعالیٰ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان فقر وتنگدستی کو رکھ دیتے ہیں اس کے حوائج کو پھیلا دیتے ہیں اس کو صرف اتنی دنیا ملتی ہے جو اس کے لیے مقدر ہے۔ (ترمذی)

اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں روزی کا تاخیر سے ملنا اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم اس کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے ذریعہ حاصل کرنے کی کوشش کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے خزانہ میں جو کچھ ہے وہ اللہ تعالیٰ کو راضی کیے بغیر حاصل نہیں کیا جا سکتا ہے۔ (شرح السنہ)

کاسمیٹکس کی دکان کا حکم

کاسمیٹکس کی دکان جس میں تقریباً ہر چیز پر جاندار کی تصویر ہوتی ہے ایسی چیزیں فروخت کرنے کا کیا حکم ہے واضح ہو کہ تصویر بت پرستی کا ایک ذریعہ ہے بلکہ بت پرستی کی ابتداء ہی تصاویر اور مورتی کی پوجا سے ہوئی ہے چونکہ بت پرستی حرام ہے تو جو چیز بت پرستی کا ذریعہ ہے وہ بھی حرام قرار پایا ہے، اسی لیے کسی جاندار کی تصویر کشی یا اس کو گھروں، دکانوں وغیرہ میں نمایاں طور پر رکھنے پر احادیث میں سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

ان اشد الناس عذابا یوم القیامة المصورون۔ (صحیح بخاری)

مذکورہ بالا وضاحت کے بعد صورت مسئولہ میں حکم یہ ہے کہ جن چیزوں پر کسی جاندار کی شکل صورت اور اس کے نمونے واضح طور پر معلوم ہوں تو ان کو بنانا اور گھروں میں رکھنا جائز نہیں اور جب خود ان تصاویر ہی کی خرید و فروخت مقصود ہو تو ان کو خریدنا فروخت کرنا دونوں ناجائز ہیں کیونکہ معصیت ان کے عین کے ساتھ قائم ہے، ان سے حاصل ہونے والی آمدن بھی حلال نہیں۔

اور اگر خرید و فروخت میں تصاویر مقصود نہ ہوں، بلکہ دوسری چیزوں کی تابع ہو کر آجائیں، جیسے کپڑوں، برتنوں اور مختلف اشیاء کے ڈبوں اور دیگر جدید مصنوعات جن میں اس کا عام رواج ہے، اگرچہ تصاویر کی اس طرح نمائش و اشاعت شرعاً جائز نہیں ہے تاہم تصاویر والی اشیاء کی خرید و فروخت جائز ہے اور آمدنی بھی حلال ہوگی۔

البتہ دکاندار کوشش کرے کہ ان اشیاء کی تصاویر کو حتی الامکان چھپائے یا ممکن ہو تو اس پر

مار کر پھیر دے، نیز ان کو نمازی کی جگہ پر نہ رکھے غرضیکہ تصاویر کو مقصود نہ بنایا جائے۔

وجاز بیع عصیر عنب ممن یعلم أنه یتخذه خمرا لأن المعصیة لا تقوم بعینه بل بعد تغیره وقیل یکره لإعانته علی المعصیة بخلاف بیع أمرد ممن یلوط به وبیع سلاح من أهل الفتنة لأن المعصیة تقوم بعینه

(رد المحتار ص ۳۹۱ ج ۶ کتاب الکراهیة)

حج کی فلم دیکھنا حرام ہے

مناسک حج جو شعائر اسلام ہیں ان کو فلم کرنا اور سینما میں دیکھنا دکھانا، جس میں بیت اللہ، عرفات، منیٰ وغیرہ مقامات کے مناظر اور دیگر عبادات کی چلتی جاگتی تصاویر دکھائی جاتی ہیں بہت سے منکرات پر مشتمل ہیں:

۱۔ فلم کا آلہ لہو و لعب ہونا ظاہر ہے اور آلات لہو کو مقاصد دینیہ میں استعمال کرنا دین کی سخت اہانت اور استخفاف ہے۔

قال اللہ تعالیٰ: اتخذوا دینهم لهوا ولعبا الآیة۔

۲۔ حج کے اکثر افعال تعبدی صرف نقل کے ذریعہ ہی اس کے صحیح ہونے درست ہونے اور اللہ تعالیٰ کے حکم ہونے کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ مسلمان تو اللہ تعالیٰ کے حکم سمجھ کر اپناتے ہیں، جب مخالفین اسلام یہ مناظرہ دیکھیں گے ممکن ہے کہ وہ اسلام کا مذاق اڑائیں جس کا سبب یہ فلم بنانے والے بنیں گے۔

۳۔ اس میں جاندار کی تصاویر کا استعمال ہوتا ہے اور ان سے تلذذ ہوتا ہے، جاندار کی تصاویر دیکھنا دکھانا خصوصاً مردوں کے لیے عورتوں کی تصاویر اور عورتوں کے لیے مردوں کی

تصاویر دیکھنا بھی نیم برہنہ ہیئت قبیح فعل ہے۔

بعض لوگ اسے دیکھنے دکھانے کو ثواب سمجھتے ہیں، جب یہ فعل جائز ہی نہیں تو ایک ناجائز فعل کو باعث ثواب سمجھنا تو بہت بڑا گناہ ہے۔ لہذا ایسا فلم دیکھنا دکھانا سب ناجائز ہیں بچنا فرض ہے۔ (ملخص از احسن الفتاویٰ ص ۳۰۱ ج ۸)

چڑیا والی گھڑی کا حکم

آج کل بعض گھڑیاں اس طرح کی آرہی ہیں کہ اس میں جاندار کی تصویر ہوتی ہے بعض میں تو تصویر ہر وقت نمایاں ہوتی ہے۔ بعض کی شکل اس طرح ہوتی ہے کہ کبھی تصویر ظاہر ہوتی ہے کبھی پوشیدہ ہو جاتی ہے۔

جاندار کی تصویر بنانا تو ہر حال میں ناجائز ہے۔ اس لیے تصویر والی گھڑی بنانا جائز نہیں اور ایسی گھڑی کا استعمال کرنا بھی قبیح اور مذموم ہے۔ اس لیے کوئی ایسی گھڑی استعمال کی جائے جو اس قباحت سے خالی ہو۔ (ملخص از فتاویٰ محمودیہ)

میت کی تصویر اتارنے کا حکم

بعض لوگوں کو دیکھا جاتا ہے میت کی تصویر اتارتے ہیں بہت سے نادان لوگ تو میت کو قبر میں اتار کر پھر تصویر اتارتے ہیں اور اکثر اخبارات میں شائع کرتے ہیں، یہ کتنی افسوس ناک بات ہے میت تو اس وقت قبر کو سپرد ہو رہا ہے وہ سراپا رحمت خداوندی کا محتاج ہے، عزیز و اقارب کی دعاؤں، صدقہ، خیرات کا محتاج ہے، ایسے وقت موجب لعنت کام کرنا یہ تو

اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینا ہے، ظاہر بات ہے کہ یہ میت کے ساتھ بھلائی اور خیر خواہی نہیں ہے بلکہ سراسر ظلم ہے اس لیے اہل میت پر لازم ہے کہ ہرگز اس حرام کام کا ارتکاب کر کے میت کے لیے باعث عذاب نہ بنیں۔ تصویر اتارنے، مووی بنانے اور اخبارات و رسائل، ٹی وی وغیرہ کے ذریعہ اس تصویر کی اشاعت سے مردہ کو عذاب کے علاوہ کوئی ثواب نہیں مل سکتا ہے۔ جس شخص کو اس کا اندیشہ ہو کہ مرنے کے بعد اس کے ورثاء اس کی تصویر اتاریں گے اس پر وصیت کرنا لازم ہے کہ میرے مرنے کے بعد تصویر نہ اتاری جائے۔

خواتین کی تصویر دیکھنا اور آویزاں کرنا حرام ہے

آج کل بازاروں، دکانوں، گھروں میں خواتین کی تصاویر لگی ہوتی ہیں۔ بہت سے نادان لوگ ان کو دیکھ کر لطف اندوز ہوتے ہیں، حالانکہ حدیث کی رو سے جب ذی روح کی تصاویر اتارنا حرام ہے تو ان کو دیکھ کر لطف اندوز ہونا تو بطریق اولیٰ حرام ہوگا پھر اجنبی عورتوں کی تصاویر دیکھ کر لطف اندوز ہونا بعینہ ان خاتون کے دیکھنے کے مترادف ہے جو کہ ناجائز اور حرام ہے۔

كما رواه الامام محمد بن اسماعيل البخاري رحمه الله، عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال قال النبي صلى الله عليه وسلم: لا تباشر المرأة المرأة فتنعتها لزوجها كانه ينظر اليها۔

(بخاری ص ۷۸۸ ج ۲) [ماخوذ از فتاویٰ حقانیہ ص ۴۲۸ ج ۲]

نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی عورت دوسری عورت کے ساتھ رہ کر پھر اس کے حالات اپنے شوہر سے اس طرح بیان نہ کرے کہ گویا کہ شوہر اس عورت کو

حاصل کرتا ہے یہ ایک اجنبی عورت سے لذت حاصل کرتا ہے، جو کہ شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔
لہٰذا منگیتر کی تصویر اپنے پاس رکھنا شرعاً ناجائز ہے، یہی حکم عورت کے لیے ہے کہ جس مرد سے نکاح طے ہوا ہے اس کی تصویر اپنے پاس رکھنا اس سے لذت حاصل کرنا جائز نہیں، بلکہ شادی کے بعد بھی بلا ضرورت تصویر کا استعمال جائز نہیں۔ اس لیے ایک دوسرے کی تصویر کھنچوانا اور دیکھنا دکھانا دونوں گناہ کے کام ہیں۔

سینما بینی کے نقصانات

سینما اور فلم دیکھنے میں کئی قسم کے گناہوں کا ارتکاب ہوتا ہے:

۱۔ تصویر سے لذت حاصل کرنا خصوصاً عورتوں کی تصاویر سے جو کہ حرام ہے۔

۲۔ گانا سننا یہ بھی حدیث کی رو سے حرام ہے۔

۳۔ بے موقع فضول پیسہ خرچ ہوتا ہے یہ بھی قرآن کی رو سے حرام ہے۔

ولا تسرفوا ان اللّٰہ لا یحب المسرفین (اعراف: ۳۱) وفی مقام آخر ان المبذرین کانوا اخوان الشیطان وکان الشیطان لربہ کفورا۔ (بنی اسرائیل: ۲۷)

یعنی ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اسراف مت کرو، بے شک اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتے۔

دوسری آیت میں فرمایا: بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے یعنی نافرمان کافر ہے۔

۴۔ وقت ضائع ہوتا ہے حالانکہ وقت بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اس کو فضول اور لایعنی کاموں میں ضائع کرنا جائز نہیں، حدیث میں ہے من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ۔

کسی آدمی کے اسلام میں خوبی کی علامت یہ ہے کہ فضول اور لایعنی باتوں سے پرہیز کرے۔

ڈش کا دیکھنے کا شوق ہے، گانا سننے پر حدیث میں سخت وعیدیں وارد ہوئی ہے۔

۳۔ بے حیائی سے انسان کے اخلاق بگڑ جاتا ہے، نماز، روزہ و دیگر عبادات میں غفلت ہوجاتی ہے اور اس کے علاوہ بھی بہت سی خرابیاں ہیں اس لیے بے حیائی شرعاً جائز نہیں۔ اس سے بچنا اور اپنی اولاد کو بچانا لازم ہے۔

دیوی دیوتاؤں کی تصویر کو فریم کرنا کیسا ہے؟

سوال:

زید نقشوں اور تصویروں کو شیشے میں لگانے اور فریم بنانے کا کام کرتا ہے جن میں ہندوؤں کی دیوی، دیوتاؤں کی تصویریں بھی آتی ہیں، اب سوال یہ ہے کہ زید ان تصویروں کی فریم بنا کر اجرت لے سکتا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب:

عمل اور محنت کی اجرت تو فی نفسہ جائز ہے لیکن یہ عمل اعانت علی المعصیت ہونے کی وجہ سے مکروہ اور قابل ترک ہے۔

فقط واللہ اعلم بالصواب (ماخوذ از فتاویٰ رحیمیہ)

گھر میں ٹیلی ویژن اور ویڈیو رکھنا اور اس کو دیکھنا

گھر میں ٹیلی ویژن رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ اس کا شمار لہو ولعب میں داخل ہے یا نہیں؟ یہاں اس کا بہت رواج ہو گیا ہے اور اب اس کے ساتھ ویڈیو بھی عام ہے تو کیا حکم ہے؟ اگر کوئی صرف خبریں سنے تو کیا حکم ہے؟ لیکن اکثر خبر نشر کرنے والی عورت ہی ہوتی ہے، مدلل ومفصل جواب تحریر فرمایئے، بینوا توجروا (از انگلینڈ وغیرہ)

حامداً ومصلیاً ومسلماً

ٹیلی ویژن لہو ولعب اور گانے بجانے کا آلہ ہے اس میں جاندار کی تصویروں کی بھرمار ہوتی ہے، مردوں کی نظر نامحرم عورتوں کی تصویروں پر اور عورتوں کی نظر نامحرم مردوں کی تصویر پر پڑتی ہے، بلکہ ارادۃً وشوقاً ورغبۃً دیکھا جاتا ہے اور یہ ناجائز ہے، خبریں سننے کے لیے خبر دینے والے کی تصویر دیکھنا ضروری نہیں ہے، لہٰذا یہ بالکل غیر ضروری ہے اور اکثر اوقات اس پر فلم دکھائی جاتی ہے جس میں فحاشی، عریانیت اور شہوت انگیز مناظر کی کثرت ہوتی ہے، گھر میں چھوٹے بڑے، ماں بہن، بہو بیٹیاں سب ہی ہوتے ہیں اور سب خوب شوق سے دیکھتے ہیں، یہ انتہائی بے غیرتی اور بے حیائی ہے، بچوں کے اخلاق پر برا اثر پڑنے اور بچپن ہی سے ان کے اندر غلط عادتیں پیدا ہونے کا قوی احتمال ہے اس کی پوری ذمہ داری اور وبال والدین اور گھر کے بڑوں پر ہوگا، لہٰذا اس کے دیکھنے سے مکمل احتراز کیا جائے اور ویڈیو کیسٹ تو عموماً فلم ہی ہوتی ہے اس کی حرمت تو بالکل ظاہر ہے۔

مزاج شریعت یہ ہے کہ بلا ضرورت نہ مرد عورتوں کو دیکھیں اور نہ عورتیں مردوں کو، اسی میں ان کے قلوب پاکیزہ اور غلط وشہوانی خیالات سے پاک اور صاف رہ سکتے ہیں،

قرآن میں ہے:

قل للمؤمنین یغضوا من ابصارهم ویحفظوا فروجهم ذلک ازکیٰ لهم ان الله خبیر بما یصنعون۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) مؤمنین سے کہہ دیجیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لیے دل کی صفائی اور پاکیزگی کا ذریعہ ہے، بے شک خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے کام سے واقف اور باخبر ہے، اسی طرح عورتوں کے متعلق ارشاد خداوندی ہے:

وقل للمؤمنات یغضضن من ابصارهن ویحفظن فروجهن"۔ (سورة النور)

آپ مؤمن عورتوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور شرم گاہوں کی حفاظت کریں۔ (سورۂ نور پارہ نمبر ۱۸)

حدیث میں ہے:

ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لعن الله الناظر والمنظور الیه۔

(مشکوٰة شریف ص ۲۷۰، باب النظر الی المخطوبة)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے اجنبی عورت کو دیکھنے والے پر اور اس عورت پر جس کو دیکھا جائے۔

(مشکوٰة شریف ص ۲۷۰ باب النظر الی المخطوبة)

نیز حدیث میں ہے:

عن جریر بن عبدالله قال سألت رسول الله صلی الله علیه وسلم عن نظر الفجاة فامرنی ان اصرف نظری۔ (مشکوٰة شریف ص ۲۶۸، باب النظر الی المخطوبة)

حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نامحرم

عورت پر اچانک نظر پڑنے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میں فوراً اپنی نگاہ ہٹا لوں۔

(مشکوۃ شریف ص ۲۶۸، باب النظر الی المخطوبۃ)

نیز حدیث میں ہے:

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم النظر سہم مسموم من سہام ابلیس فمن ترکہا خوفاً من اللّٰہ ایماناً یجد حلاوتہ فی قلبہ۔

(مشکوۃ شریف ص ۲۶۸، باب النظر الی المخطوبۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدنظری ابلیس کے تیروں میں سے ایک زہر آلود تیر ہے جو اس کو اللہ کے خوف سے چھوڑ دے، اللہ تعالیٰ اس کو ایسا ایمان عطا فرمائے گا جس کی حلاوت وہ اپنے قلب میں پائے گا۔ (مشکوۃ شریف ص ۲۶۸، باب النظر الی المخطوبۃ)

عن ام سلمۃ انہا کانت عند رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ومیمونۃ اذ اقبل ابن ام مکتوم فدخل علیہ فقال رسول اللّٰہ علیہ وسلم احتجبنہ فقلت یا رسول اللّٰہ! الیس ہو اعمی، لا یبصرنا فقال رسول اللّٰہ علیہ وسلم افعمیا وان انتما الستما تبصرانہ۔ (مشکوۃ شریف ص ۲۶۹، باب النظر الی المخطوبۃ)

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھیں، اتنے میں ایک صحابی نابینا حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ تشریف لائے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں پردہ کرنے اور ہٹ جانے کا حکم فرمایا، میں نے کہا یا رسول اللہ! یہ نابینا ہیں ہم کو نہیں دیکھ سکتے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم ان کو نہیں دیکھ رہیں؟

مجالس ابرار میں ہے:

فالمرأة كلمات كانت مخفية من الرجال كان دينها اسلم لما روي انه عليه الصلوٰة والسلام قال لابنته فاطمة اي شيء خير للمرأة قالت ان لاترى رجلاً ولايراها رجل واستحسن قولها وضمها اليه وقال ذرية بعضها من بعض وكان اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم يسدون الثقب والكوى في الحيطان لئلا تطلع النساء على الرجال۔

یعنی عورت جب تک مردوں سے چھپی ہوئی رہتی ہے اس کا دین محفوظ رہتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا کہ عورت کے لیے سب سے بڑی خوبی کی کیا بات ہے؟ عرض کیا وہ کسی مرد کو نہ دیکھے اور نہ کوئی مرد اس کو دیکھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ جواب بہت ہی پسند آیا فرمایا اولاد ایک ایک سے ہے (یعنی باپ کا اثر اولاد میں آتا ہی ہے) اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین دیواروں کے سوراخ اور جھروکے بند کردیا کرتے تھے تاکہ عورتیں مردوں کو نہ جھانکیں۔ (مجالس الابرار ص ۵۹۳)

ٹی وی کے پردہ پر جو تصویریں نظر آتی ہیں ان کو دیکھ کر یقیناً ذہن میں غلط اور شہوانی خیالات پیدا ہوں گے اس لیے ان تصویروں کو دیکھنا جائز نہ ہوگا اور یہ محتاج بیان نہیں ہے کہ آج کل ٹی وی میں خبر نشر کرنے والی اور اسی طرح دوسرے پروگرام پیش کرنے والی عموماً عورتیں ہوتی ہیں اور وہ ایسا پرکشش اور باریک لباس زیب تن کیے ہوئے ہوتی ہیں کہ ان کے بدن کا بڑا حصہ برہنہ ہوتا ہے اور شرعاً یہاں تک حکم ہے کہ اجنبی عورت نے ایسا باریک لباس پہنا ہو جس سے اس کا بدن ظاہر ہو رہا ہو یا ایسا تنگ اور چست لباس پہنا ہو جس سے ان کے بدن کی کیفیت اور نشیب و فراز معلوم ہوتا ہو تو اس کا لباس بھی دیکھنا جائز نہیں ہے۔ حدیث میں اس پر بہت سخت وعید آئی ہے کہ جو شخص عورت کے لباس کو دیکھے یہاں تک کہ اس کے بدن کا حجم ظاہر ہونے لگے تو اس کو جنت کی خوشبو بھی حاصل نہ ہوسکے گی فتاویٰ شامیہ میں ہے:

وفی التبیین قالوا ولا بأس بالتأمل فی جسدها وعلیها ثیاب مالم یکن ثوب یبین حجمها فلا ینظر الیها حینئذ لقوله علیه الصلوٰۃ والسلام من تأمل خلف امرأۃ ورأی ثیابها حتی یتبین له حجم عظامها لم یرح رائحۃ الجنۃ الی قوله لقوله ومفاده ان رؤیۃ الثوب بحیث یصف حجم العضو ممنوعۃ ولو کثیفاً لا تری البشرۃ منه۔ (شامی ج۵ ص ۲۳۶ کتاب الحظر والاباحۃ فی النظر واللمس)

اگرچہ کہا جائے کہ ٹی وی کی پردہ پر جو صورتیں نظر آتی ہیں وہ محض عکس ہیں لیکن اس صورت میں بھی شرعاً اس کی قباحت وممانعت باقی رہے گی اس لیے کہ حکم شریعت یہ ہے کہ جس طرح اجنبیہ کا چہرہ دیکھنا ناجائز ہے اسی طرح شیشہ یا پانی میں اس کا عکس پڑ رہا ہو تو وہ عکس کا دیکھنا بھی جائز نہیں ہے۔

الثانی لم ار ماذا لو نظر الی الاجنبیۃ من المرآۃ او الماء وقد صرحوا فی حرمۃ المصاهرۃ بانها لا تثبت برؤیۃ فرج من مرآۃ او ماء لان المرئی مثاله لا عینه بخلاف مالو نظر من زجاج او ماء هی فیه لان البصر ینفذ فی الزجاج والماء فیری ما فیه ومفاد هذا انه لا یحرم نظر اجنبیۃ من المرآۃ او الماء الا ان یفرق بان حرمۃ المصاهرۃ بالنظر ونحوه مشدد فی شروطها لان الاصل فیها الحل بخلاف النظر لانه انما منع منه خشیۃ الفتنۃ والشهوۃ وذلک موجود هنا ورأیت فی فتاوی ابن حجر من الشافعیۃ ذکر فیه خلافاً بینهم ورجح الحرمۃ بنحو ما قلناه واللہ اعلم۔ (شامیہ ص ۳۲۷ ج۵)

یعنی اگر اجنبی عورت کا عکس شیشہ یا پانی پر دیکھے تو اس کا کیا حکم ہے؟ علامہ شامی فرماتے ہیں کہ اس کا حکم صراحۃً کسی جگہ نہیں دیکھا، البتہ فقہاء نے حرمت مصاہرت کی بحث میں یہ تصریح کی ہے کہ اگر عورت کی شرمگاہ کا عکس شیشہ یا پانی پر پڑ رہا ہے اور اسے دیکھے تو اس

سے حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوگی کیونکہ اس صورت میں دیکھی جانے والی چیز اس کی مثال اور عکس ہے، برخلاف اس صورت کے کہ وہ عورت خود شیشہ میں ہے یا پانی میں اس کا عکس دکھائی نظر آرہی ہو اس کو دیکھنے سے حرمت مصاہرت ثابت ہوگی۔ اس لیے کہ اس صورت میں شیشہ اور پانی میں نظر نافذ ہو جاتی ہے اور جو چیز نظر آتی ہے وہ اصل ہوتی ہے، اس بحث کا مفاد یہ ہے کہ اگر اجنبی عورت کا عکس شیشہ (آئینہ) یا پانی پر پڑ رہا ہو تو اس کا دیکھنا حرام نہیں ہے مگر ان دونوں میں فرق ہے، وہ یہ کہ حرمت مصاہرت دیکھنے یا چھونے وغیرہ سے اس وقت ثابت ہوگی جب اس کی تمام شرطیں پائی جائیں اس لیے کہ اصل عورت میں حسن ہے، برخلاف نظر کے اس لیے کہ بد نظری کے ممنوع ہونے کی وجہ فتنہ اور شہوت کا خوف ہے اور یہ فتنہ یہاں (عکس دیکھنے میں) موجود ہے، علامہ شامی فرماتے ہیں کہ میں نے شوافع کی کتاب فتاویٰ ابن حجر دیکھی اس میں انہوں نے اختلاف ذکر کیا ہے اور حرمت کو راجح کیا ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا واللہ تعالیٰ اعلم۔ (شامی مع رد المحتار ص ۲۳۷ فصل فی النظر و المس)

اگر یہ کہا جائے کہ کانے گانے اس پر ایسا پروگرام پیش کیا جاتا ہے جس سے معلومات حاصل ہوتی ہیں تو یہ کہا جائے گا کہ نفع سے زیادہ نقصان ہے اور اثمهما اکبر من نفعهما کا مصداق ہے۔

محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر کوئی کہے کہ مجھے جائز گانا بجانا سننے سے پروردگار میں کشش اور رغبت بڑھتی ہے تو یہ بالکل غلط ہے۔ اس لیے کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گانا بجانے کی نہی کے لیے فرق نہیں کیا ہے، اگر ایسے اعذار اور بہانے قابل قبول ہوتے تو طوائف کا گانا سننا اس کے لیے جائز ہوتا جو دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے وہ خوشی پر برانگیختہ نہیں کرتا اور نشہ آور چیزوں کا پینا اس کے لیے جائز ہوتا جو دعویٰ کرتا ہے کہ میں اس کے پینے سے نشہ میں نہیں آتا اور بہت سے حرام کاموں سے محفوظ رہتا ہوں اگر

کوئی کہے کہ جب میں حسین اور خوبصورت لڑکے اور پرائی عورتوں کو دیکھتا ہوں اور ان کے ہمراہ تنہائی میں بیٹھتا ہوں تو خدا کی قدرت کا نظارہ اور خوبصورتی سے عبرت حاصل کرتا ہوں تو اس کے لیے یہ ہرگز جائز نہیں ہے بلکہ اس کا ترک کرنا واجب ہے اور حرام چیزوں کے استعمال سے نصیحت اور موعظت حاصل کرنا حرام کاری سے بدتر ہے اور وہ شخص خدا کی راہ میں بدکاری اور حرام کاری کرنا چاہتا ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے ایسے لوگ اپنی خواہش اور ہواء کے مطابق چلتے ہیں، یہ قابل قبول اور قابل توجہ نہیں ہے۔

وان قال قائل اسمعها على معان اسلم فيها عند الله تعالىٰ كذبناه لان الشرع لم يفرق بين ذلك ولو جاز للانبياء عليهم السلام ولو كان ذا الاعذار لاجزنا سماع القيان لمن يدعى انه لايطربه وشرب المسكر لمن ادعى انه لايسكره فلو قال عادتي انى متى شربت الخمر كففت عن الحرام لم يبح له ولو قال عادتي انا شهدت الامرد والاجنبيات وخلوت بهم اعتبرت في حسنهم لم يجز له ذلك والواجب ان الاعتبار بغير المحرمات اكثر من ذلك وانما هذه طريقة من اراد بطريق عز وجل غير كسب هواه فلا نسلم لاصحابها ولا نلتفت اليهم (غنية الطالبين ص ۶۲)

جب یہ ثابت ہو گیا کہ ٹیلی ویژن آلہ لہو ولعب ہے تو ٹیلی ویژن اور ویڈیو کیسٹ گھر میں رکھنا بھی مکروہ اور گناہ کا کام ہے اگرچہ استعمال نہ کیا جائے چنانچہ فقہ کی مشہور کتاب خلاصۃ الفتاویٰ میں ہے:

ولو امسك في بيته شيئاً من المعازف والملاهي كره ويأثم وان كان لايستعملها لان امساك هذه الاشياء يكون للهو عادةً۔

(خلاصۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۲۸ کتاب الکراہیۃ نوع فی السلام)

اور یہ بھی یاد رہے کہ وقت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اس کی جتنی قدر کی جائے کم

جائے بیکار ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو لغو اور بیکار کاموں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے اور وقت کی قدر نصیب کرے آمین بحرمۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم آخر میں ٹی وی کی مضرات پر ایک جرمن ڈاکٹر کا تجربہ ملاحظہ ہو۔

صدق جدید لکھنؤ ۲۴ راگست ۱۹۸۷ء کی اشاعت میں "جرمن ڈاکٹر نے خبردار کیا ہے کہ اسکول جانے والی عمر کے بچوں کو ٹیلی ویژن دیکھنے کی اجازت کسی حال میں نہ دینی چاہیے کیونکہ اس کے دیکھتے رہنے سے ان میں حصول علم کی طلب جاتی رہتی ہے اور وہ اپنی معصومیت بھی کھو بیٹھتے ہیں اور حقائق کی گہرائی تک پہنچنے کی صلاحیت ان میں رفتہ رفتہ ختم ہو جاتی ہے، بچوں کے ذہن پر ٹیلی ویژن سے جو منفی اثرات پڑتے ہیں ان کی ایک نمایاں مثال دیتے ہوئے ڈاکٹر نے کہا کہ ایک بچے سے جو ٹیلی ویژن دیکھتا رہتا تھا جب یہ بتایا گیا کہ اس کے دادا کی موت واقع ہوگئی تو اس نے بے ساختہ سوال کیا کہ دادا جان کو گولی کس نے ماری؟ یقینی وجہ مکروہ مناظر ٹیلی ویژن پر دیکھتے رہنے ہی کا نتیجہ تھا کہ بچہ یہ سوال کر بیٹھا۔ ذہنی و دماغی صلاحیتوں پر اثر ڈالنے کے ساتھ ٹیلی ویژن کا اثر بچوں کی عام صحت خصوصاً بصارت پر پڑتا ہے، وہ سب پر روشن ہے لیکن افسوس جس خطرہ کو محسوس کر کے مغرب کے ماہرین فن بچوں کے لیے اس کے استعمال کو ممنوع قرار دے رہے ہیں ہمارے ملک میں اس کی طرف سے آنکھیں بند کر کے اس کو زیادہ سے زیادہ وسعت دینے کی کوشش سرکاری سطح پر کی جارہی ہے اور اس پر فخر کیا جارہا ہے اور شہروں کی طرح دیہاتوں میں بھی حکومت ٹیلی ویژن کا انتظام کرتی جارہی ہے۔

"نشیمن" بنگلور ۲۷ دسمبر ۱۹۸۰ء کے شمارہ میں "آج کل ٹیلی ویژن پر ملکی اور غیر ملکی فلمیں دکھائی جارہی ہیں، مرد عورت کا بوس وکنار، چوما چاٹی، لپٹنا چمٹنا سب ہوتی ہے، کیا ایسے مناظر کا

گھر رکھا جائے اور باپ بیٹی، ماں بیٹے، سسر اور داماد وغیرہ کا ایک ساتھ مل بیٹھ کر دیکھنا اچھی بات ہے؟ کیا تہذیب اور اخلاق ایسے مناظر دیکھنے کی اجازت دیتے ہیں؟ اب تو وی سی آر (وڈیو) بھی اس برائی کے علاوہ اس میں اضافہ کر رہا ہے۔

(بحوالہ ماہنامہ دارالعلوم الاسلام حیدرآباد جلد ۳۰ اصدارہ ۱۹۸۵ء) [ماخوذ از فتاویٰ رحیمیہ ص ۱۳۷ ج ۱۰]

گناہ سے بچنے کے لیے ٹی وی فروخت کرنا

آج کل لوگ اپنے گھروں میں ٹی وی رکھتے ہیں، اب اگر کسی کو اس گناہ سے بچنے کی توفیق ہو جائے تو کیا اس کو دوسرے کسی کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہوگا اور اس کی قیمت اس کے لیے حلال ہوگی؟

تو اس بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ ٹی وی کا غالب استعمال چونکہ ناجائز طریقوں سے ہو رہا ہے اور وہ اس وقت بے شمار دینی اور دنیوی خرابیوں اور مفاسد پر مشتمل ہے اس لیے اصل حکم تو یہی ہے کہ ٹی وی نہ گھر میں رکھنا جائز ہے اور نہ اس کی خرید و فروخت جائز ہے، تاہم بحالات موجودہ اس کا بعض جائز استعمال بھی ممکن ہے، مثلاً یہ کہ اس کو غیر جاندار اشیاء جیسے عمارتوں، مقامات، پارکوں، سمندروں وغیرہ کی نقل و حرکت یا طلوع و غروب وغیرہ کے مناظر اور تصاویر دیکھنے کے لیے استعمال کیا جائے یا سامان وغیرہ کی چیکنگ، اور ہوائی جہاز وغیرہ کے نظام الاوقات بتلانے اور اعلانات کے لیے استعمال کیا جائے یا دیگر سیکورٹی وغیرہ کے انتظامات میں استعمال کیا جائے، لہٰذا اگر مذکورہ بالا جائز مقاصد کے لیے خریدنے والے شخص کو ٹی وی فروخت کیا جائے تو بیع جائز ہے اور اس کی قیمت بھی بلاشبہ حلال ہے۔

البتہ ٹی وی اگر ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کیا جائے جس کے متعلق غالب گمان یہ ہو کہ

خریدنے والا اسے ناجائز کاموں میں استعمال کرے گا تو اس کو اس کے ہاتھ بیچنا جائز نہیں گناہ ہے، کیونکہ اس میں گناہ کے کاموں میں اعانت ہے اور اس صورت میں فروخت شدہ قیمت کراہت کے ساتھ حلال ہے۔

فی خلاصة الفتاوی (۳: ۱۰۰) "وبیع الغلام الأمرد ممن یعلم انه ممن یعصی الله بکره لانه اعانة علی المعصیة"

نیز ٹی وی فروخت کرنے کی ایک جائز صورت یہ بھی ہے کہ اس کے تمام پرزے الگ کرلیے جائیں اور ان پرزوں کو فروخت کردیا جائے تو یہ طریقہ بھی درست ہے۔ ایک صورت یہ ہے کہ دکاندار کو واپس کردیا جائے۔

ویڈیو، فلم اور کیسٹ کی بیع

سادہ کیسٹوں یا جن کیسٹوں میں قرآن کریم، وعظ تقریر اور کوئی دینی مذہبی یا اصلاحی پروگرام ٹیپ ہو یا اور کوئی ایسی چیز بھری ہوئی ہو جو خلاف شرع نہ ہو تو ان کیسٹوں کا کاروبار بلاشبہ جائز ہے اور آمدنی بھی حلال ہے اور جن کیسٹوں میں گانے، ساز، ڈھولک، سارنگی، ہارمونیم اور میوزک وغیرہ ٹیپ ہوں ان کیسٹوں کا کاروبار اعانت معصیت کی بناء پر ناجائز اور حرام ہے اور اس کی آمدنی بھی حلال نہیں۔

اسی طرح فلم جو کسی کاغذ یا کسی اور مادے پر اس طرح ثابت ہو کہ اسے معمولی آنکھ سے بھی دیکھا جاسکے، اس کے تصویر ہونے میں کوئی شبہ نہیں، اس لیے اس کی تجارت ناجائز ہے اور آمدنی بھی حرام ہے۔

البتہ ویڈیو کیسٹ کے حکم میں یہ تفصیل ہے کہ ویڈیو کیسٹ بذات خود کوئی حرام چیز نہیں

ہے، اس میں جائز چیز بھی بھری جاسکتی ہے اور ناجائز بھی۔ مثلاً بے جان اشیاء، مناظر قدرت جو بے جان ہوں، ان کی تصویر یا تعلیمی پروگرام جس میں جاندار کی تصاویر نہ ہوں، اس صورت میں ویڈیو کیسٹ اور اس میں بھری ہوئی چیز دونوں کی خرید وفروخت جائز ہے اور آمدنی بھی حلال ہے۔

البتہ اگر ویڈیو کیسٹ میں کوئی غیر شرعی، منکر اور فحش پروگرام محفوظ کیا جائے، مثلاً گانے، فلم، جاندار کی تصاویر وغیرہ، تو اس کا حکم بھی کیسٹ کی طرح ہے یعنی محفوظ شدہ غیر شرعی چیز کی فروخت ناجائز ہے اور اس کی قیمت بھی حرام ہے، البتہ اصل کیسٹ کی قیمت ناجائز نہیں کہی جائے گی۔

اور اگر اس میں کسی مذہبی نوعیت کا پروگرام ہو تو جن نمبروں کے ذریعہ وہ پروگرام محفوظ کیا جاتا ہے، اگرچہ ان کے تصویر ہونے میں بعض علماء نے تامل کیا ہے لیکن احتیاط بہرصورت اس میں ہے کہ اس کا کاروبار نہ کیا جائے اور اگر اس کی خرید وفروخت سے آمدنی حاصل کی ہے تو احتیاطاً اسے صدقہ کردیا جائے اور اگر کاروبار صرف خالی ویڈیو کیسٹ کا ہے، تو چونکہ اس کا غالب استعمال حرام کاموں میں ہورہا ہے، اس لیے دکاندار کے قصد ونیت کی طرف دیکھا جائے گا، اگر اس کا قصد وارادہ یہ بھی ہو کہ اس کے ذریعہ عمل معصیت کیا جائے تو یہ خود معصیت اور اعانت معصیت میں داخل ہو کر قطعاً حرام ہے اور اس کی آمدنی بھی حرام ہے اور اگر معصیت کا قصد ونیت شامل نہ ہو اور ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کیا جائے جس کے متعلق غالب گمان یہ ہو کہ وہ اسے ناجائز کاموں میں استعمال کرے گا تو اس کے ہاتھ بیچنا جائز نہیں مکروہ ہے، کیونکہ اس میں گناہ کے کاموں میں اعانت ہے اور ایسی صورت میں آمدنی کراہت کے ساتھ حلال ہے اور اگر ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کیا جائے جس کے متعلق غالب گمان یہ ہو کہ اسے جائز کاموں میں استعمال کرے گا تو یہ جائز ہے اور آمدنی بھی بلاشبہ حلال ہے۔ (جواہر الفقہ ۲ ص ۴۴۴، ماخوذ از جدید تجارت ص ۸۴)

فوٹوگرافی کے آلات توڑنے کا حکم

اگر کوئی فوٹوگرافر ناجائز فوٹوگرافی کر رہا ہو دوسرا کوئی نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے ہوئے اس کے آلات کو توڑ دے تو شرعاً اس کا کیا حکم ہے اس پر کوئی ضمان آئے گا یا نہیں۔

عبارات فقہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس پر کوئی ضمان نہیں آئے گا۔

حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ نے آلات معصیت توڑنے کے متعلق تحریر فرمایا:

"آلات معصیت کا توڑنا جائز ہے اور مندرجہ ذیل تین صورتوں میں توڑنے پر بالاتفاق ضمان بھی نہیں:

۱۔ اس آلہ کو لہو ولعب کے علاوہ کسی اور کام میں استعمال نہ کیا جاسکتا ہو۔

۲۔ امام کی اجازت سے توڑا ہو۔

۳۔ آلات لہو ولعب مغنی (گویا) کے پاس ہوں اور شراب کے مٹکے شراب فروخت کرنے والے کے پاس ہوں۔

جہاں یہ تینوں صورتیں منتفی ہوں یعنی آلہ میں جائز اور ناجائز امر میں استعمال کرنے کی صلاحیت ہو، امام کی اجازت نہ ہو۔

گویا یا شراب فروش کے پاس نہ ہوں تو وجوب ضمان میں اختلاف ہے، امام صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک لکڑی کا اجزاء لہو ولعب کے کام نہ آسکیں ان کی قیمت واجب ہے اور صاحبین رحمہ اللہ کے نزدیک کچھ بھی واجب نہیں۔ فتویٰ صاحبین رحمہما اللہ کے قول پر ہے۔

لفساد الزمان وقال العلامة ابن العابدين رحمه الله: (قوله وقالا) الخ هذا

لا اختلاف في الغصب دون الإجماع خلاف المعازف وفيما يصلح لعمل الغير والا
سو يضمن شيئا اتفاقا وفيه اذا فعل بلا اذن امام والاثم يضمن اتفاقا وفي غير موضع
نفي وجناية الحمار والاثم يضمن اتفاقا لانه لو لم يكسرها عاد لفعله القبيح الخ
(رد المحتار المختصر والاباحة ص ۲۳٤ ج ۱) (احسن الفتاوی ص ۲۰۳ ج ۸)

ویڈیو گیم کا شرعی حکم

ویڈیو گیمز جو کہ مغربی ممالک کے بعد اب ہمارے ملک میں بھی رواج پذیر ہیں، ویڈیو گیم کھیلنے اور دیکھنے والوں کے مشاہدے سے جہاں تک پتہ چلا اور حقیقت معلوم ہوئی کہ کھیل چند وجوہات سے شرعاً جائز نہیں۔

۱۔ اس کھیل میں دینی اور جسمانی کوئی فائدہ مقصود نہیں ہوتا جو کھیل ان دونوں مقاصد سے خالی ہو وہ جائز نہیں۔

۲۔ اس میں وقت اور روپیہ ضائع ہوتا ہے اور ذکر اللہ سے غافل کرنے والا ہے۔ حتی کہ نماز جیسی اہم عبادت سے بھی غفلت برتی جاتی ہے۔ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ رمضان المبارک میں تراویح چھوڑ کر اس کھیل میں منہمک رہتے ہیں۔

۳۔ ایک بڑا نقصان یہ ہے وہ اس کھیل کی عادت پڑ جانے کے بعد چھوڑنا مشکل ہوتا ہے۔

۴۔ بعض گیم تصویر اور فوٹو پر مشتمل ہوتے ہیں اور وہ تصاویر واضح اور نمایاں ہوتی ہیں جو کہ شرعاً ناجائز ہے۔

۵۔ اس کھیل سے بچوں کو دلی فرحت اور لذت حاصل ہوتی ہے جبکہ ناجائز چیزوں سے

لذت حاصل کرنا بھی شرعاً حرام ہے بلکہ بعض فقہاء نے کفر تک لکھا ہے۔ علاوہ ازیں اس سے بچوں کا ذہن خراب ہوتا ہے اور اس سے با مقصد تعلیم میں خلل واقع ہوتا ہے پھر بچوں کو پڑھائی اور دوسرے فائدے والے کاموں میں دلچسپی نہیں رہتی وغیرہ۔ ان مذکورہ وجوہات کی بناء پر یہ کھیل اس ارشاد باری کا مصداق ہے۔ ومن الناس من یشتری لھو الحدیث الآیۃ۔

بعض لوگ اپنی جہالت سے کھیل تماشے اختیار کرتے ہیں اور اس میں پیسے خرچ کرتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے لوگوں کو بھٹکا دیں اور جو لوگ دین کی باتوں کو کھیل تماشا بناتے ہیں، انہی لوگوں کے لیے اہانت والا عذاب ہے۔ (سورۂ لقمان آیت ۶)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ مذکورہ آیت مبارکہ "لھو الحدیث" کی تفسیر میں فرماتے ہیں ہر وہ چیز مراد ہے، جو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی یاد سے ہٹانے والی ہو، مثلاً فضول لہو لعب، فضول قصہ گوئی، ہنسی مذاق کی باتیں اور واہیات مشغلے اور گانا بجانا وغیرہ۔

واضح رہے کہ مذکورہ آیات کی شان نزول اگرچہ خاص ہے مگر عموم الفاظ کی وجہ سے حکم عام رہے گا یعنی جو کھیل فضول اور وقت و پیسہ ضائع کرنے والا ہے وہ بھی آیت مذکورہ کی وعید میں داخل ہے، چونکہ ویڈیو گیم میں یہ ساری قباحتیں موجود ہیں، اس لیے یہ گیم ناجائز ہے اس میں وقت اور پیسہ لگانا بھی ناجائز ہے۔ (آپ کے مسائل کا حل ص ۳۳۶ ج ۷)

سی ڈی کی تصویر کا حکم

جیسا کہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ موجودہ دور میں ٹی وی پر پیش کیے جانے والے پروگرام عموماً ناچ گانے، ڈرامہ یا مرد و زن کے اختلاط کے مناظر یا جنسی بے راہ روی کے مختلف طریقوں پر مشتمل ہوتے ہیں، ایسے پروگرام مغرب اخلاق اور انسانی معاشرہ کے لیے تباہ کن

ہونے کی وجہ سے شریعت کی رو سے ایسے پروگرام دیکھنا حرام ہونے پر علماء امت کا اتفاق ہے یہی وجہ ہے کہ گھر میں ٹی وی رکھنے اور اس کے استعمال کرنے کو شرعی نقطۂ نگاہ سے ممنوع قرار دیا گیا ہے، اگر کسی نے لاعلمی میں خرید لیا تو اس کو یہی مشورہ دیا جاتا ہے کہ خدارا! اس لعنت کو گھر سے فوراً نکال دیں تاکہ آپ کی اور آپ کے بچوں کی زندگی شرعی حدود میں گزرے، ایسے فحش پروگرام کو کمپیوٹر اور انٹرنیٹ پر دیکھنا بھی ناجائز اور ممنوع ہے، اس پر بھی علماء امت متفق ہیں، اس لیے ہر مسلمان پر لازم ہے حیلہ بہانے سے کوئی خلاف شرع کام کرنے سے مکمل اجتناب کرے اور شریعت کے واضح احکامات پر عمل کرے۔

اب آگے یہ سوال رہ جاتا ہے کہ اگر کوئی ایسا فحش پروگرام نہ ہو بلکہ کوئی دینی پروگرام ہو مثلاً کوئی وعظ و نصیحت کا جلسہ ہے یا حسن قرأت کی محفل ہے یا کوئی جہادی تربیت کا پروگرام یا حج کی تربیت کا پروگرام ہے، ایسے دینی پروگرام کو سی ڈی میں محفوظ کر کے، کمپیوٹر یا ٹی وی اسکرین دیکھنے کا کیا حکم ہوگا، جبکہ اس میں تصویر سازی اور تصاویر کی نمائش کے علاوہ اور کوئی خرابی نہ ہو، اس بارے میں اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ چونکہ جاندار کی تصویر کشی اور اس کا استعمال اور تصویر کو دیکھنا دکھانا شرعاً ناجائز ہے اس لیے ایسے دینی پروگرام کی بھی مووی بنانا اور سی ڈی میں محفوظ کرنا حرام ہے اور ٹی وی یا کمپیوٹر کی اسکرین پر ایسے پروگرام دیکھنا ممنوع ہے۔

بعض علماء کا خیال ہے کہ اسکرین پر نظر آنے والے شکلوں کا جب تک پرنٹ نہ لیا جائے یا پائیدار طریقے سے کسی چیز پر نقش نہ کرلیا جائے اس وقت تک وہ تصویر نہیں، لہٰذا دینی پروگرام پر مشتمل سی ڈی دیکھنے کی گنجائش ہونی چاہیے۔

لیکن چونکہ علماء کی اکثریت پرنٹ تصویر اور اسکرین پر نظر آنے والی تصویر میں فرق نہیں کرتی، تصویر کے لغوی اور اصطلاحی تعریف کے اعتبار سے بھی دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ نیز عرف عام میں بھی دونوں تصویروں میں فرق نہیں کیا جاتا، اسی طرح سائنس کے ماہرین کی

تحقیق کے مطابق بھی اس کو تصویر کہا جاتا ہے۔ اس لیے جس طرح پرنٹ تصویر کا بلا ضرورت استعمال ناجائز ہے، اسی طرح ویڈیو، ڈی وی ڈیز کا استعمال بھی ممنوع ہے، چونکہ بعض علماء کو اس کے تصویر ہونے میں شبہ ہے، اس لیے ہم اسکرین پر نظر آنے والی تصاویر اور عام تصاویر میں فرق نہ ہونے کو دلائل کی روشنی میں ثابت کرتے ہیں تاکہ امت مسلمہ ٹی وی، وی سی آر، کیبل، کیمرہ اور انٹرنیٹ کے فتنوں سے بچ جائے۔ تصویر دیکھنے دکھانے کے گناہ سے محفوظ رہے۔

تصویر کے لغوی معنی اور اصطلاحی معنی

لغۃً تصویر باب تفعیل کا مصدر اور صورت سے ماخوذ ہے، جو ہفت اقسام میں سے اجوف کی قسم ہے۔ کسی معقول وخیالی چیز کو بھی کہتے ہیں اور مادی چیز کی ہیئت کو ذہن میں لانے پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے، بشرطیکہ وہ اپنے غیب و معنی کو پہنچے۔ مجسمہ کو صورت اس لیے کہتے ہیں کہ فنکار پہلے کسی شئے کا تصور کرتا ہے اور پھر اسی کے مطابق تمثال یعنی مجسمہ بناتا ہے۔ جب وہ اسے مکمل کر لے تو اس کو صورت کہتے ہیں۔ گویا صورت اور تمثال معنی لغوی کے اعتبار سے دونوں مترادف یا قریب المعنی ہیں کہ دونوں میں امتثال پائے جاتے ہیں۔ "مثل فلان" اس وقت کہا جاتا ہے جب آدمی اپنی جگہ سے ہٹ جائے اور یہی معنی "صار الامر" کے بھی ہیں اس لیے پتھر وغیرہ کا تراشا ہوا مجسمہ تمثال بھی کہلاتا ہے اور صورت بھی۔

"چنانچہ شیخ ابو حاتم بن حمدان الرازی المتوفی سن ۳۲۲ھ کتاب الزینۃ فی الکلمات الاسلامیۃ العربیۃ کے "باب المصور" میں تحریر فرماتے ہیں۔

ویکون للصورۃ معناھا المثال ومنھا قیل للتماثیل تصاویر، لانھا تمثل علی مثال المثل، فکان کل امر انتھی الی غایتہ ونھایتہ ظہرت صورتہ وبرز

مثالہ ویقال: کیف صورۃ ھذا الامر؟ ای کیف مثالہ؟

(ص ۵۹ جزء الاول مطبوعہ القاہرہ سن ۱۳۵۲ھ)

آگے اسی معنی و مطلب کو لے کر اس حدیث "ان اللہ خلق آدم علی صورتہ" کا مطلب بتاتے ہوئے لکھتے ہیں: "فلما صارت الی التمام والغایۃ ابرزھا تامۃ فسماھا صورۃ لانھا صارت مثالا تاما اھ" ص ۶۰۔

یعنی جب حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق اپنی آخری شکل کو پہنچی، اس وقت اس پر صورت کا اطلاق ہونا ٹھیک ہوا اور چونکہ یہ صورت بہت خوش نما تھی اور اللہ عز و جل کی عادت ہے کہ ہر اچھی چیز کو اپنی طرف منسوب کرتے ہیں اور اسی لیے فرمایا "ان اللہ خلق آدم علی صورتہ" "لانہ ینسب الی اللہ عز وجل من کل شئ اشرفہ وافضلہ فکانت صورۃ آدم احسن الصور واشرفھا" ص ۶۰ ج ۱ اور ص ۶۲ "المصور" کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

فسمی عز وجل نفسہ مصورا لانہ ابتداء تقدیر الخلائق فی الدنیا وھو یتممھا حتی تصیر الی غایاتھا التی خلقت لھا فی الآخرۃ فعلیہ صدر الخلائق التی صارت الیھا فھو المصور جل وتعالی لا صورۃ لہ لانہ خالق الصور ولانہ لا غایۃ لہ ولا مثال بل ھو منتھی الصور والامثلۃ فی غایتھا تبارک اللہ والمصور۔

اس کے برعکس جب کسی محسوس چیز کا ذہن میں تصور کیا جاتا ہے تو اس پر بھی صورت کا اطلاق ہوتا ہے۔ تمام مناطقہ و فلاسفہ بلکہ علماء امت کے نزدیک صورت ذہنی کا اصطلاح معروف ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ لغوی اصطلاحی اور شرعی اعتبار سے صورت اور تمثال کا مفہوم بہت وسیع ہے۔

کاغذ، کپڑے اور کسی اور چیز پر بنی ہوئی اشکال کو تصاویر اور تماثیل کہا جاتا ہے خواہ وہ ذی روح کی ہوں یا غیر ذی روح کی۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ تصویر کی لغوی اور اصطلاحی تعریف پر غور کرنے سے یہ بات ثابت ہوئی کہ پرنٹ تصویر اور اسکرین پر نظر آنے والی تصویر میں کوئی فرق نہیں۔ دونوں کا ایک ہی حکم ہے کہ تصویر محرم میں دونوں داخل ہیں۔

سائنس کے ماہرین کی تحقیق

ہم نے اس سلسلہ میں سائنس کے ماہرین کی طرف رجوع کیا تو وہ بھی سب اس پر متفق نظر آئے کہ ڈیجیٹل کیمرہ کی تصاویر اور ہاتھ کی بنی ہوئی تصاویر میں کوئی فرق نہیں چنانچہ ان ماہرین کی تحقیق پیش خدمت ہے۔ جناب علیم احمد صاحب مدیر اعلیٰ ماہنامہ گلوبل سائنس کی رائے:

تصویر کشی یا فوٹو گرافی (Photography) کے ضمن میں ڈیجیٹل ذرائع بشمول سی ڈی، فلاپی ڈسک اور ہارڈ ڈسک وغیرہ کے استعمال کے حوالے سے تکنیکی نکات کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

ا۔ وہ ڈیجیٹل کیمرہ ہو یا روایتی کیمرہ، شبیہ کی تشکیل (Image Formation) کا بنیادی سائنسی اصول آج بھی وہی ہے جو فوٹو گرافی کیمرے کی ایجاد کے وقت استعمال کیا گیا تھا۔ یعنی شبیہ کی تشکیل کے بنیادی اصول میں آج تک سر مو فرق نہیں آیا ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ کیمرے میں شبیہ کے منتقلی نوعیت میں ضرور تبدیلی آئی ہے مگر اس عمل کے پس پشت طبیعیات کا بنیادی قانون آج تک وہی ہے جو آج سے سو ڈیڑھ سو سال پہلے ہوا کرتا تھا

۲۔ ابتدائی زمانے کے کیمروں میں حاصل شدہ شبیہ کو محفوظ کرنے کا کام فوٹو گرافک

پلیٹ پر براہِ راست کیا جاتا تھا۔ آج روایتی کیمروں میں حاصل شدہ شبیہ فوٹوگرافک فلم پر محفوظ کی جاتی ہے۔ کیمرے میں لگی فوٹوگرافک فلم (یا فوٹوگرافک پلیٹ) پر ایک مخصوص کیمیائی مادے کی تہ بچھائی جاتی ہے جو بہت باریک دانوں (Grains) کی شکل میں ہوتی ہے۔ جب کیمرے کے اندر داخل ہونے والی روشنی ان دانوں پر پڑتی ہے تو یہ دانے اپنی کیمیائی ماہیت تبدیل کر لیتے ہیں اور یوں شبیہ ان پر محفوظ ہو جاتی ہے۔

ویڈیو کیمروں اور جدید ڈیجیٹل کیمروں میں شبیہ بنانے والی روشنی کو برقی اشاروں (Electronic Signals) میں تبدیل کر کے ان سے منسلک برقی مقناطیسی پٹی (Electromagnetic Tape) مثلاً ویڈیو ٹیپ، یا کسی دوسرے واسطے، مثلاً فلیش میموری یا ڈسک پر ڈیجیٹل حالت میں محفوظ کر لیا جاتا ہے۔

۳۔ ویڈیو کیمرے یا ڈیجیٹل کیمرے میں محفوظ کی گئی شبیہ حسی یا ظاہری اعتبار سے شبیہ نہیں ہوتی لیکن معنوی اعتبار سے وہ شبیہ ہی ہوتی ہے۔ مطلب یہ کہ جب شبیہ کے اظہار کا مرحلہ آئے تو وہ اسی شبیہ کی شکل ہی میں ظاہر ہوگی کہ جسے ابتداء میں محفوظ کیا گیا تھا نہ کہ کسی اور صورت میں۔ بنا بریں خصوصی سائنسی اصطلاح میں بھی رموز (Codes) میں پوشیدہ اس شبیہ کو "شبیہ" ہی کہا جائے گا۔

۴۔ اس نکتے کی مزید وضاحت یہ ہے کہ آج کسی ڈیجیٹل کیمرے میں محفوظ کی گئی ساکن یا متحرک تصاویر مخصوص نوعیت کے رموز یا "فارمیٹس" (Farmats) کی شکل میں ہوتی ہیں مثلاً mpeg, tiff. bmp. wmf. jpeg. gif وغیرہ۔ جب کبھی اس ان فارمیٹس میں محفوظ شدہ معلومات کے اظہار کا مرحلہ آئے گا تو صرف اور صرف تصویر ہی کی شکل میں ظاہر ہوں گی۔ اگر انہیں کسی دوسری شکل میں ظاہر کرانے کی کوشش بھی کی جائے تو اوّل تو وہ ظاہر ہی نہیں ہوں گی اور اگر ظاہر بھی ہوئیں تو قطعی بے معنی اور بے مصرف انداز

میں۔ اس سے بھی یہی پتا چلتا ہے کہ ڈیجیٹل ذرائع پر محفوظ کی گئی شبیہ خود کمپیوٹر کی اپنی زبان میں بھی تصویر ہی کی جاتی ہے، یکھا ور نہیں۔

۵۔ تیسرا اور آخری مرحلہ کسی شبیہ کے اظہار کا ہے۔ فوٹو گرافک پلیٹ، قلم، برقی مقناطیسی پٹی یا کسی ڈیجیٹل ذریعے پر محفوظ کی گئی کوئی بھی شبیہ اس مرحلے پر ظاہری اور معنوی، دونوں اعتبار سے شبیہ ہی ہوگی، چاہے وہ ٹی وی اسکرین پر ہو، کمپیوٹر مانیٹر پر ہو، عام کاغذ پر ہو یا فوٹو گرافک پیپر ہی پر کیوں نہ ہو۔

۶۔ اس موقع پر ایک بھاری اور عمومی غلط فہمی کا ازالہ بہت ضروری ہے۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ کمپیوٹر پر سارا کام "خودکار" انداز میں کیا جاتا ہے۔ یہ قطعاً درست نہیں۔ کمپیوٹر اپنے کسی کام اور کسی فعل کے لیے خودمختار نہیں ہے بلکہ وہ انسان کی جانب سے دی گئی ہدایات کے مجموعے پر (جنہیں اصطلاحاً کمپیوٹر پروگرام بھی کہا جاتا ہے) انسان کے ایجاد کردہ آلات واختراعات کی مدد سے عمل کرتے ہوئے کوئی چیز پیش کرتا ہے۔

۷۔ آخر میں یہ واضح کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اوپر کی استعمال شدہ تمام اصطلاحات، خالصتاً سائنسی وتکنیکی ہیں۔ لہٰذا ان پر مفہوم بھی وہی صادق آئے گا جو سائنس کی مطابقت میں ہے۔ لہٰذا اگر ایسی کوئی اصطلاح کسی دینی اصطلاح سے مشابہت رکھتی ہو تو اسے دینی اصطلاح کا متبادل ہرگز خیال نہ کیا جائے۔

از علیم احمد

(مدیر اعلیٰ ماہنامہ گلوبل سائنس، کراچی)

۲۰۰۳۔۵۔۴

جناب تفسیر احمد

(سینئر ڈیویلپمنٹ انجینئر، ادارہ تحقیقات اردو، ٹیکنیکل یونیورسٹی آف کمپیوٹر اینڈ ایمرجنگ سائنسز، لاہور)

اس سے پہلے کہ اصل گفتگو کا آغاز کیا جائے، یہ واضح کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ذیل کی بحث میں جتنی بھی اصطلاحات استعمال ہوئی ہیں، وہ خالصتاً سائنسی و تکنیکی نقطۂ نگاہ سے استعمال کی گئی ہیں۔ لہٰذا ان پر مفہوم بھی وہی صادق آئے گا جو سائنس کی مطابقت میں ہے۔ اسی ضمن میں گزارش ہے کہ اگر ایسی کوئی اصطلاح، کسی دینی اصطلاح سے مشابہت بھی رکھتی ہو تو اسے دینی اصطلاح کا متبادل ہرگز خیال نہ کیا جائے۔

عکاسی یا تصویر، جسے عرف عام میں "فوٹوگرافی" (Photography) بھی کہا جاتا ہے، تین مراحل پر مشتمل ہوتی ہے۔

سب سے پہلا مرحلہ شبیہ (Image) کی تشکیل (Formation) ہے۔

دوسرا مرحلہ اس کی تشکیل شدہ شبیہ کی حفاظت (Persistence) ہے۔

تیسرا مرحلہ شبیہ کا اظہار (Presentation) ہے۔

شبیہ کی تشکیل کا بنیادی سائنسی اصول آج بھی وہی ہے جو اوّلین کیمرے کی ایجاد کے وقت استعمال کیا گیا تھا۔ بہ الفاظ دیگر ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ شبیہ کی تشکیل کے بنیادی اصول میں آج تک کوئی فرق نہیں آیا ہے خواہ روایتی کیمرے سے فوٹوگرافی کی جائے یا ڈیجیٹل کیمرے سے ڈیجیٹل فوٹوگرافی کی جائے۔

یہاں یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ سائنسی نقطۂ نگاہ سے آئینے یا پانی میں بننے والی شبیہ اور کیمرے میں بننے والی شبیہ، دونوں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

آئینے یا پانی میں بننے والی شبیہ پردے (اسکرین) پر حاصل نہیں کی جا سکتی، اس لیے یہ "مجازی شبیہ" (Virtual Image) بھی کہلاتی ہے جبکہ کیمرے میں بننے والی شبیہ پردے پر حاصل کی جا سکتی ہے اور اسی وجہ سے اسے "حقیقی شبیہ" (Real Image) بھی کہتے ہیں۔

یہاں "پردے" (Screen) سے مراد کوئی ایسا طبعی واسطہ (Physical) ہے کہ جس پر شبیہ کو ظاہر کیا جا سکے مثلاً پردۂ سیمیں، فوٹوگرافک پلیٹ اور ضیاء حساس ڈائیوڈ (Photosensitive Diodes) پر مشتمل سی سی ڈی اسکرین (CCD Screen) وغیرہ۔

جہاں تک کسی شبیہ کی تحفیظ کا تعلق ہے تو اس کے طریقے وقت کے ساتھ ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔ ابتداء میں یہ کام فوٹوگرافک پلیٹ/فوٹوگرافک فلم پر براہ راست کیا جاتا تھا۔ روایتی کیمروں میں آج بھی یہی طریقہ مستعمل ہے۔

کیمرے میں لگی فوٹوگرافک فلم (یا فوٹوگرافک پلیٹ) پر ایک مخصوص کیمیائی مادے کی تہہ بچھائی جاتی ہے جو نہایت باریک دانوں (Grains) کی شکل میں ہوتی ہے۔ جب کیمرے کے اندر داخل ہونے والی روشنی ان دانوں پر پڑتی ہے تو یہ دانے اپنی کیمیائی ماہیت تبدیل کر لیتے ہیں اور یوں شبیہ ان پر محفوظ ہو جاتی ہے۔

ویڈیو کیمروں اور جدید ڈیجیٹل کیمروں میں داخل ہونے والی روشنی کی برقی اشاروں (Electronic Signals) میں تبدیل کر کے ان سے منسلک برقی مقناطیسی پٹی (Electromagnetic Tape) مثلاً ویڈیو ٹیپ، یا کسی دوسرے واسطے، مثلاً فلیش میموری یا ڈسک پر ڈیجیٹل حالت میں محفوظ کر لیا جاتا ہے۔

ویڈیو کیمرے یا ڈیجیٹل کیمرے میں محفوظ کی گئی شبیہ طبعی یا ظاہری اعتبار سے شبیہ نہیں

ن کے تحریر کردہ فتاویٰ کی کتابوں میں موجود ہیں تاکہ امت مسلمہ کے لئے رہنمائی کا ذریعہ بنے اور اب تک ٹی وی اور ویڈیو کی تصاویر کے متعلق جو غفلت برتی گئی ہے اس سے توبہ کی جائے اور آئندہ بچنے کی پوری کوشش کی جائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ امت مسلمہ کو ٹی وی، کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے فتنے سے محفوظ فرمائے اور بندہ کی اس حقیر کوشش کو قبول فرمائے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فوٹو کے متعلق شرعی احکام بیان فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صحیح حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت میں کچھ لوگ شراب کا نام بدل کر اس کو پئیں گے اور بر سر مجلس رنگ باجے اور گانے بجانے کا مشغلہ کریں گے۔ حق تعالیٰ ان کو زمین میں دھنسا دیں گے اور ان میں سے بعض کو بندر اور خنزیر بنا دیں گے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مضمون شراب سے متعلق ارشاد فرمایا ہے آج امت نے اس کو صرف شراب ہی نہیں بلکہ اکثر دوسرے محرمات میں بھی استعمال کر رکھا ہے۔ شریعت میں جس نام سے کسی چیز کو حرام کیا گیا ہے اس پر نئی معاشرت کا رنگ و روغن چڑھا کر اور نام بدل کر بے خطر اس کا استعمال کیا جاتا ہے اور اپنے نزدیک یہ سمجھتے ہیں کہ اس حیلے سے وہ خدائی گرفت سے بچ گئے اور حقیقت یہ ہے کہ

کار با | باطل | آری | جملہ | راست

بخدا تدبیر و حیلہ کے روا ست

اگر ان کو چشم بصیرت نصیب ہو تو وہ مشاہدہ کر لیں کہ در حقیقت اس حیلے نے ان کو ایک گناہ کی بجائے دو گناہوں کا مجرم بنا دیا ہے ایک تو خود گناہ کا ارتکاب اور دوسرا اس پر کسی قسم کی ندامت کا نہ ہونا اور تلافی و تدارک سے غافل رہنا۔ شراب کا نام الکحل یا اسپرٹ رکھ کر جائز کر لیا گیا تو تصویر کشی کا لقب فوٹو گرافی رکھ کر حلال کر لیا گیا۔ پرانے مزامیر و معازف کو چھوڑ کر اس کی جگہ گراموفون (اور موسیقی) نے لے لی اور اس نام کی بدولت وہ بھی حرمت سے نکل گیا۔

سود کا نام منافع اور رشوت کا لقب حق الخدمت رکھ کے علانیہ اس کا لین دین جاری ہو گیا۔

والی اللہ المشتکی ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

اس وقت ہماری زیر بحث "فوٹو اور فوٹو گرافی" کا مسئلہ ہے یہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے کہ شریعت نے تصویر کشی کو حرام اور اس کے استعمال کو ناجائز قرار دیا تھا۔ دور حاضر کے روشن خیال مسلمانوں نے اس پر ایک نیا روغن چڑھایا پرانے زمانے طرز کی تصاویر کو چھوڑ کر اس کا ایک نیا طریقہ ایجاد کیا اور نیا نام رکھا یا اور حرمت و ممانعت کے فتووں سے بے خطر ہو کر بیٹھ گئے اور اس بارے میں ان لوگوں کا زیادہ شکوہ نہ تھا جنہوں نے صرف جدید تعلیم میں آنکھ کھولی اور جدید نصاب ہی میں عقل کی پرورش پائی۔

بقول اکبر مرحوم۔

انہوں نے دین کب سیکھا ہے رہ کر شیخ کے گھر میں
پلے کالج کے چکر میں مرے صاحب کے دفتر میں

افسوس و شکایت ان بعض حضرات سے ہے جو کتاب و سنت سے بھی بخوبی ناواقف نہیں

بلکہ بعض اوقات اپنی بے پروائی کے خیال میں وہ ائمہ اجتہاد اور سلف وصالحین پر بھی حرف گیری کے لیے آمادہ نظر آتے ہیں۔ تصویر کشی کا نام فوٹو گرافی رکھ کر انہوں نے اس کے جواز کا فتویٰ دے دیا۔

تصویر اور فوٹو میں فرق کرنے والوں کے دلائل کے جوابات

"تصویر اور فوٹو میں فرق" پر ان کی قوت استدلال کا خاکہ یہ ہے:

پہلی دلیل:

جس کو سب سے بڑی دلیل کہا گیا ہے فوٹو کے جواز پر یہ پیش کی گئی ہے" اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ فوٹو عبادت کے کام میں نہیں آتے" لیکن مجھے اول تو اسی میں کلام ہے کہ فوٹو عبادت کے کام نہیں آتے" کیونکہ ہندوستان کے رہنے والے جانتے ہیں کہ آج بھی ہندوستان میں ایک فرقہ موجود ہے جو اپنے پیر کے فوٹو کو پوجتا ہے اس کے علاوہ تصویر کا مبادی شرک وبت پرستی میں سے ہونا اسی پر موقوف نہیں کہ اس وقت بھی عبادت ہوتی ہے، بلکہ وہ تصویر مبادی شرک میں سے ہے جو اگر چہ اس وقت پوجی نہیں جاتی مگر آئندہ اس کی پرستش کا احتمال قریب موجود ہو۔ ورنہ عیسیٰ اور مریم علیہا السلام اور دوسرے انبیائے علیہم السلام کی وہ تصویریں بھی جو شروع شروع میں محض ان کی یاد تازہ کرنے اور اپنے لیے ایک نمونہ باقی رکھنے کے لیے بنائی گئی تھیں مبادی شرک میں سے نہ رہیں گی، کیونکہ اس وقت ان کی عبادت کا خیال بھی نہ تھا۔ مگر ایک زمانے کے بعد وہی تصویریں ذریعہ بت پرستی بن گئیں اور اگر تسلیم ہی کرلیا جائے کہ فوٹو عبادت کے کام میں نہیں آتے اور نہ آئندہ آسکتے ہیں تو زیادہ سے زیادہ اس سے یہ معلوم ہوا کہ فوٹو کی تصویر مبادی شرک میں سے (جو حرمت تصویر کے اسباب میں

سے ایک سبب ہے یا نہیں۔ مگر جب کسی چیز کی حرمت چند اسباب پر مبنی ہو تو ان میں سے کسی ایک سبب کا منعدم ہو جانا اس چیز کو حلال نہیں کر دیتا۔ مثلاً ایک مجرم پر چند جرم عائد کیے گئے ہوں چوری ہوا، زنا، قتل عمد، توہین عدالت وغیرہ وغیرہ۔ اگر مقتول کے گواہ اس کو قتل عمد سے بری ثابت کر دیں تو فقط اتنی بات سے وہ بالکل نہیں کر دیا جاتا۔ بلکہ دوسرے جرموں کی سزائیں اس پر قائم کی جاتی ہیں۔ تصویر کا استعمال بھی جیسا کہ میرے رسالہ تصویر میں مفصل مذکور ہے بہت سے جرموں کو اپنے دامن میں لیے ہوئے ہے۔ مبادی شرک میں سے ہونا، مشابہت کفار کا لازم آنا، ملائکہ رحمت کو آنے سے روک دینا وغیرہ۔

اب اگر فرض کر لیا جائے کہ فوٹو کی تصویر میں حرمت کا ایک "سبب مبادی شرک میں سے ہونا" موجود نہیں تو اس سے کہاں لازم آیا کہ یہ تصویر بالکل حرمت سے آزاد ہو جائے کیا استعمال تصویر کے دوسرے اسباب جو فوٹو میں قطعاً موجود ہیں، مثلاً مشابہت کفار اور ملائکہ رحمت کا بُعد اس کی ممانعت کے لیے پھر بھی کافی نہیں۔ ہاں اس تقریر پر زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ عذاب میں اتنی تخفیف ہو جائے کہ اس کو وہ عذاب نہ دیا جائے جو قیامت کے دن تصاویر رکھنے والے کو دیا جائے گا۔

اور اس وقت کہا جا سکتا ہے کہ فوٹوگرافی کا وہی حکم ہونا چاہیے جو تصویر کشی کا ہے یعنی ذی روح کا فوٹو لینا مطلقاً حرام ہونا چاہیے اور غیر ذی روح میں سے ان چیزوں کا جن کی عبادت کی ہوتی ہے جیسا کہ رسالہ تصویر میں مذکور ہے اسی طرح فوٹو کے استعمال کا وہی حکم ہوگا جو استعمال تصاویر کا ہے اور جس کو ان شاء اللہ عنقریب تفصیل کے ساتھ عرض کیا جائے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

فوٹو کو آئینہ پر قیاس کرنا درست نہیں

دوسری دلیل:

یہ پیش کی جاتی ہے کہ فوٹو گرافی درحقیقت عکاسی ہے۔ جس طرح آئینہ پانی اور دیگر شفاف چیزوں پر صورت کا عکس اتر آتا ہے اور فرق صرف یہ ہے کہ آئینہ کا عکس پائیدار نہیں رہتا اور فوٹو کا عکس مسالہ لگا کر قائم کرلیا جاتا ہے۔ ورنہ فوٹو گرافر اعضاء کی تخلیق و تکوین نہیں کرتے۔ اس دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ ان حضرات نے فوٹو کو آئینہ پانی وغیرہ کے عکس پر قیاس کیا ہے یعنی جس طرح آئینہ کے عکس میں حرمت کی کوئی وجہ نہیں ایسے ہی فوٹو کی تصویر بھی ایک عکس ہے پھر اس کو کیوں حرام کہا جائے۔ لیکن اگر ذرا تامل سے کام لیا جائے تو واضح ہوجائے گا کہ یہ قیاس اصول قیاس کے قطعاً خلاف ہے اور ایک عالم کی شان اس سے بہت اعلیٰ ہونی چاہیے کہ وہ ایسے ظاہر الفرق چیزوں میں فرق نہ کرے اور ایک پر دوسرے کا حکم نافذ کردے۔

فوٹو کی تصویر اور آئینہ وغیرہ کے عکس میں چند نمایاں فرق ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ سب سے بڑا فرق تو یہی ہے کہ جس کو خود یہ حضرات تسلیم کرتے ہوئے ان لفظوں میں بیان کرتے ہیں۔ ”فرق صرف یہ ہے کہ آئینہ وغیرہ کا عکس قائم اور پائیدار نہیں رہتا اور فوٹو کا عکس مسالہ لگا کر قائم کرلیا جاتا ہے۔“ مگر وہ اس فرق کو قلیل سمجھ کر نظر انداز کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ یہی فرق تصویر اور عکس میں مابہ الامتیاز ہے۔ عکس کو جس وقت تک مسالہ لگا کر پائیدار نہ کرلیا جائے اس وقت تک وہ عکس ہے اور جب اس کو مسالہ کے ذریعہ سے پائیدار

اور قائم کرلیا جائے تو وہی عکس کی حدود سے نکل کر تصویر بن جاتا ہے۔ کیونکہ عکس صاحب عکس کا ایک عرض ہے جو اس سے علیحدہ نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ آئینہ پانی وغیرہ میں جب تک کہ ذی عکس ان کے مقابل رہتا ہے اس وقت تک عکس باقی رہتا ہے اور جب وہ ان کے محاذات سے ہٹ جاتا ہے تو وہ بھی اس کے ساتھ چل دیتا ہے۔ دھوپ میں آدمی کھڑا ہوتا ہے اور اس کا عکس زمین پر پڑتا ہے مگر اس کے تابع ہوتا ہے جس طرف یہ چلتا ہے عکس بھی اس کے ساتھ چلتا ہے زمین کے کسی خاص حصہ پر اس کا قائم اور پائیدار ہونا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کسی مسالہ یا نقش اور رنگ کے ذریعہ سے اس کی تصویر نہ کھینچ لی جائے۔

حاصل یہ ہے کہ عکس اور جب اس کو کسی طریقہ سے قائم و پائیدار کرلیا جائے تو وہی تصویر بن جاتا ہے اور عکس جب تک عکس ہے نہ شرعاً اس میں کوئی حرمت ہے اور نہ کسی قسم کی کراہت۔ خواہ وہ آئینہ، پانی یا کسی اور شفاف چیز پر ہو یا فوٹو کے شیشہ پر اور جب وہ اپنی حد سے گزر کر تصویر کی صورت اختیار کرے گا خواہ وہ مسالہ کے ذریعہ سے ہو یا خطوط و نقوش کے ذریعہ سے اور خواہ یہ فوٹو کے شیشہ پر ہو یا آئینہ وغیرہ شفاف چیزوں پر۔ اس کے سارے احکام وہی ہوں گے جو تصویر کے متعلق ہیں۔ غرض مسالہ لگا کر پائیدار کرنے سے پہلے پہلے صورت کا عکس فوٹو کے شیشہ پر بھی ایسا ہی حلال اور جائز ہے جیسے آئینہ پانی وغیرہ میں اور مسالہ لگا کر آئینہ وغیرہ شفاف چیزوں پر بھی عکس کا پائیدار کرلینا ایسا ہی حرام و ناجائز ہے جیسا کہ فوٹو کے آئینہ پر۔

آج اگر کوئی مسالہ ایسا ایجاد کرلیا جائے کہ جب اس کو آئینہ پر لگایا جائے تو اس کے مقابل صورت اس میں قائم ہو جائے یا کوئی شخص اس صورت کو قلم وغیرہ سے آئینہ پر نقش کردے تو یقیناً اس آئینہ کی صورت کا وہی حکم ہوگا جو تمام تصاویر کا ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ ان حضرات نے فرمایا ہے کہ "فوٹوگرافر اعضاء کی تخلیق و تکوین نہیں

کرتا۔ لیکن معلوم ہونا چاہیے کہ حضراتِ تخلیق وتکوین کے کیا معنی ہیں۔

کیا صرف یہی کہ تصویر کے ایک ایک عضو کو بغیر کسی آلہ اور واسطے کے اپنے ہاتھ سے بنایا جائے۔" یا کسی آلہ کے ذریعہ سے بنانا بھی تخلیق وتکوین میں داخل ہے۔ اگر تخلیق اسی کا نام ہے کہ کوئی آلہ درمیان میں نہ ہو تو وہ شخص بھی اعضاء کی تخلیق نہیں کرتا جو کسی مشین کے ذریعہ سے لوہے تانبے یا کسی دو دھات کے مجسمے یا بت بناتا ہے۔ اسی طرح وہ شخص بھی تخلیق اعضاء کا مجرم نہیں ہو سکتا جو سانچے میں مورتیں اور مجسمات ڈھالتا ہے، بلکہ اس شخص پر بھی یہ جرم عائد نہیں ہو سکتا جو قلم سے تصویر بناتا ہے کیونکہ وہ بھی بلا واسطہ تخلیق اعضاء نہیں کرتا۔ قلم درمیان میں حائل ہے۔

اور اس وقت اس قاعدہ کی بناء پر صرف فوٹو گرافی جائز نہیں ہوتی بلکہ بہت سے بتوں اور مجسمات بلکہ تمام تصویروں کا بنانا بھی حلال طیب ہو جاتا ہے جس کی قباحت محتاج بیان نہیں۔

اور اگر کسی واسطے کے ذریعہ سے تصویر بنانا بھی تخلیق اعضاء کے حکم میں داخل ہے تو جس طرح مشینوں اور سانچوں میں مجسمات ڈھالنا قلم سے تصویر بنانا تخلیق اعضاء ہے ایسے ہی مسالہ کے ذریعہ سے فوٹو کے عکس کو پائیدار کرنا بھی تخلیق ہے۔

اور جب مشینوں، سانچوں میں مجسمات ڈھالنا، قلم سے تصویر بنانا، حرام ہیں تو فوٹو کے عکس کو مسالہ لگا کر پائیدار کرنا کیوں حرام نہ ہو اور اگر تسلیم ہی کر لیا جائے تو فوٹو گرافر اعضاء کی تخلیق وتکوین نہیں کرتا تو زیادہ سے زیادہ اس سے یہ ثابت ہوگا کہ فوٹو گرافی میں تشبہ بالخالق (جو تصویر کشی کی حرمت کے اسباب میں سے ایک سبب ہے) لازم نہیں آتا۔ لیکن رسالہ التصویر میں واضح کیا جا چکا ہے کہ تصویر کشی کی حرمت فقط اسی ایک سبب پر مبنی نہیں بلکہ اس کے دو سبب اور بھی ہیں یعنی تصویر کا مبادی شرک میں سے ہونا اور مشابہت کفار کا لازم

آتا اور یہ دونوں سبب حرمت فوٹوگرافی میں بلاشبہ موجود ہیں اور میں عرض کر چکا ہوں کہ جب تک اسباب حرمت میں سے ایک سبب بھی کسی تصویر میں موجود ہوگا اس وقت تک یہ تصویر جائز نہیں ہو سکتی۔ اس لیے تخلیق و تکوین نہ کرنے پر بھی فوٹوگرافی جائز نہ ہونی چاہیے۔ اس کے بعد میں پھر اپنے مقصود فوٹو کی تصویر اور آئینہ کے عکس میں فرق کو بیان کرتا ہوں۔ یہ ایک فرق تو وہی تھا جس کو خود ان حضرات نے بھی تسلیم کیا ہے۔

۲۔ دوسرا فرق آئینہ وغیرہ کے عکس اور فوٹو کی تصویر میں یہ بھی ہے کہ آئینہ کے عکس میں مشابہت کفار لازم نہیں آتی اور فوٹو میں لازم آتی ہے یا پانی وغیرہ میں چہرہ دیکھنا کفار کا خاص شعار نہیں بلکہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے بھی ثابت ہے اور فوٹو کا دیواروں وغیرہ میں لگانا روس کیتھولک اور دیگر تصاویر پرست فرق کفار کے طرز عمل کے مشابہ ہے۔

۳۔ ایک فرق یہ بھی ہے کہ عرف میں آئینہ وغیرہ کے عکس کو کوئی تصویر نہیں کہتا اور فوٹو کو تصویر کہا جاتا ہے جیسا کہ میں عنقریب اس کی شہادت پیش کروں گا۔ اس لیے فوٹو کے احکام تصویر کے احکام ہونے چاہئیں نہ عکس آئینہ کے۔

یہ تین نمایاں فرق ہیں جو فوٹو کی تصویر کو آئینہ وغیرہ کے عکس سے ممتاز کر دیتے ہیں اس لیے فوٹو کی تصویر کو آئینہ کے عکس پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہوگا جو شرعاً عقلاً مردود ہے۔

تیسری دلیل ان حضرات نے یہ بیان کی ہے: "موجودہ دنیا کے اسلام کے تمام روشن خیال علماء کی (بشرطیکہ روشن خیالی منصب افتاء کے خلاف نہ ہو) رائے یہ معلوم ہوتی ہے کہ فوٹوگرافی مصوری نہیں ہے اور نہ فوٹو پر تصویر کا اطلاق ہو سکتا ہے اور یہی سبب ہے کہ مصر و مراکش ایران و قسطنطنیہ کے تمام اکابر ارباب علم کے فوٹو کاغذی پیراہنوں میں ہندوستان میں چلتے پھرتے نظر آتے ہیں۔"

مگر کیا تعجب کے قابل نہیں کہ روشن خیال عالم جو ائمہ مجتہدین اور سلف صالحین کی

تقلید سے بے نیاز ہو (اپنی خواہش کے موافق دیکھ کر) اپنے معاصرین کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دے۔ اور وہ آزاد قلم جس کو متقدمین اسلام کا اتباع ایک تاریک پہلو نظر آتا ہو اور جو جمہور فقہاء و محدثین کے (جن میں بہت سے صحابہ بھی داخل ہیں) کلام کی تغلیط کرتے ہوئے بھی نہ رکتا ہو۔

وہی قلم ہے جو اس وقت اپنے تھوڑے معاصرین کے فتووں سے مسلمانوں کے لیے ایک حرام کو حلال کرنا چاہتا ہے۔۔۔ اور کیا افسوس کے قابل نہیں کہ جب اپنے خیال کے موافق نہ ہو تو حضرت علی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کی بھی شنوائی نہ ہو؟ اور جب موافق ہو تو چند معاصرین کے فتوے قابلِ استدلال بن جائیں۔ خصوصاً جبکہ ہزارہا علماء کے فتوے ان کے خلاف بھی موجود ہوں۔ بقول اکبر ؎

دل کو بھا جائے تو اکبر کی خرافات اچھی

پھر معلوم نہیں کہ روشن خیالی اور تاریک خیالی کا معیار ان حضرات کے نزدیک کیا ہے جس کی وجہ سے ان ہزاروں علمائے ہندوستان و غیر ہندوستان کو روشن خیالی میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جاتی جن کا قصور صرف اتنا ہے کہ احکام شرعیہ میں جسارت و دلیری سے کام لے کر دین کو اپنی خواہشات کا تابع نہیں بناتے اور متقدمین اسلاف کو اپنے سے زیادہ اعلم بالقرآن والحدیث سمجھ کر ان کی رائے کو اپنی رائے سے مقدم جانتے ہیں۔

اور اگر فی الواقع وہ اسی جرم کی سزا میں روشن خیالی سے محروم ہیں تو یہ محرومی ان کے لیے باعثِ فخر ہے۔ انہیں ایسی روشن خیالی کی ضرورت نہیں۔ ان کی تاریک خیالی پر ایسی ہزاروں روشنیاں قربان کی جا سکتی ہیں ؎

خدا گواہ کہ جرم ما ہمیں عشق است
گناہ گبر و مسلمان بجرم ما نشد

اس کے بعد مجھے اس میں بھی کلام ہے کہ جن علماء کو ان کی اصطلاح میں روشن خیال کہا

جاتا ہے وہ بھی سب کے سب اس مسئلہ میں آپ کے ہمنوا ہو کر فوٹو اور فوٹو گرافری کو حلال سمجھتے ہوں بلکہ اب تو وہ اصطلاحی روشن خیال حضرات بھی جو ایک عرصہ دراز تک فوٹو کو نہ فقط جائز سمجھتے رہے بلکہ عملاً مسلمانوں کو اس کی تعلیم دیتے رہے ہیں۔ جب ان کو اپنی عاقبت پیش نظر ہوتی ہے تو وہ اپنے خیالات سے تائب ہو کر (جیسا کہ ایک مسلمان کا فرض ہے) صاف صاف حق کا اعتراف کر لیتے ہیں۔ ہم نہایت مسرت کے ساتھ جناب ابوالکلام آزاد کو مرحبا کہتے ہیں (اور خدا سے دعا کرتے ہیں کہ سید صاحب [حضرت مولانا سید سلیمان ندوی مراد ہیں اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مولانا موصوف نے اپنی وفات سے پہلے اپنے اس فتوی سے رجوع کا اعلان فرما دیا تھا۔ نوراللہ مرقدہ محمد شفیع] اور ان کے ہم خیال علماء بھی اس میں ان کی تقلید کریں) جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ آپ نے ایک مدت مدید تک اپنے اخبار ''الہلال'' کو باتصویر شائع کرنے کے بعد اپنے خیال سے رجوع کر لیا ہے۔ چنانچہ جب آپ کے بعض معتقدین نے آپ کا تذکرہ لکھا اور درخواست کی کہ آپ کا فوٹو بھی درج تذکرہ کیا جائے تو آپ نے صاف انکار کر دیا اور ان کے خط کے جواب میں یہ الفاظ لکھے

''تصویر کا کھنچوانا، رکھنا، شائع کرنا سب ناجائز ہے۔ یہ میری سخت غلطی تھی کہ تصویر کھنچوائی اور ''الہلال'' کو باتصویر نکالا تھا۔ میں اب اس غلطی سے تائب ہو چکا ہوں۔ میری پچھلی لغزشوں کو چھپانا چاہیے نہ کہ از سر نو ان کی تشہیر کرنی چاہیے۔''

آپ سے فوٹو کھنچوانے کی درخواست کی گئی تھی جس کے جواب میں انہوں نے فوٹو کو تصویر میں داخل سمجھ کر (جیسا کہ وہ واقعی میں داخل ہے) لکھا کہ ''تصویر کھنچوانا، شائع کرنا، رکھنا سب ناجائز ہے۔''

جس سے اس دلیل کی بھی حقیقت کھل گئی جس کو مولانا سید سلیمان صاحب نے روشن خیال علماء سے نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے:

"فوٹو گرافی مصوری نہیں اور نہ فوٹو تصویر کا اطلاق ہو سکتا ہے۔"

جناب مولانا ابوالکلام تو آپ کی اصطلاح میں تاریک خیال نہیں ہیں تو انہیں حضرات میں سے ہیں جن کے فوٹو کو آپ حضرات کے نزدیک فوٹو کے جواز کا فتویٰ کہا جاتا ہے۔

خداوند عالم مولانا کو جزائے خیر عطا فرمائے اور دوسرے مسلمانوں کو بھی اس کی توفیق دے آمین۔

میری اتنی گزارش سے ان شاء اللہ تعالیٰ واضح ہو گیا کہ جن وجوہ کی بناء پر فوٹو اور فوٹو گرافی کو حلال اور جائز سمجھا جا سکتا تھا ان میں سے ایک بھی قابل تقلید نہیں اور اس ضعیف بنیاد پر ایک حرام صریح کو حلال کر دینا۔ اتنی بڑی جسارت اور دلیری ہے کہ کسی خدا ترس مسلمان سے ممکن نہیں بلکہ بلاشبہ اسی مضمون کی نظیر ہے جو بحوالہ حدیث اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ اس امت کے کچھ لوگ نام بدل کر شراب پئیں گے بلاشبہ یہ بھی اسی طرح تصویر کا نام بدل کر اس کو حلال کرتا ہے۔ حق تعالیٰ مسلمانوں کو اس بلائے عظیم سے بچائے۔ (ولا حول ولا قوۃ الا باللہ)

کتبہ احقر محمد شفیع غفرلہ

تنبیہ:

ا۔ حضرت مولانا سید سلیمان صاحب ندوی رحمہ اللہ نے ایک مضمون تصویر کے جواز پر معارف اعظم گڑھ سے شائع کیا تھا اس کے جواب میں احقر کا رسالہ "التصویر لاحکام التصویر" شائع ہوا۔ زیر نظر رسالہ فوٹو سے متعلق بھی دراصل اسی رسالہ التصویر کا جز تھا۔ یہاں آلات جدیدہ کی مناسبت سے صرف اسی رسالہ کو لے لیا گیا ہے اس میں جا بجا رسالہ تصویر کے حوالے ہیں اس سے مراد وہی مستقل کتاب ہے جو بنام التصویر شائع ہوئی تھی۔

۲۔ یہ قصہ اب سے تقریباً ۳۰ سال قبل کا ہے اس کے کچھ عرصہ بعد حضرت مولانا ندوی رحمہ اللہ نے اپنی تحقیق پر نظر ثانی فرما کر اس سابق فتوے سے رجوع اور جمہور مسلمانوں سے

اتفاق کا اعلان فرما کر علماء حق کی سنت کو زندہ فرمادیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو بالخصوص علماء کو آپ کے اسوہ کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔ (ماخوذ از آلات جدیدہ ص ۹۶،۹۹)

بندہ محمد شفیع

فقیہ العصر حضرت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ کے ویڈیو، سی ڈی کے پروگرام کے متعلق تحریر کردہ فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

سوال:

ویڈیو کیمرے سے کسی بھی تقریب و محفل کی پوری کارروائی محفوظ کر لی جاتی ہے اور بعد میں وی سی آر پر اس محفل کے تمام مناظر دیکھے جا سکتے ہیں، سوال یہ ہے کہ کیا یہ تصویر میں داخل ہے؟ بعض علمائے کرام اس کو تصویر نہیں سمجھتے ہیں کہ اس کو قرار و بقاء حاصل نہیں، بلکہ یہ برقی ذرات ہوتے ہیں جو بنتے اور فوراً مٹتے رہتے ہیں، اور بعض علماء اس کو عکس کہتے ہیں، تحقیق کیا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب باسم ملهم الصواب

اس بارے میں مندرجہ ذیل امور قابل غور ہیں:

ویڈیو کیمرے سے کسی بھی تقریب کی منظر کشی کا عمل تصویر سازی کی ایک ترقی یافتہ صورت ہے، جیسے قدیم زمانے میں تصویر ہاتھ سے بنائی جاتی پھر کیمرے کی ایجاد نے اس قدیم طریقہ میں ترقی کی اور تصویر ہاتھ کی بجائے مشین سے بننے لگی جو زیادہ سہل اور دیرپا ہوتی ہے، اب اس عمل میں نئی نئی سائنسی ایجادات نے مزید ترقی اور جدت پیدا کی اور جامد

وسائل تصویر کی طرح اب چلتی پھرتی، دوڑتی بھاگتی صورت کو بھی محفوظ کیا جانے لگا۔ یہ کہنا صحیح نہیں کہ اس کو قرار و بقا نہیں، اگر اس کو بقا نہیں تو وہ ٹی وی اسکرین پر چلتی دکھتی، اچھلتی کودتی نظر آنے والی چیز کیا ہوتی ہے؟

ظاہر ہے کہ یہ وہی تصویر ہے جو کسی وقت لے کر محفوظ کر لی گئی تھی، صرف اتنی بات ہے کہ کیسٹ کی پٹی میں ایسی فنی جدت سے کام لیا گیا ہے کہ دیکھنے میں پٹی خالی نظر آتی ہے، لیکن ظاہر ہے کہ وہ تصویر مٹ کر معدوم نہیں ہوئی ورنہ وی سی آر پر دوبارہ کیسے ظاہر ہو سکتی ہے۔

۲۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ وہ مٹ جاتی ہے اور پھر بنتی ہے، یہی عمل ہر لحظہ جاری رہتا ہے تو اس میں تو اور زیادہ قباحت ہے کہ بار بار تصویر بنانے کا گناہ ہوتا ہے۔

۳۔ اس کو عکس کہنا بھی صحیح نہیں، اس لیے کہ عکس اصل کے تابع ہوتا ہے اور یہاں اصل کی موت کے بعد بھی اس کی تصویر باقی رہتی ہے۔

۴۔ اگر عدم بقا، یا اس کا عکس ہونا تسلیم کر لیا جائے تو عوام اس دقیق فرق کو نہیں سمجھتے، اس کی گنجائش دینے سے ان میں تصویر سازی کی لعنت کے جواز کی اشاعت اور خوب تبلیغ ہوگی اور واقعی و متفق علیہ تصویر کو بھی جائز سمجھنے کا مفسدہ پیدا ہوگا۔

۵۔ تصویر ہونے نہ ہونے کا مدار عرف پر ہونا چاہیے نہ کہ سائنسی و فنی تدقیقات پر، اور عرف عام میں اس کو تصویر ہی سمجھا جاتا ہے، جیسے شریعت نے صبح صادق اور طلوع و غروب کا علم کسی دقیق علم و فن پر موقوف نہیں رکھا، ظاہری و سہل علامات پر رکھا ہے۔

۶۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ عوام بار بار فرق کا اعلان کرنے سے سمجھ گئے ہیں یا سمجھ جائیں گے تو بھی اس میں عام تصویر سے کئی گنا بڑھ کر مفاسد پائے جاتے ہیں، جن میں سے چند ایک اوپر بیان کیے گئے ہیں، ظاہر ہے کہ کسی چیز کے جواز یا عدم جواز کا فیصلہ اس کے عام استعمال و ابتلاء کو سامنے رکھ کر کیا جاتا ہے نہ کہ قلیل کالعدم استعمال کے پیش نظر۔

ماضی قریب کے بعض ملحد و گمراہ مفکرین نے سینما دیکھنے کو یہ کہہ کر جائز قرار دیا تھا کہ یہ سینما ہال میں اسکرین پر ظاہر ہونے والی صورت تصویر نہیں عکس ہے۔ اس سے نوجوان نسل کو عریاں و فحش فلمیں دیکھنے کی جو ترغیب و تحریض ہوئی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ وہ ایک ناجائز و حرام فعل کو جائز سمجھ کر بے محابا کرنے لگے۔ اب یہی حال بعض علماء کی اس نئی تحقیق کا ہے کہ ویڈیو تصویر کو چونکہ قرار و ثبات نہیں اس لیے یہ تصویر نہیں۔ اس سے وہ افراد جو ٹی وی وغیرہ کو ناجائز سمجھ کر اس سے گریزاں و ترساں تھے، ان کو اس گنجائش سے کھلی چھوٹ مل گئی اور وہ جائز و منکرات سے پاک مناظر کو دیکھنے کے بہانے رفتہ رفتہ ہر غلط پروگرام، رقص و سرود اور عریانی و فحاشی کے مناظر دیکھنے میں مبتلا ہو رہے ہیں، اس کا محض امکان نہیں بلکہ وقوع ہے کہ بعض بظاہر دین دار لوگوں نے مسلمانوں کی مظلومیت اور جہاد کے مناظر دیکھنے دکھانے کے بہانے ٹی وی اور وی سی آر خریدا اور پھر ہر فحش ڈرامہ اور فلم دیکھنے کے عادی ہو گئے، اس طرح نوجوان نسل دنیا و آخرت کی تباہی کا شکار ہو رہی ہے اور بعض مخلص دینی جماعتوں اور جہادی تنظیموں سے منسلک نوجوان اپنے اندر دین و جہاد کا جذبہ پیدا کرنے کی بجائے بے راہ روی اور غلط روش کا شکار ہو رہے ہیں، جس سے دین و جہاد کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے۔

فاللهم انا نعوذ بك من شرور انفسنا ما ظهر منها وما بطن، انت العاصم ولا ملجأ ولا منجا منك الا اليك، والله سبحانه وتعالى اعلم۔ ۲۰/جمادی الثانیہ ۱۴۱۷ھ

(ماخوذ از احسن الفتاوی)

دار الافتاء دار العلوم کراچی کا فتویٰ

بخدمت حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ

حضرت مفتی عبدالرؤف صاحب مدظلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

درج ذیل کے جوابات سے نواز کر عند اللہ ماجور ہوں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ

ا۔ ٹیلی ویژن پر تصاویر نظر آتی ہیں، مرد اور عورت آتے ہیں، راگ باجے ہوتے ہیں، ساتھ ساتھ اذان، نعت، عربی زبان سکھانے کا پروگرام بچوں کو قرأت قرآن مجید سکھلانے کا پروگرام بھی ہوتا ہے، سیاسی سائنسی معلومات کا تذکرہ بھی ہوتا ہے، سوال یہ ہے کہ ٹیلی ویژن گھر میں رکھنا، دیکھنا از روئے شریعت کیسا ہے؟ بینوا توجروا

بندہ عارف احمد، کراچی

۱۹/۱۲/۱۴۰۵ھ

الجواب ومنہ الصدق والصواب

موجودہ حالات میں ٹیلی ویژن بے شمار منکرات، محرمات اور فواحشات پر مشتمل ہے جن میں سے چند حسب ذیل ہیں:

☆ گانا بجانا، ساز و سارنگی اور ڈھولک از روئے شرع قطعاً ناجائز ہیں اور ٹی وی کے اکثر پروگرام انہی پر مشتمل ہوتے ہیں ان کے ہوتے ہوئے تو تصاویر کے بغیر بھی کوئی پروگرام دیکھنا اور سننا جائز نہیں۔

☆ نامحرم مرد کا کسی نامحرم عورت کو اور محرم عورت کا عکس یا تصویر نامحرم مرد کو دیکھنا جائز

نہیں۔ جیسے آئینہ میں کسی نامحرم مرد وعورت کے لیے ایک دوسرے کا عکس دیکھنا جائز نہیں، ٹی وی کے پروگرام نامحرم مرد وعورت ہی پر مشتمل ہوتے ہیں اور عام دیکھنے والے بھی نامحرم ہی ہوتے ہیں۔

☆ پروگرام خواہ کسی نوعیت کا ہو، ٹی وی کے جو عام اثرات سامنے آرہے ہیں وہ یہ ہیں کہ بے حیائی، بے غیرتی، بے شرمی، بے ادبی، فحاشی اور دیگر جرائم میں نہایت تیزی سے اضافہ ہورہا ہے اور پورا مسلم معاشرہ تباہ ہوکر رہ گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ ٹی وی کے حاصل اور انجام کو دیکھا جائے گا اور انجام بالکل خلاف شرع اور انتہائی خطرناک ہے۔

البتہ اگر ٹیلی ویژن کا کوئی پروگرام بفرض محال مذکورہ بالا محرمات اور دیگر تمام مفاسد ومنکرات سے خالی ہو اور نہایت پاکیزہ ہو تو ان کے جواز میں درج ذیل تفصیل ہے۔ تحقیق کرنے سے معلوم ہوا ہے کہ ٹی وی کے پروگرام تین قسم کے ہوتے ہیں:

۱۔ واقعات کی مصور فلم ٹی وی پر دکھلائی جائے۔

۲۔ واقعات اور پروگرام براہ راست نشر ہوتے ہیں۔

۳۔ واقعات کی غیر مصور فلم ریکارڈ کی طرح پہلے تیار کرلیتے ہیں جس میں آواز کے ساتھ کچھ غیر مرئی نقوش بھی ٹیپ ہوجاتے ہیں اور پھر حسب موقع اس کو لگاتے ہیں جس میں سے آواز کی طرح تصاویر بھی آجاتی ہیں۔ ان میں سے پہلی صورت میں جو کچھ دکھلایا جاتا ہے خواہ کتنا ہی پاکیزہ، مذہبی اور تعلیمی نوعیت کا پروگرام ہو وہ بلاشبہ تصویر ہے، جاندار کی تصویر دیکھنا دکھلانا حرام ہے اس میں متحرک اور غیر متحرک تصاویر کے حکم میں کوئی فرق نہیں کیونکہ جس طرح جاندار کی تصاویر کو بنانا حرام ہے اسی طرح بلا عذر بالقصد اور بلا ارادہ ان کو دیکھنا بھی حرام ہے جیسا کہ عبارت ذیل سے واضح ہے:

وهذا كله مصرح في مذهب المالكية ومؤيد بقواعد مذهبنا ونصه عن

السمالکیة ما ذکرہ العلامة الدردیر فی شرحه علی مختصر الخلیل حیث قال یحرم تصویر حیوان عاقل او غیرہ اذا کان کامل الاعضاء اذا کان یدوم وکذا ان لم یدم علی الراجح کتصویرہ من نحو قشر بطیخ ویحرم النظر الیه اذ النظر الی المحرم لحرام ۔ (بلوغ القصد والمرام ص۹ او بذیل تصویر کے احکام تالیف حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ ص ۷۷)

اس سلسلہ میں اگر مفصل دلائل مطلوب ہوں تو حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کا رسالہ "تصحیح العلم فی تقبیح القلم" کا مطالعہ فرمائیں۔

البتہ دوسری اور تیسری صورت میں جو کچھ دکھلایا جاتا ہے اس کو قطعی طور پر تصویر کہنے میں تامل ہے البتہ ٹی وی کے پروگرام کے متعلق ہر وقت ہر جگہ اور ہر شخص کس طرح یقین کرے کہ یہ پروگرام کی فلم آرہی ہے یا براہ راست پروگرام ہو رہا ہے اور مسئلہ حرام اور غیر حرام کا ہے جس میں ترجیح حرمت ہی کو ہوتی ہے اس لیے اس بنیاد پر مطلقاً ٹی وی دیکھنے کو جائز سمجھنا یا چلانا درست نہیں، بالخصوص جبکہ مذکورہ بالا منکرات وفواحش ٹی وی پروگراموں میں جزء لاینفک کی حیثیت رکھتے ہوں تو ایسی صورت میں ٹی وی خریدنا گھر میں رکھنا اور دیکھنا کسی طرح بھی جائز نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۔

کتبہ محمد عطاء الرحمٰن غفر لہ ملتانی
دارالافتاء دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴
مؤرخہ ۱۴۰۶/۱/۱۱ھ

الجواب صحیح
بندہ عبدالرؤف
دارالافتاء دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴

الجواب صحیح
احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ
۱۴۰۶/۱/۱۳ھ

حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کی رائے گرامی:

ٹی وی اور ویڈیو فلم کا کیمرہ جو تصویریں لیتا ہے وہ اگرچہ غیر مرئی ہیں لیکن تصویر بہر حال محفوظ ہے اور اس کو ٹی وی پر دیکھا اور دکھایا جاتا ہے۔ اس کو تصویر کے حکم سے خارج نہیں کیا جا سکتا، زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہاتھ سے تصویر بنانے کے فرسودہ نظام کی بجائے سائنسی ترقی نے تصویر سازی کا ایک دوسرا طریقہ ایجاد کر لیا ہے۔ لیکن جب شارع نے تصویر کو حرام قرار دیا ہے تو تصویر سازی کا طریقہ خواہ کیسا ہی ایجاد کر لیا جائے تصویر تو حرام ہی رہے گی۔

اور میرے ناقص خیال میں ہاتھ سے تصویر سازی میں وہ قباحتیں نہیں تھیں جو ویڈیو فلم اور ٹی وی نے پیدا کر دی ہیں۔ ٹی وی اور ویڈیو کیسٹ کے ذریعہ گھر گھر سینما گھر بن گئے ہیں....

کیا یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ شارع ہاتھ کی تصویروں کو تو حرام قرار دے اور اس کے بنانے والوں کو ملعون اور اشد عذابا یوم القیامۃ بتائے اور فواحش و بے حیائی کے اس طوفان کو جسے عرف عام میں ٹی وی کہا جاتا ہے، حلال اور جائز قرار دے؟

رہا یہ کہ اس میں کچھ فوائد بھی ہیں تو کیا خمر اور خنزیر، سود اور جوئے میں فوائد نہیں؟ لیکن قرآن کریم نے ان تمام فوائد پر یہ کہہ کر لکیر پھیر دی ہے "واثمھما اکبر من نفعھما"۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ویڈیو فلم اور ٹی وی سے تبلیغ اسلام کا کام لیا جاتا ہے۔ ہمارے یہاں ٹی وی پر دینی پروگرام بھی آتے ہیں لیکن کیا بڑے ادب سے پوچھ سکتا ہوں کہ ان دینی پروگراموں کو دیکھ کر کتنے غیر مسلم دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے؟ کتنے بے نمازیوں نے نماز شروع کر دی؟ کتنے گناہگاروں نے گناہوں سے توبہ کر لی؟

یہ محض دھوکا ہے، فواحش کا یہ آلہ جو سرتا سر رجس من عمل الشیطان ہے، ملعون ہے اور جس کے بنانے والے دنیا و آخرت میں ملعون ہیں، وہ تبلیغ اسلام میں کیا کام دے گا، بلکہ ٹی وی کے یہ دینی

پروگرام گمراہی پھیلانے کا ایک مستقل ذریعہ ہیں، شیعہ، مرزائی، ملحد، کمیونسٹ اور نا پختہ علم لوگ ان دینی پروگراموں کے لیے ٹی وی پر جاتے ہیں اور ان اپ شناپ جو ان کے منہ میں آتا ہے کہتے ہیں۔ کوئی ان پر پابندی لگانے والا نہیں اور کوئی صحیح وغلط کے درمیان تمیز کرنے والا نہیں۔ اب فرمایا جائے کہ یہ اسلام کی تبلیغ واشاعت ہو رہی ہے یا اسلام کے حسین چہرہ کو مسخ کیا جا رہا ہے۔

رہا یہ کہ فلاں فلاں یہ کہتے اور کرتے ہیں، یہ ہمارے لیے جواز کی دلیل نہیں۔ واللہ اعلم

محمد یوسف عفا اللہ عنہ

۲۰/۱۱/۱۴۰۶ھ

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ:

دل خوش کرنے کی غرض سے تصویر دیکھنا حرام ہے

فرمایا کہ اگر تصویر قصداً دل خوش کرنے کو دیکھے تو حرام ہے اور اگر بلا قصد نظر پڑ جائے تو کچھ حرج نہیں ایک شخص نے سوال کیا کہ صنعت کے لحاظ سے دیکھے تو فرمایا کہ مصوری کی صنعت تو کیا چیز ہے صانع حقیقی کی بعض مصنوعات کو بھی دیکھنا حرام ہے جیسے امارد بے ریش لڑکے و نساء، عورتوں کو بنظر صنعت دیکھنے لگے فقہاء نے اس کو خوب سمجھا ہے لکھتے ہیں کہ اگر شراب کی طرف فرحت کے لیے نظر کرے تو حرام ہے کیونکہ قاعدہ ہے کہ اچھی چیز کو دیکھ کر رغبت ہوتی ہے (تبسم سے فرمایا) کہ ایک مسخرے نے کہا کہ مولانا مولوی محمد مظہر صاحب

مدرس سہارنپور کو میں لاجواب کروں گا۔ اس نے مولوی صاحب کے پاس آ کر سوال کیا کہ لونڈے کو کر اس نیت سے گھورے کہ اللہ تعالیٰ نے کیسا بنایا ہے تو کیسا ہے۔ فرمایا جہاں سے تو نکلا اسے دیکھ اس میں اللہ تعالیٰ کی صنعت بہت زیادہ ظاہر ہوتی ہے کہ اتنی چھوٹی جگہ سے تو اتنا بڑا نکل آیا۔ (جدید ملفوظات ص ۲۱۹)

تصویر کھنچوانے والے کی اقتداء کا حکم

بعض لوگ جاندار کی فوٹو کھینچتے اور کھنچواتے ہیں شرعاً ایسے لوگوں کی اقتدا میں نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

اس بارے میں حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ تصویر کی حرمت احادیث متواترہ سے ثابت ہے اور امت کا اس پر اجماع ہے بعض لوگ ہاتھ کی بنی ہوئی اور جدید کیمرہ میں فرق کرتے ہیں یہ قطعاً درست نہیں کیونکہ جب تصویر کشی حرام ہے تو اس کی جو بھی صورت ایجاد ہو گی حرام ہو گی نام بدلنے یا طریقہ بدلنے سے حرمت زائل نہ ہو گی اس لیے کہ حرمت تصویر کا جو سبب ہے کہ تصویر شرک کی بنیاد ہے وہ یہاں بھی موجود ہے یہ بات تو ہر کوئی جانتا ہے کہ فوٹو کھینچنے اور کھنچوانے سے وہی مقصود ہے جو پہلے تصویر کشی سے تھا اور اس میں فوٹو گرافر کے اختیار کو اسی طرح دخل ہے جس طرح تصویر کشی میں تھا پس دونوں قسم کی تصویر حرمت میں برابر ہوئے۔

لہٰذا فوٹو کھینچنے اور کھنچوانے والے دونوں مرتکب حرام اور مرتکب گناہ کبیرہ اور بعض حدیثوں کی رو سے ملعون اور فاسق ہیں۔ ایسے لوگوں کی اقتداء میں نماز مکروہ تحریمی ہے اور اس قسم کی تصویر گھر میں یا جیب میں پاس رکھنا سراسر گناہ اور حرام ہے۔

(ماخوذ از امداد الفتاویٰ ص ۲۸۸ ج ۴)

تصدیق حضرت اقدس مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ

ما ھو الحق و ما ذا بعد الحق الا الضلال۔

کتبہ اشرف علی ۲۳ رجب ۱۳۵۶ھ

تاش اور شطرنج کھیلنے کا حکم

”کفایت المفتی“ میں حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا ہے کہ ”تاش“ چوسر، شطرنج لہو و لعب کے طور پر کھیلنا مکروہ تحریمی ہے اور عام طور پر کھیلنے والوں کی غرض یہی (لہو و لعب) ہوتی ہے نیز ان کھیلوں میں مشغولی اکثر طور پر فرائض و واجبات کی تفویت (فوت کر دینے) کا سبب بن جاتی ہے اس صورت میں اس کی کراہت حرمت کی حد تک پہنچ جاتی ہے۔

عن بریدۃ رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من لعب بالنردشیر فکانما صبغ یدہ فی لحم خنزیر ودمہ۔ (رواہ مسلم مشکوٰۃ)

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے نردشیر کھیلا اس نے گویا اپنا ہاتھ خنزیر کے گوشت اور خون سے رنگا۔

امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ اس پر متفق ہیں کہ تاش اور شطرنج کا بھی یہی حکم ہے نردشیر سے کھیلنا کبیرہ گناہوں میں شمار کیا گیا ہے اسی سے تاش اور شطرنج کا اندازہ لگا لیجیے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت فرمائے۔ (آپ کے مسائل کا حل)

مظاہر حق جدید میں ۲۲۱ میں ہے کہ نردشیر چوسر کی ایک قسم ہے جس کو فارس کے ایک

بادشاہ شاپور بن اردشیر ابن بابک نے ایجاد کیا تھا چونکہ سور کا گوشت اور خون نہ صرف نجس ہوتا ہے بلکہ اس سے بہت زیادہ نفرت بھی ہوتی ہے۔ اس لیے خاص طور پر اس کا ذکر کیا گیا تا کہ لوگ اس کھیل سے نہایت بیزاری برتیں، واضح رہے مطلق نرد شیر کے ذریعے کھیلنا تمام علماء کے نزدیک حرام ہے خواہ وہ جوے کی صورت میں ہو خواہ تفریح کی صورت میں یا کسی اور طرح کا اور ایک حدیث میں ہے کہ شطرنج کھیلنے والا ملعون ہے اور جو اس کی طرف دیکھے اس کی مثال ایسی ہے جیسے خنزیر کا گوشت کھانے والا۔ (کنز العمال حدیث ۴۰۶۳۲)

کتا پالنا عظیم گناہ ہے

آج کل بہت سے لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ کتوں سے بہت محبت کرتے ہیں، اپنے ساتھ ملاتے، پارکوں میں لے کر چکر لگاتے ہیں، کبھی سینے سے لگا کر بیٹھے رہتے ہیں۔ کیا اس طرح شوقیہ کتا پالنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے، کتا تو ایک نجس جانور ہے اس سے اس حد تک محبت کرنا کیا شریعت نے اس کی اجازت دی ہے؟

تو سمجھ لیجیے کہ بلا ضرورت کتا پالنا اس سے اختلاط کرنا اس سے محبت کرنا کہ اس کے گلے میں ہاتھ ڈال کر پیار کیا جائے یا اس کو بستر پر سلایا جائے۔ یہ بالاتفاق ناجائز اور گناہ ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا تدخل الملائکۃ بیتا فیہ کلب او تصاویر۔ (مشکوٰۃ ص ۳۸۰)

یعنی جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویریں ہوں۔

وعن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

من اقتنی کلبا الا کلب ماشیۃ او ضار نقص من عملہ کل یوم قیراطان۔

(مشکوٰۃ ص ۳۵۹)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو جانوروں کے محافظ کتے یا شکاری کتے کے علاوہ کتا پالتا ہے تو ہر روز اس کے اجر وثواب میں دو قیراط گھٹ جاتے ہیں۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ جو شخص تفریح طبع کے لیے کتا پالے گا اس کے نیک اعمال میں سے بہت بڑا حصہ ضائع ہوگا۔

اور یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ کھیتی اور جانوروں کے باڑہ وغیرہ کی حفاظت اور شکار کرنے کی غرض سے کتا پالنے کی اجازت ہے وہ گناہ نہیں، وہ اس وعید میں داخل نہیں، نیز حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہمیں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (مدینہ کے) کتوں کو مار ڈالنے کا حکم دے دیا تھا (چنانچہ ہم مدینہ اور اطراف مدینہ کے کتوں کو مار ڈالتے تھے) یہاں تک کہ جو عورت دیہات سے آتی اور اس کے ساتھ کتا ہوتا تو ہم اس کو بھی ختم کر دیتے تھے پھر بعد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عام کتوں کو مار ڈالنے سے منع فرما دیا اور یہ حکم دیا کہ خالص سیاہ کتے کو جو دو نقطوں والا ہو مار ڈالنا تمہارے لیے ضروری ہے کیونکہ وہ شیطان ہے۔ (مسلم)

لہٰذا بلا ضرورت شوقیہ کتا پالنے سے اجتناب کرنا لازم ہے۔

کیرم بورڈ کھیلنے کا حکم

آج کل بعض نوجوان مختلف ٹولیوں میں جمع ہو کر کیرم بورڈ نامی کھیل بڑے شوق سے کھیلتے ہیں، اس کھیل میں نہ تو صحت کا فائدہ ہے نہ ہی دنیا و آخرت کا کوئی اور فائدہ سوائے وقت اور دولت کو ضائع کرنے کے اور کچھ ہاتھ نہیں آتا اور نوجوان کھیل میں اس قدر منہمک ہوتے ہیں کہ انہیں نماز اور دیگر حقوق شرعیہ کا کوئی خیال تک نہیں ہوتا، جبکہ شریعت مطہرہ نے بے فائدہ کھیلوں سے منع فرمایا ہے۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے "من حسن اسلام المرء ترکه ما لا یعنیه" یعنی آدمی میں اسلام کی خوبی یہ ہے کہ لایعنی اور بے فائدہ کاموں اور باتوں کو ترک کردے۔ اس لیے کیرم بورڈ جیسے بے فائدہ کھیلوں سے بچنا نہایت ضروری ہے۔ اسی طرح بعض لوگ کیرم بورڈ کی دکان لگا لیتے ہیں اس میں کھیل کا انتظام کر کے پیسہ کماتے ہیں اور گانا بھی بجاتے ہیں۔ اس کے شوق میں بہت سے کمسن بچے بھی پھنس جاتے ہیں۔ گویا کہ شروع سے کمسن بچوں کے اخلاق و عادات بگاڑنے کا ایک ذریعہ ہے، پھر دکان اگر گلی کے اندر ہو تو اس کے شور شرابے سے پڑوس کے لوگوں کو سخت تکلیف پہنچتی ہے۔ جبکہ کسی کو تکلیف پہنچانا بھی شرعاً حرام ہے۔ اس لیے کیرم بورڈ کی دکان چلانے والے اس ایذا رسانی کے گناہ میں برابر کے شریک ہیں ان کی کمائی بھی پاک نہیں ہے۔ عنداللہ سخت مجرم ہوں گے اس لیے ایسے ذریعۂ معاش سے توبہ کرنا ضروری ہے۔ اس کو چھوڑ کر کوئی حلال ذریعہ معاش اختیار کرے۔

سی ڈی میں کسی عالم کی تقریر سننا

اگر سی ڈی میں یا ویڈیو میں کسی عالم کی تقریر محفوظ کر کے کمپیوٹر یا ٹی وی کے ذریعے سنی جائے تو اسکرین پر اس عالم کی تصویر بھی نمودار ہو، شرعاً اس کی اجازت ہوگی یا نہیں؟

اس بارے میں عرض یہ ہے کہ ہماری شریعت میں جاندار کی تصویر حرام ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر لعنت فرمائی ہے۔ اب جبکہ اس تقریر کے سننے کے وقت اسکرین پر تصویر نمودار ہوتی ہے تو جس چیز کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملعون قرار دیا ہو اس کے جواز کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بعض لوگوں کا خیال یہ ہے کہ ان چیزوں کو اچھے مقاصد کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ یہ خیال بالکل لغو ہے۔ اس لیے کہ اس سے شر ہی پھیلے گا خیر نہیں پھیل سکتی، کیونکہ صرف دینی معلومات فراہم کرنا مقصود نہیں بلکہ اصل مقصود تبلیغ دین ہے جو دلوں میں خوف الٰہی تقویٰ و طہارت، فکر آخرت پیدا کرتا ہے، یہ مقاصد ٹی وی یا ویڈیو کے آلات کے ذریعے حاصل کرنا ممکن ہی نہیں، اس لیے علما کو چاہیے کہ تبلیغ کے لیے صرف جائز طریقہ ہی کو اختیار کریں یہی چیز عنداللہ قبول ہوگی اور اجر وثواب کا باعث ہوگی ان کے علاوہ کوئی ناجائز طریقہ اختیار کرنا یہ کوئی عقلمندی نہیں ہے کہ دوسروں کی خاطر اپنی آخرت تباہ کرے۔

اسی طرح عام مسلمانوں پر بھی لازم ہے کہ نفسانی خواہشات کی پیروی کی بجائے شریعت مقدسہ کی پیروی کی جائے، دین کو شرعی حدود کے اندر رہ کر سیکھا جائے اور اس پر عمل کیا جائے، شیطانی اور نفسانی دونوں طریقوں پر چلنے کی کوشش نہ کی جائے کہ جب جیسے موقع ہاتھ لگا اختیار کرلیا۔

یا مسلم اللہ اللہ
یا برہمن رام رام
آج بھی کعبہ کا کیا گنگا کا اشنان بھی
خوش رہے رحمٰن بھی راضی رہے شیطان بھی

کیونکہ ہر مسلمان کو تو صرف ایک اللہ کے حکم پر چلنا ضروری ہے۔

جامعۃ الرشید کا فتویٰ

قابلِ قدر جناب مفتی محمد صاحب دامت برکاتہم، جامعۃ الرشید احسن آباد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد از سلام۔ آج کل سی ڈی نکلے ہیں جس میں قراء یا علماء حضرات کا کیسٹ لگاتے ہیں گھر کے تمام افراد میاں بیوی اور دیگر ماں بہنیں ایک غیر محرم کی شکل دیکھ کر قرآن سنتے ہیں اور مسئلہ و بیان سنتے ہیں۔ کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ قرآن اور سنت کی روشنی میں فتویٰ مطلوب ہے۔

المستفتی شریف احمد اورنگی ٹاؤن ۱۰/۱۲

تاریخ ۱۳/۰۶/۲۰۰۳

الجواب باسمہ ملہم الصواب

سی ڈی کی جو تصویر اسکرین پر نمودار ہوتی ہے، ہماری تحقیق کے مطابق وہ تصویر کے حکم میں داخل ہے اور تصویر کے استعمال پر احادیث میں لعنت وارد ہوئی ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لاتدخل الملائكة بيتا فيه كلب أو تصاوير۔ (مشکوٰۃ)

یعنی جس گھر میں کتا اور تصاویر ہوں تو اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

دوسری روایت میں ہے:

اشد الناس عذاباً یوم القیامة المصورون۔ (متفق علیه)

یعنی قیامت کے روز سب سے زیادہ عذاب فوٹو گرافروں کو ہوگا۔

وعن عائشة رضی اللّٰه تعالیٰ عنها قالت: ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم لم یکن یترك فی البیت شیئاً فیه تصالیب الا نقضه (مشکوٰۃ)

یعنی جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کوئی تصویر والی چیز نہیں چھوڑتے تھے۔ یہی وجہ ہے فقہاء رحمہ اللہ نے بلا ضرورت تصویر کشی کو حرام قرار دیا ہے اس کی طرف دیکھنے دکھانے کو بھی ناجائز فرمایا ہے لہٰذا ایسی "سی ڈی" جس میں جانداری تصویر ہو اگرچہ کسی عالم یا قاری کی ہو اس کو دیکھنا بھی ممنوع اور ناجائز ہے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

احسان اللہ شائق عفا اللہ عنہ

دارالافتاء والارشاد، کراچی

الجواب صحیح	الجواب صحیح
محمد عفا اللہ عنہ	سعید احمد
۱۴۲۵/۲/۱۶ھ	۱۴۲۵/۹/۱۶ھ

تصاویر والے عید کارڈ

سوال:

آج کل بازاروں میں جگہ جگہ عید کارڈ کے اسٹال لگے ہوتے ہیں، ان کارڈوں میں مختلف قسم کے جانداروں کی تصویریں بنی ہوتی ہیں، اسی طرح مرد و عورتوں کی فحش تصویریں بھی ہوتی ہیں۔ شرعاً ایسے کارڈوں کو خریدنے کا کیا حکم ہے؟ اور ان کو استعمال کرنے کا حکم بیان کریں۔ بینوا توجروا

الجواب باسم ملہم الصواب

تصویر کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کی طرف سے سب سے زیادہ عذاب فوٹو گرافی والوں کو ہوگا۔ (بخاری، مسلم)

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جس گھر میں کتے یا تصاویر ہوں اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (بخاری، مسلم)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں کوئی تصویر والی چیز نہیں چھوڑتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

ان ارشادات گرامی کی روشنی میں فقہاء کرام رحمہم اللہ نے فرمایا کہ بلاضرورت شدیدہ جاندار کی تصویر کشی اسی طرح تصویر کو دیکھنا، چھاپنا، خریدنا اور اپنے پاس رکھنا ناجائز اور حرام ہے۔ لہذا عید کارڈ جس پر کسی جاندار کی تصویر ہو، خواہ مرد کی یا عورت کی تصویریں ہوں ان کو چھاپنا، خریدنا، ان کی طرف دیکھنا، کسی دوست و اقارب کے پاس بھیجنا شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔ اسی طرح

اس کی تجارت سے حاصل ہونے والی آمدنی بھی حرام ہے۔

تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ تصویروں والی تاروں کے استعمال سے خود بھی بچیں اور دوسروں کو بھی بچائیں اسی طرح دیگر تمام گناہوں سے بچنے بچانے کی کوشش کریں اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے آمین۔

مولانا کمال الدین المسترشد صاحب

مولانا کمال الدین صاحب اپنے رسالہ ''شرعی تصاویر کی حقیقت'' میں ڈیجیٹل کیمرہ کی تصاویر کا دوسرے تصویر محرم کے حکم میں داخل ہونے کو عقلی و نقلی دلائل سے ثابت کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ ٹھیک ہے ہمیں تسلیم ہے کہ تصویر کا بنانا و استعمال جائز نہیں مگر آج کل ابتلاء عام کی وجہ سے اس سے بچا نہیں جا سکتا لہذا ہونا یہ چاہیے کہ ہم سب جملہ مسلمانوں کو گناہ گار قرار دیں بجائے اس کے اس کی اجازت دے دیں تاکہ سب لوگ گناہ سے بچیں۔

المسترشد کہتا ہے کہ یہ حیلہ ایسا خطرناک استدلال ہے کہ اگر اس کو آج بنیاد بنا کر علماء نے قبول کر لیا تو کل اس سے زیادہ محرم اشیاء اسی اصول کے تحت حلال قرار دی جائیں گی اور آئندہ دور کے مفتیان اپنے پیش رووں کا حوالہ دے کر حرام کو حلال کریں گے مثلاً جب شراب نوشی عام ہوگی تو وہ یہی کہیں گے کہ بجائے اس کے کہ سب لوگوں کو شرابی اور گناہ گار قرار دیں کیوں نہ اس کا حکم تبدیل کر دیں تاکہ لوگ پیتے تو رہیں بھی لیکن گناہ سے محفوظ ہو جائیں۔

اور ایسا ہوگا جیسا کہ حدیث پاک کا مضمون ہے اسی طرح جب زنا و فواحش میں ابتلاء عام ہوگا جو نا گزیر ہے بحکم حدیث مبارک تو بہت سے مفتیان کرام اس سے بچنے کا یہ حیلہ تجویز کریں گے کہ کیوں نہ ان کے لیے متعہ کو جواز دیا جائے تا کہ بے چارے زنا سے بچیں۔

اور اہم بات یہ ہے کہ گناہوں کے عموم کو جواز بنانا تو زیادہ شنیع ہے کیونکہ شاذ و نادر گناہ سے عمومی عذاب کا خطرہ نہیں ہوتا ہے، جبکہ گناہ میں سب کے مبتلاء ہونے پر عذاب استیصال کا خطرہ ہوتا ہے، اگر عموم بلویٰ اتنا معقول عذر ہوتا تو قیامت کیسے قائم ہوگی کیونکہ گناہ اس وقت ابتلاء عام ہونے کی وجہ سے شناعت سے خارج شمار ہوں گے، تو پھر تو عام امم سابقہ پر عذاب نہ آتا کیونکہ وہ علی العموم گناہ میں مبتلاء تھے، تو کیا انبیاء نے ان کے لیے وہ گناہ عام تبدیل کر کے جواز کر دیے تھے؟ یا عذاب کی دھمکی دے دی تھی؟ کیا اصحاب السبت اس وجہ سے قردۃ و خنازیر (بندر و سور) بن گئے کہ وہاں اقلیت اس گناہ میں مبتلاء یا حیلہ کر کے اکثریت اس میں مشغول ہوگئی؟

مفتی اعظم حضرت مولانا محمد شفیع صاحب رقم طراز ہیں:

"کسی گناہ کا عام رواج پا جانا اس کو حلال نہیں کر دیتا بلکہ اور زیادہ خطرہ عذاب الٰہی کا اس سے ہو جاتا ہے۔" (تصویر کے شرعی احکام ص ۵۳)

اصل بات یہ کہ ابتلاء عام کا مطلب یہ نہیں کہ جب سب لوگ وہ کام کرتے ہوں تو وہ جائز ہو جاتا ہے ورنہ پھر تو جن علاقوں میں سب لوگ داڑھی منڈے ہوں وہاں باہر سے آنے والے کے لیے داڑھی منڈانا جائز ہونا چاہیے، حالانکہ وہاں بھی تو فرار کا حکم ہے یا پھر داڑھی رکھنے کا، سود خوروں کی کالونی میں یا بستی میں رہنے کا مطلب یہ تو نہیں کہ سود وہاں جائز ہوگیا، وعلیٰ ہذا القیاس۔

بلکہ مطلب اس کا یہ ہوتا ہے کہ کسی کام کے باقی سب دروازے بند ہوگئے سوائے ناجائز

دیکھ کر وہ کہ کوئی دروازہ کھلا ہوا نظر آتا تو جس ٹی وی کو وہ کام ناگزیر ہو صرف وہی اس دروازے سے داخل ہونے کا مجاز ہے مثلاً جس پر حج فرض ہو جائے یا غیر ملکی دورہ جس کے لیے ناگزیر ہو صرف وہی پاسپورٹ کے لیے تصاویر کھنچوائے۔ اب اس کو عام کرنا کہ جب اکثر لوگ ٹی وی دیکھتے ہیں لہٰذا سب کے لیے اس کی اجازت ہونی چاہیے کیا معنی رکھتا ہے، کیا احادیث سے فتنوں کے زمانے میں اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے اندر ہی رہنے یا معاشرہ چھوڑ کر جنگلوں کا رخ کرنے کا حکم ثابت نہیں ہے؟

میڈیا کی تشکیل سے بچنے کا عذر و حیلہ

یہ استدلال بظاہر معقول بھی ہے اور وزنی بھی کہ جب میڈیا پر اسلام کے خلاف گمراہ کن پروپیگنڈہ جاری ہے اور روز افزوں اس میں شدت آتی جارہی ہے تو اگر ضعیف العقیدہ مسلمانوں کی دستگیری کے لیے میڈیا کی سطح پر اور خصوصاً الیکٹرونک میڈیا کے میدان میں دشمنان اسلام کو شکست نہ دی گئی تو وہ اس محاذ پر بھی قابض ہو جائیں گے اور اہل ایمان کے قلوب پر بھی۔

مگر دیکھنا یہ ہے کہ کسی پروپیگنڈے کے مقابلے کے لیے اس حد تک جانا جائز و ثابت ہے یا نہیں اور یہ کہ اسلام میں ادھا تیتر آدھا بٹیر بننے کی کس حد تک گنجائش ہے؟ کہ جب مخالفین بھیس بدلیں تو ہم بھی بدلتے رہیں اور یہ کہ کیا واقعی تصویر کے ذریعہ دشمنان اسلام کا دندان شکن مقابلہ ممکن ہے؟

یہ اور اس قسم کے اور بہت سے سوالات حل طلب ہیں ابتدائے اسلام سے لے کر آج

تک امت کا تعامل اس پر رہا ہے کہ مخالفین کے پروپیگنڈوں کے باوجود وہ اپنے معمولات پر توجہ مرکوز رکھتے، ان کی باتوں کی زیادہ پرواہ نہیں کرتے۔

آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک میں منافقین سمیت تمام کفار اسلام اور مسلمانوں کے خلاف حتی پروپیگنڈہ کرتے رہے مگر مسلمانوں نے اس کا التزام نہیں کیا کہ ان کی مجالس میں جا کر ان پر تنقید کریں ان سے بحث کریں اور مناظرے کریں۔ بلکہ قرآن کی عام تعلیمات کے مطابق ان کی باتیں خاطر میں لائے بغیر ہی اپنے طریقے سے دعوت کو جاری رکھنا یہی مطلوب ہے۔

دیکھئے آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کافۃ الناس کے لیے نبی رحمت اور داعی حق کے طور پر مبعوث ہوئے تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملوک کو یک ایک خط ارسال فرمایا اور یقیناً انہوں نے رسالت کا حق ادا فرمایا، دشمنان اسلام سے مقابلہ لازمی ہے اور ان سے مناظرے کرنا ضروری ہے مگر یہ سب کچھ دائرۂ اسلام میں رہتے ہوئے، اسلامی اصول کی پابندی کرتے ہوئے ہونا چاہیے اگر اللہ نے کسی کی تقدیر میں ہدایت نہیں لکھی ہے تو ساری دنیا کے واعظ ومناظر مل کر اس کو ہدایت کی راہ پر نہیں لا سکتے ہیں، اس کے برعکس جس کے لیے ہدایت مقدر ہے وہ عام اور سیدھی سادی بات سے راہ راست پر آ جائے گا۔

معتزلہ، خوارج اور دیگر فرق ضالہ کے مقابلے کے لیے علمائے حق نے علم کلام وضع کیا تھا مگر عام علماء نے اس طریقے کو پسند نہیں فرمایا حتی کہ علم کلام پر بعض حضرات نے بہت سخت جملے کہے ہیں، حالانکہ علم کلام کے لیے کوئی ناجائز ذریعہ استعمال نہیں کیا گیا تھا علاوہ ازیں اگر اس اصول کو اپنایا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اسلام میں تبلیغ کے لیے عملی طور پر کوئی نصاب مقرر نہیں بلکہ وہ وقت کے تقاضے کے مطابق اپنا بھیس بدلنے کا مجاز ہے، مثلاً اگر ایک مجلس میں داڑھی منڈے بیٹھے ہیں اور داڑھی والوں کو اپنے پاس نہیں چھوڑتے، ان کی بات

جو مخلوط و مرعوب علماء سے عاری اور جس سے بیزار گی شہرت کے شیدائی ہیں وہ اس ٹی وی کی نذر ہیں جیسے دلائل میڈیا پر چھوڑ دیے گئے اور جیسے فتاویٰ صادر فرمائیں گے۔ جن سے کار شادی دنیائے اضلال کا کام ہوتا رہے گا اس طرح یہ حدیث پوری صداقت کے ساتھ ہمارے سامنے آ جائے گی کہ "فضلوا واضلوا" یعنی ایسے مفتی خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے علمائے حق کی آواز اس میں دب کر رہ جائے گی کہ اس وقت میڈیا پر شور و غوغا کا عالم یہ ہوگا کہ کوئی شریف آدمی اس میں اپنی آواز بلند کرنے کی ہمت و جرأت نہ کر سکے گا۔

کیا ٹی وی اور انٹرنیٹ وغیرہ کی پیش گوئی حدیث سے ثابت ہے؟:

یہ بات طے شدہ ہے کہ قیامت تک تمام فتنوں کے بارے میں آنحضور علیہ السلام نے امت کو آگاہ فرمادیا ہے تاہم اس عہد پاک میں ان ایجادات کے نام نہ تھے اس لیے ارشاد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی پیشین گوئیوں میں ایسی تشبیہات دی ہیں جن سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سمجھ سکتے۔ چنانچہ بخاری شریف میں صحیح حدیث ہے حضرت عروہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسامہ سے سنا ہے، فرماتے ہیں: ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ کی عمارات میں سے پتھروں کی ایک بلند عمارت پر چڑھے تو فرمانے لگے کیا جو کچھ میں دیکھتا ہوں تم بھی دیکھتے ہو؟ میں تمہارے گھروں کے اندر فتنوں کے نازل ہونے کی جگہوں کو اس طرح دیکھتا ہوں، جیسے بارش برستی ہے۔

"اشرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اطام المدینة فقال "هل ترون ما اری انی لأری مواقع الفتن خلال بیوتکم کمواقع القطر" (ص ۲۵۱ ج ۱)

موجودہ دور میں مصنوعی سیارچوں کی جہت سے خط مستوی کے آس پاس ایسے درجنوں یا سینکڑوں کی تعداد میں سیارے موجود ہیں جن کی بلندی مختلف مقامات پر ہے کوئی دس بارہ

ہزار اور کوئی چالیس ہزار کلومیٹر کے قریب بلند ہیں، موبائل فون ہوں یا دیگر معلوماتی ذرائع ان کا رابطہ سیاروں کے ساتھ ہر وقت جاری رہتا ہے آپ پڑھ چکے ہیں کہ روشنی خلا میں چھوٹے چھوٹے جھٹکوں کی طرح لہری حرکت کرتی ہے، آواز کا ضابطہ بھی کچھ اس کے قریب ہے، چونکہ آج دنیا کا کوئی شہر بشمول مدینہ منورہ زادھا اللہ عزاً وشرفاً ٹی وی اور انٹرنیٹ سے خالی نہیں لہٰذا یہ بات صحیح ہے کہ فضاء مسلمان گھروں میں بارش کی طرح فتنے برسا رہے ہیں۔

آپ پیچھے یہ بھی پڑھ چکے ہیں کہ اگر روشنی کا طول موج چار سو سے لے کر سات سو بیس نینو میٹر کے درمیان ہو تو انسانی آنکھ اس کا ادراک کر سکتی ہے، جبکہ اس سے زیادہ یا کم طول موج کی روشنی کا دیکھنا انسانی بس کی بات نہیں ہے، جیسے ریموٹ کنٹرول اور ایکسرے وغیرہ کی روشنی کی شعاعیں۔

مگر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو قوت عطاء فرمائی تھی وہ اہل علم پر مخفی نہیں چنانچہ آپ نے باریک فتنوں کا بھی احساس فرمایا۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں پیچھے بھی اسی طرح دیکھتے جیسے آگے دیکھتے تھے اور اندھیرے میں بھی اسی طرح دیکھتے جس طرح روشنی میں دیکھتے اور فرشتوں اور شیاطین کو دیکھنے کے بارے میں بہت سی صحیح احادیث ثابت ہیں، نجاشی کی نماز جنازہ پڑھاتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نعش دیکھ لی، جب قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج پر اعتراض کرتے ہوئے بیت المقدس کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھ کر ان کے سوالات کا جواب دیا اور جب مسجد نبوی تعمیر کر رہے تھے تو کعبہ دیکھ لیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ میں ثریا میں گیارہ ستارے دیکھتا ہوں "وھذہ کلھا محمولۃ علی رؤیۃ العین وھو قول احمد بن حنبل وغیرہ" الخ۔

اور یہ کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے اپنی تجلی فرمائی تو حضرت موسیٰ اندھیری رات میں پتھر کے اوپر چیونٹی کو دس فرسخ (تین میل) کے فاصلے سے دیکھتے ہوں، ممکن ہے کہ حضور علیہ السلام کو یہ طاقت معراج کے بعد عطا کی گئی ہو۔
(الشفاء ص ۳۴۳ ج ۱ فصل واما وفور عقلہ ﷺ)

سی ڈی، ٹی وی، کمپیوٹر اور انٹرنیٹ سے متعلق جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فتاویٰ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں

(۱) موجودہ دور میں تصویر والی سی ڈی عام ہو رہی ہے، ٹی وی پر یا کمپیوٹر پر ایسے پروگرام دیکھنا یا کسی عالم کا وعظ وتقریر سننے کا شرعاً کیا حکم ہے؟ نیز کسی عالم کا ٹی وی اسٹیشن میں جا کر تقریر کرنے کا کیا حکم ہے؟

المستفتی

سید محمد نجیب کالونی ناظم آباد کراچی

الجواب حامداً ومصلیاً

واضح رہے کہ تصویر والی سی ڈی کے ذریعے پروگرام دیکھنا یا کسی عالم کا وعظ وتقریر سننا کسی صورت میں جائز نہیں۔ تصویر چاہے پہلے زمانے کا ہو یا اس کی کوئی نئی سائنسی صورت ہو کسی طرح جائز نہیں، جیسا کہ احادیث مبارکہ سے واضح ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں ہے:

عن ابی طلحۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاتدخل الملائکۃ بیتا

فیہ کلب او تصاویر۔ (مشکوٰۃ ۲/۳۸۵ ط سعید)

اسی طرح بے شمار احادیث مبارکہ تصویر کی حرمت اور مصورین کے عذاب پر دلالت کرتے ہیں جن کا احاطہ مقصود نہیں۔ اسی طرح وعظ و تقریر کے لیے علماء کرام کا ٹی وی پر آنا جائز نہیں جس کی ایک وجہ تصویر ہے۔ اسی طرح ٹی وی کی وضع وساخت ہی لہو ولعب کے لیے ہے، اس لیے ان کو دینی مقاصد کے لیے استعمال کرنا غلط اور ناجائز ہے۔

فقط واللہ اعلم

کتبہ

فضل معبود

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

جامعۃ العلوم الاسلامیہ

علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

۱۹/۱۰/۱۴۲۸ھ ۔ ۰۱/۱۱/۲۰۰۷ء

الجواب صحیح

محمد عبدالقادر

الجواب صحیح

محمد عبدالمجید دین پوری

۱۹/۱۰/۱۴۲۸ھ

(۲)..... کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ انٹرنیٹ پر مختلف پروگرام ہوتے ہیں شرعاً انٹرنیٹ استعمال کرنے کا کیا حکم ہے؟

مدلل جواب مطلوب ہے۔

المستفتی

سعید احمد مجاہد کالونی ناظم آباد کراچی

الجواب حامداً ومصلیاً

واضح رہے کہ آج دنیا ترقی کی راہ پر گامزن ہے اور آئے دن کوئی نہ کوئی سائنسی عجوبہ ہمارے سامنے آتی رہتی ہے، جس کام کے کرنے اور کسی چیز کو دیکھنے میں طویل وقت درکار ہوتا ہے۔ ان تمام مشکلات اور پریشانیوں کو سائنسی ایجادات نے بہت سہل اور آسان کر دیا اور گھنٹوں کا کام منٹوں اور منٹوں کا کام سیکنڈوں میں ہونے لگا ہے۔ مثلاً اگر کسی حوالہ کی ضرورت ہو تو بٹن دبایئے اور فوراً دور دراز ملک کے کتب خانوں کی کتابوں سے گھر بیٹھے ہی حوالہ دیکھ لیجیے۔

چنانچہ جس طرح اخبار، کتب، ریڈیو، ٹی وی، سیٹلائٹ وغیرہ دوسرے ذرائع ابلاغ دعوت کے میدان میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ حال ہی میں ایک نیا ہتھیار اس میدان میں داخل ہوا ہے اور ایک نئے انداز سے اسلام اور اس کی اساسی تعلیمات کا سبب بن رہا ہے وہ انٹرنیٹ ہے، یہ بنیادی طور پر ایک سائنسی اختراع ہے اور اس کا مقصد متعین کرنا مکمل طور پر اس سے کام لینے والے کی ذمہ داری ہے۔

انٹرنیٹ کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ بذات خود کوئی سافٹ ویئر ہے اور نہ ہی کوئی ہارڈ ویئر ہے، بلکہ ہزاروں، لاکھوں کمپیوٹروں کے بارے میں ایک اصطلاحی نام ہے جو دنیا کے کسی آدمی کے لیے ہے اور نہ ہی کسی فرد واحد کی ملکیت میں اور نہ ہی ہم کسی ایسے شخص یا ادارے کا تصور کر سکتے ہیں جو انٹرنیٹ کو چلا رہا ہے۔ آسان ترین لفظوں میں یوں کہہ لیجیے کہ یہ ایک طریقہ کار ہے جس کو استعمال کرتے ہوئے مختلف کمپیوٹروں کے ذریعے لوگ ایک دوسرے سے منسلک ہوتے ہیں، انٹرنیٹ استعمال کرنے والے کے لیے صرف یہ ضروری ہوتا ہے کہ اس نیٹ ورک کا حصہ بننے کے لیے وہ انٹرنیٹ سروس پرووائیڈر سے کنکشن سے جڑ

انٹرنیٹ صرف اپنے خیالات کو پھیلانے اور مختلف مقاصد کے لیے استعمال کا ایک آلہ ہے، اس پر باطل اقوام کی اجارہ داری قائم ہوجانے کی وجہ سے اس کے اکثر پروگرام اسلام کے مخالف نظر آتے ہیں

لہٰذا صورت مسئولہ میں حدود شرع میں رہتے ہوئے اسلام کے تعارف واشاعت، حق عقائد ونظریات کی ترویج اور باطل عقائد کی تردید اور فقہ وفتاویٰ کی سہولت کے لیے نیز جائز مقاصد کے تحت انٹرنیٹ کا استعمال شرعاً درست ہے اور اس پر دینی پروگرام بھی صحیح ہے۔ نیز علماء حق کے بیانات اور قرآن کریم کی تلاوت وتفسیر انٹرنیٹ پر بلا تصویر اور بلا فوٹو شائع کرنا جائز ودرست ہے۔ لیکن انٹرنیٹ پر آنے والی عریاں تصاویر اور دیگر ممنوع پروگرام (فحش مناظر، برہنہ وغیر برہنہ گندی وغیر گندی فلموں) کو دیکھنے اور سننے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔

کمپیوٹر دور جدید کی ایسی ٹیکنالوجی ہے جس سے مفید اور مضر دونوں کام لیے جاسکتے ہیں، البتہ اس میں کوشش کی جائے جو اس کے برے پہلو اور غلط اثرات ہیں اس سے اپنے آپ کو محفوظ رکھا جائے۔ اس شعبہ سے منسلک ہونا اور جائز دائرے میں کام کرنے میں کوئی قباحت نہیں۔ فقط واللہ اعلم

کتبہ

علی احمد

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

جامعۃ العلوم الاسلامیہ

علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

۱۹/شوال المکرم ۱۴۲۸ھ، یکم نومبر ۲۰۰۷ء

الجواب صحیح
محمد عبدالمجید دین پوری

الجواب صحیح
محمد عبدالقادر

ٹی وی پر علماء کرام کا آنا مثبت و منفی پہلو

مولانا سعید احمد جلال پوری صاحب مدظلہ:

الحمدللہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ آج کل میڈیا اور ٹی وی چینلوں پر یہودی لابی، ان کے وفاداروں اور نمک خواروں کا قبضہ ہے، وہ اسلام اور احکام اسلام کو مسخ کر کے پیش کرتے ہیں، وہ مسلمانوں کو تشدد پسند، دہشت گرد اور اسلام کو ناقابل عمل دین و مذہب باور کراتے ہیں، اسی طرح وہ روزمرہ مسائل اور عقائد و نظریات پر جو مذاکرے دکھاتے ہیں، اس میں بھی باطل اور باطل پرستوں کے عقائد و نظریات کو حق و صواب اور اہل حق کے موقف کو اس طرح بے وزن کر کے پیش کرتے ہیں کہ ایک سیدھا سادہ قاری حق و سچ سے وابستہ افراد بھی اپنے حق کو باطل اور باطل کو حق سمجھنے لگتا ہے، بلکہ اچھے خاصے پڑھے لکھے لوگ اور اہل حق سے وابستہ افراد بھی اپنے عقائد و نظریات کے سلسلہ میں شکوک و شبہات کا شکار ہو جاتے ہیں اور یہ سوچنے لگتے ہیں کہ ہمیں جو کچھ بتلایا اور پڑھایا گیا تھا، شاید حقائق اس سے مختلف ہیں، ایسی پریشان کن صورت حال سے بے چین ہو کر دین کا درد رکھنے والے مسلمانوں کی خواہش اور شدید تقاضا ہے کہ اہل حق علماء کو ٹی وی پروگراموں میں آنا چاہیے اور اس فتنہ کا مقابلہ اس میدان میں اتر کر کرنا چاہیے اور عوام کو اصل حقائق سے آگاہ کرنا چاہیے اور ٹی وی، سی ڈی اور کیبل چینلو کے جواز کا فتویٰ دے دینا چاہیے، چنانچہ ایسے ہی دلی درد رکھنے والے بعض علماء سے بھی سنا گیا ہے کہ اب تو ٹی وی، سی ڈیز اور کیبل چینلوں کی اس دلدل اور کیچڑ میں گھس کر اس

میں غرق ہونے والے مسلمانوں کو نکالنا چاہیے، اگر اس سے تغافل برتا گیا تو وہ دن دور نہیں جب اسلام اور مسلمانی اقدار کا تشخص نابود ہو جائے۔

ان ہمدردانِ قوم ووطن اور دین وملت کا اصرار ہے کہ اگر یہ ممکن نہ ہو تو کوئی ایسا اسلامی چینل کھولا جائے جس کو دیکھ کر مسلمان اپنا دین، مذہب اور ایمان وعقیدہ محفوظ رکھ سکیں اور اس کے ذریعے مادر پدر آزاد اور لادین ٹی وی چینلوں کے زہر اگلتے پروگراموں سے نئی نسل کو محفوظ کیا جا سکے اور دین ومذہب، ایمان وعقیدہ اور علم وعمل کو قرآن وسنت کی کسوٹی پر رکھ کر دنیا بھر کی مسلم امہ کی راہنمائی کی جا سکے۔

دیکھا جائے تو ان "مخلصین" کی فکر وسوچ اخلاص پر مبنی ہے اور ان کا جذبہ صادق ہے اور بادی النظر میں ایسا کرنے کی ضرورت بھی ہے، اس لیے کہ ٹی وی اور ویڈیو کے مادر پدر آزاد پروگرام، لیکچر و واہیات ڈرامے، ننگی فلمیں اور حیا سوز مناظر اتنا نقصان نہیں پہنچا رہے، جتنا یہ نام نہاد دینی پروگرام مسلمانوں کے عقائد ونظریات کو برباد کر رہے ہیں، اس لیے کہ کوئی شخص فلم کو نیکی اور ثواب سمجھ کر نہیں دیکھتا اور نہ ہی اس کے کرداروں کو حق وصواب جان کر اپنا تا ہے، بلکہ ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان بھی ان کو قبیح، برا اور گناہ سمجھ کر دیکھتا ہے، جبکہ اس کے برعکس ان نام نہاد دینی پروگراموں کو دینی اور مذہبی پروگرام سمجھ کر دیکھا جاتا ہے اور ان کی روشنی میں ناظرین اپنی زندگی کے خطوط متعین کرتے ہیں، اس لیے اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ موجودہ ٹی وی چینلوں کے نام نہاد دینی پروگرام نئی نسل کے لیے ننگی اور بلیو پرنٹ فلموں سے بھی زیادہ نقصان دہ ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ اس کا سدِ باب کیونکر اور کیسے ہو؟ اس سلسلہ میں دو قسم کی آرا پائی جاتی ہیں، ایک طبقہ کا خیال ہے کہ ٹی وی چینل میں علماء کو آنا چاہیے اور ٹی وی کے میدان میں اتر کر دشمنانِ دین سے دو بدو مقابلہ کرنا چاہیے یا پھر اپنا الگ ٹی وی چینل قائم کرکے اس کا

تو ترک کرنا چاہیے، جیسا کہ سطور بالا میں عرض کیا جا چکا ہے۔

مگر علماء امت کی ایک قابل اعتماد جماعت کو اس سے نہ صرف اختلاف ہے بلکہ شدید ترین اختلاف ہے، ان کا موقف ہے اور بالکل بجا موقف ہے کہ:

۱: ان المعصیة لا تندفع بالمعصیة۔ گناہ کا ازالہ گناہ سے نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا ٹی وی پر آکر ٹی وی کی خباثتوں کا سدباب کرنا، ایسا ہی غلط ہے جیسے پیشاب کی غلاظت کو پیشاب سے دھونا، پیشاب کی ناپاکی کو پیشاب سے پاک کرنا، جیسے یہ غلط ہے ایسے وہ بھی غلط ہے۔

۲: ٹی وی اور ویڈیو کا پروگرام تصویر کے بغیر نہیں ہوتا اور تصویر بنانا یا بنوانا مطلقاً ناجائز و حرام ہے، اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے، تصویر خواہ پرانے اور قدیم زمانے کے لوگوں کے ہاتھ کی بنائی ہوئی ہو یا جدید سائنسی اور ترقی یافتہ دور کی، اس کی حرمت پر پوری امت کا اتفاق ہے۔

۳: تصویر سازی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدترین عذاب کی وعید ارشاد فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ قیامت کے دن تصویر بنانے والوں سے کہا جائے گا کہ دنیا میں تم نے جاندار کی تصویر بنا کر میری ہمسری اور برابری کی کوشش کی تھی، لہٰذا آج اس تصویر میں روح پھونک کر اور اس کو زندہ کر کے دکھاؤ، ظاہر ہے یہ انسانی تخلیق میں نہیں ہوگا تو اس کی پاداش میں ان کو سخت ترین عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا۔ اس وضاحت کے بعد کیا کوئی عقلمند انسان اس کی جرأت کر سکتا ہے کہ جان بوجھ کر عذاب الٰہی کو گلے لگائے؟

۴: چونکہ ٹی وی اور ویڈیو کی وضع اور ساخت ہی لہو و لعب کے لیے ہے، اس لیے ان کو دینی مقاصد کے لیے استعمال کرنا نہ صرف غلط ہے، بلکہ دین کی توہین اور بے حرمتی کے مترادف ہے۔ اس لیے کہ اگر شریعت مطہرہ نے شراب کے مخصوص برتن مثلاً حنتم، دباء، نقیر، مزفت کو پاک کر کے استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی، بلکہ ان کو توڑنے کا صرف

اس لیے حکم فرمایا کہ وہ شراب کی علامت اور ایک حرام مشروب کے لیے مخصوص و موضوع تھے، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفد عبدالقیس کی آمد پر بطور خاص ان برتنوں کے استعمال سے منع فرمایا، جیسا کہ ارشاد ہے:

"ونھاھم عن اربع عن الحنتم والدباء والنقیر والمزفت۔" (بخاری ج ص ۱۳)

"یعنی آپ نے ان کو شراب کے لیے مخصوص و موضوع چار قسم کے برتنوں حنتم، دبا، نقیر اور مزفت، کے استعمال سے منع فرمایا تھا۔"

اگر شریعت مطہرہ اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حرام و ناپاک مشروب کے لیے مخصوص برتنوں یا شراب کی علامت شمار ہونے والے ظروف کو استعمال کرنے یا ان سے نفع اٹھانے کی اجازت نہیں دی، تو ٹی وی، وی سی آر، وی ڈی او یا اس طرح کی دوسری چیزیں، جو لہو و لعب کے علاوہ کسی دوسرے مقصد کے لیے استعمال ہی نہیں ہوتیں، ان سے نفع اٹھانے کی کیونکر اجازت ہوگی؟ یا ان کے ذریعہ دعوت و تبلیغ کی اجازت کیونکر دی جاسکتی ہے؟

۵:...اسی طرح یہ منطق بھی ناقابل فہم ہے کہ دوسروں کو گناہ اور گمراہی سے بچانے کے لیے خود اس گناہ اور گمراہی کی راہ اختیار کرلی جائے جس سے دوسروں کو منع کیا جارہا تھا، کیا کوئی معقول عقل و فہم کا انسان یہ گوارا کرسکتا ہے کہ ایک گناہ کو دور کرنے کے لیے دوسرے گناہ کا ارتکاب کیا جائے؟ جب کوئی شخص دوسرے کی زندگی بچانے کے لیے اپنی دنیاوی زندگی داؤ پر نہیں لگا سکتا تو محض اس امکان پر کہ شاید دوسرا راہ راست پر آجائے، کیا اپنی آخرت کی دائمی زندگی برباد کی جاسکتی ہے؟ یا اس کو داؤ پر لگایا جاسکتا ہے؟ یا کوئی اس کے لیے تیار ہوگا؟ اگر کوئی شخص ایسا کرے تو شرعاً، اخلاقاً اس کی گنجائش ہے؟ اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو علماء کو اس خودکشی کا درس کیوں دیا جاتا ہے؟ اور اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک کی چودہ صدیوں سے

اس کی کوئی ایک آدھ مثال پیش کی جاسکتی ہے؟ کہ کسی نے دوسرے کی ہدایت کی خواہش پر خود گمراہی اختیار کرلی ہو، اگر ایک لمحہ کے لیے اس کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو کیا شریعت اس کی اجازت دیتی ہے؟ یا انسان اس کا مکلف ہے؟ نہیں، نہیں، ہرگز نہیں۔

۶: اگر علماء کرام اور مقتدیان ملت ٹی وی پر آنا شروع کردیں تو سوال یہ ہے کہ پھر عوام کو اس آلہ لہو ولعب کی تباہ کاریوں سے کیسے بچایا جا سکے گا؟ بلکہ اس وقت تو معاملہ اور بھی مشکل اور سنگین ہو جائے گا، جب علماء کرام خود ٹی وی کی اسکرین پر تشریف فرما ہوں گے اور دوسروں کو اس کو دیکھنے اور استعمال کرنے سے منع فرما رہے ہوں گے، کیا اس وقت ان کا روکنا ممکن ہوگا؟ یا ان کی تلقین موثر ہوگی؟

اسی طرح دنیا بھر میں امت مسلمہ کی ایک قابل قدر جماعت آج تک اس کے استعمال کو ناجائز اور نئی نسل کے لیے مہلک و سم قاتل سمجھتی آئی ہے، کیا اس کی اجازت یا نرمی سے وہ متاثر نہیں ہوگی؟ کیا ان گھروں میں جدید تہذیب یا بے دینی کے داخلے کے ذمہ دار وہ علماء نہیں ہوں گے جو ٹی وی کے جواز کے لیے کوشاں ہیں؟

۷: بالفرض اگر علماء کرام عوام کو اس سے روکنا بھی چاہیں تو کیا عوام کو یہ کہنے کا حق نہیں ہوگا کہ جس طرح آپ دینی پروگراموں کے لیے ٹی وی پر تشریف لاتے ہیں..... اور یہ جائز ہے تو..... اگر ہم نے محض دینی پروگرام دیکھنے کی غرض سے ٹی وی لیا ہے اور اس غرض سے ٹی وی دیکھتے ہیں تو یہ کیونکر ناجائز ہے؟ بتلایا جائے اس کا کیا جواب ہوگا؟

اگر بالفرض علماء کرام جائز پروگرام دیکھنے کے لیے ٹی وی کو جائز قرار دے دیں اور ٹی وی گھروں تک گھس جائے تو پھر اس کی کیا ضمانت ہے کہ اس پر بیہودہ واہیات، فحش اور ایمان سوز پروگرام نہیں دیکھے جائیں گے؟ یا اس پر دنیا جہاں کی ننگی فلمیں نہیں دیکھی جائیں گی؟ کیا اس سے گناہ اور بدکاری کی راہ نہ کھل جائے گی؟ کیا گھر میں ٹی وی آجانے کے بعد جائز

دنا جائز کی تحقیق تا توی درجہ میں نہیں چلی جائے گی؟

۸:... اگر علماء کرام ٹی وی پروگراموں میں آنا شروع کردیں اور ٹی وی مباحثوں میں شریک بھی ہونا شروع کردیں تو اس کی کیا ضمانت ہے کہ یہود و ہنود کی اولاد، علماء کے افکار وارشادات کو ہو بہو ٹی وی میں نقل بھی کردیں؟

جبکہ صورت حال یہ ہے کہ بارہا ایسا ہوا ہے کہ جب کسی عالم دین نے حقائق کا اظہار کرنا شروع کیا تو نہ صرف اس کو بولنے کا موقع نہیں دیا گیا بلکہ ان کی جو بات ٹی وی اور بین الاقوامی قوتوں کے ذوق و مزاج کے خلاف تھی، اسے سنسر کردیا گیا، چنانچہ طالبان حکومت کے موقع پر حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمہ اللہ اسی قسم کے ایک مکالمہ میں شریک ہوئے، تو انہوں نے خود بتلایا کہ مذاکرے کا میزبان پہلے تو مجھے بولنے نہ دے رہا تھا، جب میں نے بولنا شروع کیا تو اس نے بارہا میری بات کاٹنے کی کوشش کی، لیکن جب میں نے اس پر برہمی کا اظہار کیا تو اگرچہ اس نے مداخلت تو بند کردی، لیکن میرے انٹرویو کے وہ حصے جو حکومت اور بین الاقوامی قوتوں کے ذوق و مزاج کے خلاف تھے، حذف کردیئے گئے، چنانچہ حضرت مفتی صاحب مرحوم نے خود فرمایا کہ: ''میں نے سوچا تھا کہ شاید اس طرح عوام کے سامنے حقائق آجائیں گے... اور اسی لیے میں شریک بھی ہوا تھا، مگر بعد میں اندازہ ہوا کہ میری سوچ صحیح نہیں تھی اور ایسے پروگراموں میں شریک ہونا درست نہیں، کیونکہ ان مذاکروں کا مقصد حقائق کی نشاندہی نہیں، بلکہ حقائق کو مسخ کرنا ہوتا ہے۔''

۹:... دنیا جانتی ہے کہ ٹی وی اور سی ڈیز کا مقصد اصلاح نہیں، بگاڑ ہے، بلکہ دیکھا جائے تو ٹی وی اور سی ڈی کا مقصد مغربی تہذیب و تمدن اور لادین کلچر کا فروغ ہے، ظاہر ہے جس پروگرام میں دین و شریعت اور اسلامی تہذیب و تمدن کی صحیح صحیح نشاندہی کی جائے گی، اسے یہودی لابی اور ان کے ایجنٹ کیونکر برداشت کرسکیں گے؟

۱۵۔۔۔ اگر بالفرض مسلمان اپنا ٹی وی چینل ایجاد کرلیں تو سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ جانداروں کی تصویر کے ہوتے ہوئے وہ کیونکر جائز ہو جائے گا؟ اور تصویر کے بارے میں حکم شرعی پہلے آ چکا ہے۔

چلو اگر ایک منٹ کے لیے تصویر کو برداشت بھی کرلیا جائے تو کیا عام ناظرین ایسے ٹی وی چینل کو دیکھنا پسند کریں گے؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو بتلایا جائے کہ محراب ومنبر کی آواز پر کان کیوں نہیں دھرے جاتے؟ حالانکہ محراب ومنبر سے بھی یہی بات کہی جاتی ہے آپ ہی بتلایئے کہ جو بات محراب ومنبر سے کہنے پر نہیں سنی جاتی وہ ٹی وی سے کیسے سنی جائے گی؟ دراصل لوگ ٹی وی دیکھتے ہی صرف اس لیے ہیں کہ ٹی وی اسکرین پر اور "بہت کچھ دیکھنے کو ملتا ہے" جو محراب ومنبر سے نہیں دیکھا جاسکتا، لہٰذا ایسا ٹی وی جس میں عوام کی مطلوبہ رنگینی نہیں ہوگی اس کو کوئی بھی نہیں دیکھے گا۔

عوام کی اس رنگین مزاجی پر میراثی کا وہ لطیفہ بالکل فٹ بیٹھتا ہے، جس میں اس نے اہل جنت وجہنم کی نشاندہی کرتے ہوئے اپنے سامعین کو مخاطب کر کے کہا:

"ارے سنتے ہو! ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ میں مرگیا ہوں، مجھے دفن کردیا گیا، میرا حساب وکتاب ہوا تو فرشتوں نے کہا: تیرے گناہ اور نیکیاں برابر ہیں، جہاں چاہے، تجھے بھیج دیتے ہیں، میں نے مولویوں سے سن رکھا تھا کہ جنت بہت اچھی جگہ ہے، اس لیے میں نے کہا: مجھے جنت بھیج دو، جب مجھے جنت لے جایا گیا تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا، وہاں کوئی رونق تھی نہ راگ ورنگ تھا اور نہ تفریح طبع کا دوسرا سامان، بس مسجد کے میاں جی، چند داڑھیوں والے جن کے ہاتھ میں لوٹے اور مصلے تھے، یا پھر علاقے کے غریب غرباء اور بس۔

میں نے فرشتوں سے کہا اس سے کوئی اچھی جگہ بھی ہے؟ انہوں نے کہا اس

استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

اگر اشاعت اسلام کے لیے ناجائز ذرائع کے اپنانے کی اجازت ہوتی تو چوروں کی اصلاح کے لیے چوروں اور زانیوں کی اصلاح کے لیے زانیوں کے گروہ میں شامل ہونا بلکہ کافروں کی اصلاح کے لیے کافروں کے گروہ میں شامل ہونا بھی جائز ہوتا، مگر دنیا جانتی ہے کہ دنیا کا کوئی مہذب قانون اس کی اجازت نہیں دیتا۔

اس کے علاوہ اگر بالفرض اشاعت اسلام کے لیے کسی منکرہ ناجائز اور حرام کو اپنانے کی اجازت بھی دے دی جائے تو کیا آئندہ کے لیے نہی عن المنکر کا دروازہ بند نہیں ہو جائے گا؟ اس لیے کہ ہر مجرم اپنے جرم کی یہی تاویل اور جواز پیش کرے گا کہ میں نے یہ سب کچھ اسلام کی اشاعت کے لیے کیا ہے، چنانچہ جہاں کہیں کوئی چور، ڈاکو، زانی، شرابی یا قاتل رنگے ہاتھوں پکڑا جائے گا وہ یہ کہہ کر چھوٹ جائے گا کہ میں چور، زانی، ڈاکو، شرابی اور قاتل نہیں ہوں، بلکہ میں نے تو ان لوگوں کی اصلاح کے لیے یہ شکل اختیار کر رکھی ہے، بتلایا جائے اس سے سارا معاشرہ جرائم اور گناہوں کی آماجگاہ نہیں بن جائے گا؟

۱۲:...... اشاعت اسلام کے لیے ہم اس کے تو مکلف ہیں کہ جتنا حلال و جائز اسباب و ذرائع میسر ہوں ان کو ممکن حد تک استعمال کریں اور کفر و باطل کی راہ روکنے کی کوشش کریں، لیکن اس کا یہ معنی بھی نہیں کہ ہم خواہ مخواہ نت نئے انداز اور ناجائز حربے استعمال کرنے کی سعی و کوشش میں ہلکان ہوا کریں۔

اگر اس کی ضرورت ہوتی تو اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اجازت دیتے اور وہ تمام اسباب و ذرائع جو کفر و شرک کی اشاعت میں استعمال ہوتے ہیں، ان کی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اجازت ہوتی، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اغوائے انسانی کے لیے اولاد آدم کے قلوب میں وساوس

ڈالنے، وسوسہ ڈال کر ان پر تسلط حاصل کرنے کا اختیار دیا ہے، مگر نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اختیار نہیں دیا گیا، اسی طرح حدیث نبوی کے مطابق شیطان انسان کے بدن میں ایسے دوڑتا ہے جیسے خون دوڑتا ہے، سوال یہ ہے کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانی خون میں دوڑنے کی اجازت تھی؟ نہیں، ہرگز نہیں۔

ایسے ہی شیطان انسانی قلوب واذہان کی اسکرین پر اپنے وساوس کے ذریعے گناہوں اور بدکاریوں کی تجلی اور بلیو پرنٹ فلم دکھا کر گناہوں اور بدکاریوں پر آمادہ کرتا ہے، جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانی قلوب واذہان پر تسلط نہیں دیا گیا بلکہ فرمایا گیا: "ان انت الا نذیر" (فاطر: ۲۳) ..... آپ تو صرف ڈرسنانے والے ہیں..... اسی طرح دوسری جگہ فرمایا: "لست علیہم بمصیطر" (غاشیہ: ۲۲) ..... یعنی آپ ان کے نگران نہیں کہ نہ مانیں تو آپ سے پوچھ ہوگی.....

اگر اس کی اجازت یا ضرورت ہوتی جس قدر شیطان کو کفر وشرک کی اشاعت کے لیے یہ قوت واستعداد دی گئی تھی، اس سے زیادہ ضروری تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اشاعت اسلام کے لیے ان چیزوں سے نوازا جاتا، مگر جب اللہ تعالیٰ نے اس کی ضرورت نہیں سمجھی تو کیا نعوذ باللہ ہم اللہ تعالیٰ سے زیادہ اشاعت اسلام کے خواہاں اور انسانوں کی ہدایت وراہنمائی کے لیے فکرمند ہیں؟ اور اگر نہیں اور یقیناً نہیں، تو ہمیں شرعی حدود سے نکل کر اشاعت اسلام کے لیے زیادہ فکرمند ہونے کی ضرورت نہیں۔

۱۳:..... اسی طرح ٹی وی کے جواز اور ضرورت کے لیے یہ استدلال بھی کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھتا کہ اگر ہم نے ٹی وی پر آکر مسلمانوں کی راہنمائی نہ کی تو لادین قوتیں اس کو دین کے بگاڑنے کے لیے استعمال کریں گی؟ اور اسلام کا حلیہ بگڑ جائے گا اور اسلام اپنی اصلی حالت میں باقی نہیں رہے گا۔

اس لیے کہ سنت اللہ یہی چلی آئی ہے کہ بے شک اسلام کو ڈھانے اور مٹانے کی کوششیں تو ضرور ہوں گی اور ہوتی بھی آئی ہیں مگر اسلام ختم ہو جائے یا اس میں تحریف ہو جائے یا اس کا حلیہ بگڑ جائے یا اسلام اپنی اصلی حالت میں نہ رہے، ایسا ناممکن ہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ "مسلمانوں میں ایک جماعت ایسی رہے گی جو اسلام کو اصلی حالت پر برقرار رکھنے میں محنت و کوشش کرتی رہے گی اور الحاد و بدعت کی اڑائی دھول کو صاف کرتی رہے گی اور ان پر کسی مخالفت کرنے کی مخالفت کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔"

چنانچہ سوا چودہ سو سال ہو گئے ہیں، الحمد للہ! آج اسلام اسی طرح تر و تازہ ہے۔ حتیٰ کہ شیطان کے انسانی قلوب پر تسلط حاصل ہونے کے باوجود اگر آج تک اسلام محفوظ ہے تو آئندہ بھی ان شاء اللہ محفوظ ہی رہے گا اور آئندہ بھی اس کو تحریف سے بچایا جائے گا۔

۱۴:..... ٹی وی اور ویڈیو فلم سے تبلیغ کا کام لینا یوں بھی ناقابل فہم ہے کہ ٹی وی دیکھنے والے کسی نیک جذبے اور اصلاح کی غرض سے یہ پروگرام نہیں دیکھتے بلکہ تفریح طبع کے لیے یہ پروگرام دیکھے جاتے ہیں، اس لیے کہ دنیا جانتی ہے کہ ٹی وی پر آنے والے لوگ قابل اعتماد اور ثقہ نہیں بلکہ بازاری اور شہرت کے خواہاں ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ آج تک نہیں سنا گیا کہ کسی نے ٹی وی کی "برکت" سے اسلام قبول کیا ہو، اس سلسلہ میں حکیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ کا ایک جواب پڑھیے اور سنیے!

"یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ویڈیو فلم اور ٹی وی سے تبلیغ اسلام کا کام لیا جاتا ہے، ہمارے یہاں ٹی وی پر دینی پروگرام بھی آتے ہیں لیکن کیا میں بڑے ادب سے پوچھ سکتا ہوں کہ ان دینی پروگراموں کو دیکھ کر کتنے غیر مسلم دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے؟ کتنے بے نمازیوں نے نماز شروع کر دی؟ کتنے گناہ گاروں نے گناہوں سے توبہ کر لی؟ لہٰذا یہ محض دھوکا ہے، فواحش کا یہ آلہ جو سرتا سر نجس العین اور ملعون ہے اور جس کے بنانے والے دنیا و آخرت

میں ملعون ہیں وہ تبلیغ اسلام میں کیا کام دے گا؟ بلکہ ٹی وی کے یہ دینی پروگرام گمراہی پھیلانے کا ایک مستقل ذریعہ ہے۔ شیعہ، مرزائی، ملحد، کمیونسٹ اور ناپختہ علم لوگ ان دینی پروگراموں کے لیے ٹی وی پر جاتے ہیں اور الٹا پلٹا جو ان کے منہ میں آتا ہے کہتے ہیں، کوئی ان پر پابندی لگانے والا نہیں اور کوئی صحیح و غلط کے درمیان تمیز کرنے والا نہیں۔ اب فرمایا جائے کہ یہ اسلام کی تبلیغ و اشاعت ہو رہی ہے یا اسلام کے حسین چہرے کو مسخ کیا جا رہا ہے؟“

(آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج ۸، ص ۳۹۸)

۵: علماء کو ٹی وی پر آنے کے مشورہ کو اس زاویہ سے بھی دیکھنا چاہیے کہ خدانخواستہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دوسروں کی اصلاح کی فکر میں ٹی وی پر آنے والے حضرات خود ہی بے وزن ہو جائیں، اس لیے عین ممکن ہے کہ یہ بھی شیطانی چال ہو کہ جو حضرات ٹی وی پر آنا شروع کریں گے کم از کم وہ متفق علیہ تو نہیں رہیں گے، خصوصاً جو حضرات ٹی وی کی حرمت کے قائل ہیں، ان کے ہاں ایسے حضرات کے کسی قول، فعل اور عمل بلکہ فتویٰ کا کوئی اعتبار نہیں رہے گا، گویا دوسروں کی اصلاح ہو یا نہ ہو، کم از کم یہ تو متنازعہ بن جائیں اور چونکہ ہادیانِ قوم وملت کا متنازعہ بن جانا، شیطان اور اس کے حواریوں کے لیے بہت بڑی فتح ہے، اس لیے کہ باطل پرستوں کی کبھی یہ خواہش نہیں رہی کہ مسلمان کافر یا مشرک بن جائے، بلکہ ان کی خواہش اور کوشش یہ رہی ہے کہ مسلمان، مسلمان نہ رہے، یا کم از کم قابل اعتماد نہ رہے، اگر ایسا ہو تو سوچنا چاہیے کہ ٹی وی پر آنے والے اور اس کے جواز کے قائل علماء جب ٹی وی پر آئیں گے تو وہ اپنے موقف کی حقانیت و صداقت اور مخالفین کی تغلیط فرمائیں گے، ٹھیک اسی طرح جو حضرات مخالف ہوں گے، وہ بھی اپنے موقف کو دلائل و شواہد سے مبرہن کریں گے اور اپنے مخالفین کے موقف کی تغلیط کریں گے...... جو ان کا فطری اور منطقی حق ہے... یوں اختلافات کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو جائے گا اور اہل حق کے نتیجہ میں دست و گریبان

ہونے تک اسلام دشمنوں کا مقصد پورا ہو جائے گا، کیونکہ وہ دراصل مسلمانوں اور علماء کے اتفاق واتحاد سے تو سب سے زیادہ خائف اور لرزاں ہیں۔

۲۔ ٹی وی پر وعظ و بیان اور تقریر و مکالمہ کی ضرورت پر زور دینے والوں کو اس انداز سے بھی سوچنا چاہیے کہ جس اسٹیج اور جس جگہ پر عصیان و طغیان پر مبنی حیا سوز اور ایمان کش فلمیں، لچر واہیات پروگرام اور گانے گائے جاتے ہوں اور وہاں ''خدا کے لیے'' جیسی کافرانہ اور ملحدانہ فلمیں اور ڈرامے دکھائے جاتے ہوں، وہاں اللہ تعالیٰ کا پاکیزہ کلام، احادیث مبارکہ اور قرآن وسنت کی تعلیمات پر مبنی لیکچرز کا سننا اور دیکھنا جائز بھی ہوگا؟ کہیں یہ قرآن وسنت اور دین وشریعت کی توہین وتنقیص یا سوء ادبی تو نہیں ہوگی؟

کیونکہ سید ابراہیم الدسوقی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ:

''اپنے منہ کو تلاوت قرآن مجید کے لیے پاک وصاف رکھا کرو، کیونکہ جو شخص اپنے منہ کو حرام بات یا حرام کھانے سے آلودہ کرکے بغیر توبہ کے قرآن مجید پڑھنے لگے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی قرآن کو ناپاکی پر رکھے، ایسے آدمی کا جو حکم ہونا چاہیے وہ سب کو معلوم ہے، بعض اولیاء اپنے مشاہدے میں اس کو باطنی گندگیوں سے زیادہ پلید دیکھتے اور سمجھتے ہیں۔''

(معارف بغوی ص ۱۱، ج ۳)

نیز اس پر بھی غور فرمایا جائے کہ گندی اور ناپاک جگہ اور غلاظت خانہ یا حمام میں اللہ کا ذکر کرنا اگر ممنوع ہے تو ٹی وی ایسے غلاظت کدہ میں کیا اس کی اجازت ہوگی؟

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

(ماہنامہ ''بینات'' شوال ۱۴۲۸ھ)

جامعہ دارالعلوم کراچی کا موقف

استفتاء

جناب مفتی صاحب جامعہ دارالعلوم کراچی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل ٹی وی پر جو علماء آتے ہیں ان کے ٹی وی پر آنے کا کیا حکم ہے اور ان کے دینی پروگرام دیکھنے کا کیا حکم ہے؟ اور ڈیجیٹل تصویر شرعاً تصویر محرم میں داخل ہے یا نہیں؟ اور آپ کے نزدیک راجح کیا ہے؟

الجواب

حامداً و مصلیاً

الیکٹرانک میڈیا جیسے ٹیلی ویژن وغیرہ کے بارے میں اتنی بات تو واضح ہے کہ بحالات موجودہ اس پر آنے والے جو پروگرام معاشرے میں بداخلاقی، بے حیائی، فحاشی، جرائم اور دہشت گردی کو فروغ دے رہے ہیں اور ایسے پروگرام اول تو مشکل ہی سے ملتے ہیں جن میں کوئی نہ کوئی شرعی برائی موجود نہ ہو، دوسرے اگر کوئی شخص ٹیلی ویژن اپنے گھر میں رکھے تو یہ بات تقریباً ناممکن جیسی ہے کہ وہ ان منکرات سے محفوظ رہے، لہٰذا ٹیلی ویژن گھر میں رکھنے سے بحالت مذکورہ اجتناب ہی کرنا چاہیے۔

جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ ٹیلی ویژن یا ڈیجیٹل کیمروں کے ذریعے جو شکلیں نظر آتی ہیں وہ شرعاً تصویر کے حکم میں ہیں یا نہیں؟ سوال کا جواب یہ ہے کہ جب ان شکلوں کا پرنٹ لے لیا جائے یا انہیں پائیدار طریقے سے کسی چیز پر نقش کر لیا جائے تو ان پر شرعاً تصویر کے احکام جاری ہوں گے۔

البتہ جب تک ان کا پرنٹ نہ لیا گیا ہو یا انہیں پائیدار طریقے سے کسی چیز پر نقش نہ کیا گیا ہو، ان کے بارے میں علماء عصر کی آراء مختلف ہیں۔

۱۔ بعض علماء انہیں بھی تصویر کے حکم میں قرار دیتے ہیں۔

۲۔ بعض علماء کے نزدیک ان پر تصویر کے احکام کا اطلاق نہیں ہوتا۔

۳۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ وہ ان کی رائے میں تصویر تو ہیں، لیکن چونکہ ان کے بحکم تصویر ہونے یا نہ ہونے میں ایک سے زائد فقہی آراء موجود ہیں اس لیے مجتہد فیہ ہونے کی بناء پر بوقت حاجت شرعیہ مثلاً جہاد وغیرہ کے موقع پر ان کے استعمال کی گنجائش ہے۔

ہمارے نزدیک اگرچہ دوسری رائے راجح ہے کہ جب تک وہ پائیدار طور پر کسی چیز پر نقش نہ ہوں ان پر تصویر کے احکام کا اطلاق نہیں ہوتا، لیکن ایک لحاظ سے احتیاط پہلی رائے میں ہے جیسا کہ ظاہر ہے، اور دوسرے لحاظ سے ہمیں احتیاط دوسری اور تیسری رائے میں معلوم ہوتی ہے کیونکہ دینِ اسلام پر دشمنانِ اسلام کی جو یلغار الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ منظم طریقے سے ہو رہی ہے اس سے دفاع کرنا بھی امت کی ذمہ داری ہے جس سے حتی الامکان عہدہ برآ ہونے کے لئے الیکٹرانک میڈیا / ٹیلی ویژن کے لیے استعمال کو بروئے کار لانے کی ضرورت ہے جو فواحش و منکرات سے پاک ہو۔

لہٰذا جو حضرات علماء کرام مذکورہ بالا تین آراء میں سے کسی سے متفق ہوں اور اس پر عمل کریں وہ سب قابل احترام ہیں اور ان میں سے کوئی بھی ہمارے نزدیک مستحق ملامت نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

محمد تقی عثمانی
مفتی و نائب صدر جامعہ دار العلوم کراچی

الجواب صحیح

الجواب صحیح

الجواب صحیح

الجواب صحیح

الجواب صحیح

الجواب صحیح
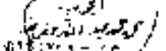
کارٹون کا حکم

جاندار شخصیات کے کارٹون بنانا ان کو اخبارات میں چھاپنا، ان کے دیگر استعمال کا حکم یہ ہے کہ اگر کارٹون اس طرح بنایا جائے کہ ان کا چہرہ، آنکھیں، ناک وغیرہ واضح ہوں اور ان سے ان کی شناخت ہو رہی ہو تو ایسے کارٹون بنانا اور ان کا استعمال جائز نہیں، البتہ اگر ایسے کارٹون بنایا جائے جس میں جاندار کی شکل واضح نہ ہو یعنی اس کی ناک، کان، آنکھیں منہ وغیرہ واضح نہ ہوں تو ایسے کارٹون بنانے کی گنجائش ہے، تاہم مناسب نہیں۔ کیونکہ وہ بھی تصویر کے مشابہ ہیں۔

عورتوں کی ویڈیو کیسٹ کا حکم

عورتوں کی ویڈیو کیسٹ ایسی ہو کہ عورت ہی تلاوت کرے اور سننے والی بھی عورتیں ہوں اور بعد میں عورتیں اس منظر کو ٹی وی یا کمپیوٹر کی اسکرین پر دیکھیں تو شرعاً یہ بھی جائز نہیں کیونکہ اس میں کئی قباحتیں ہیں: (۱) تصویر سازی کا گناہ پھر تصویر کی نمائش کا گناہ، جبکہ اسلام نے خواتین کو پردہ میں رہنے کا حکم فرمایا ہے۔ حتیٰ کہ نماز کا طریقہ بھی مردوں سے جدا رکھا۔ خواتین کو رکوع، سجدہ اس طرح کرنے کا حکم ہے جس میں جسم زیادہ سے زیادہ مستور رہے، کسی خاتون کی اس طرح تشہیر کسی حال میں مناسب نہیں۔

(۲) نیز یہ بات تو تقریباً ناممکن ہے کہ عورتوں کی ویڈیو بنائی جائے اور وہ عورتوں تک ہی محدود رہے مردوں کی نظر اس پر نہ پڑے۔

اس لیے عورتوں کا ویڈیو بنانا، پھر ٹی وی وغیرہ پر آنا یہ بے حیائی پھیلانے کا ایک ذریعہ ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ نے فواحشات و منکرات سے بار بار منع فرمایا ہے۔

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینھی عن الفحشاء والمنکر۔

لہٰذا عورتوں پر لازم ہے ایسے مواقع سے اجتناب کرے اگر کسی عورت نے ایسے بے حیائی کا کام کرلیا تو دوسرے مسلمانوں کو اس کے دیکھنے دکھانے اور اشاعت کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

بغیر سر کے تصویر کا حکم

اگر تصویر کا سر کٹا ہوا تو وہ اگرچہ حرام تصویر کے حکم میں داخل نہیں تاہم چونکہ حرام تصویر سے زیادہ مشابہت پائی جاتی ہے بلکہ کچھ فاصلہ دیکھنے میں تصویر ہی معلوم ہوتی ہے اس لیے ایسی تصویر کی اشاعت سے بھی اجتناب کرنا چاہیے۔(وفی البحر الرائق: ۲/۲۸)

(قوله: أو مقطوع الرأس) أي سواء كان من الأصل أو كان لها رأس ومحي وسواء كان القطع بخيط خيط على جميع الرأس حتى لم يبق لها أثر أو يطليه بمغرة ونحوها أو بنحته أو بغسله وإنما لم يكره لأنها لا تعبد بدون الرأس عادة۔

ولما رواه احمد بن علي قال كان رسول الله عليه صلى الله عليه وسلم في جنازة فقال ايكم ينطلق الى المدينة فلا يدع بها وثنا الا كسره ولا قبرا الا سواه ولا صورة الا لطخها...... في الخلاصة وكذا لو محي وجه الصورة فهو كقطع الرأس۔

(وكذا في الشامية) ۱/۶٤٨ (وكذا في الهندية) ۱/۱۰۷ (وكذا في التاتارخانية) ۱/۵٦۳ ۔ والله اعلم

موبائل کی تصویر کا حکم

موبائل فون کے ذریعہ تصویر کھینچنا اور کھنچوانا اور اس کو محفوظ کرنا، پھر خود دیکھتے رہنا یا ایک دوسرے کو دکھانا یہ عمل بھی شرعاً جائز نہیں، اس میں تصویر کشی کے گناہ کے علاوہ جو کہ حرام عمل ہے

پھر تصویر دیکھنا دکھانا بھی ناجائز ہے اس کے علاوہ فضول اور لایعنی عمل کا گناہ بھی ہے نیز اس کے ذریعہ خواتین کی تصویر کشی کر کے مزید گناہ کا بوجھ اپنے سر لیا جاتا ہے اس لیے تصویر کشی کے بارے میں وارد شدہ وعیدوں کو سوچ کر اس ناجائز عمل سے بچنا لازم ہے۔ یہ اسلام دشمن قوتوں کی چال ہے کہ مسلمانوں کو یادالٰہی ذکر اللہ تسبیح تلاوت سے نکال کر تصویر کشی جیسے حرام کام یا موبائل گیم وغیرہ کھیل کود میں لگا دیا تاکہ اس طرح قیمتی اوقات ضائع ہوں۔

علامة اعراضه تعالیٰ عن العبد اشتغاله بما لایعنیه

امام غزالی رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان سے اللہ تعالیٰ کے ناراض ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ لایعنی اور فضول کاموں میں مشغول رہے۔

خواتین کا درس

آج کل بعض خواتین میں قرآن کریم کے درس دینے کا رجحان پایا جاتا ہے جس کو بعض مرد بھی سنتے ہیں تو کیا خواتین کا اس طرح درس دینا اور مردوں کا خواتین کا درس کو سننا شرعاً کیا حکم ہوگا؟

اس مسئلہ کا جواب اس اصول پر مبنی ہے کہ عورت کی آواز ستر میں داخل ہے یا نہیں؟ اس کے بارے میں جامع خلاصہ وہ ہے جو حضرت مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے تفسیر معارف القرآن میں بیان فرمایا ہے، جو حسب ذیل ہے:

"کیا عورت کی آواز فی نفسہ ستر میں داخل ہے اور غیر محرم کو آواز سنانا جائز ہے؟ اس معاملہ میں حضرات ائمہ کا اختلاف ہے، امام شافعی کی کتب میں عورت کی آواز کو ستر میں داخل نہیں کیا گیا، حنفیہ کے نزدیک بھی مختلف اقوال ہیں، ابن ہمام رحمہ اللہ نے نوازل کی

روایت کی بناء پر ستر میں داخل قرار دیا ہے، اس لیے حنفیہ کے نزدیک عورت کی اذان مکروہ ہے، لیکن حدیث سے ثابت ہے کہ ازواج مطہرات نزول حجاب کے بعد بھی پس پردہ غیر محارم سے بات کرتی تھیں، اس مجموعہ سے راجح اور صحیح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جس موقع اور جس محل میں عورت کی آواز سے فتنہ پیدا ہونے کا خطرہ ہو، وہاں ممنوع ہے، جہاں یہ نہ ہو، جائز ہے، (جصاص) اور احتیاط اسی میں ہے کہ بلاضرورت عورتیں پس پردہ بھی غیر محرموں سے گفتگو نہ کریں۔

اس سے معلوم ہوا ہے کہ بوقت ضرورت بقدر ضرورت عورت کے لیے غیر محرم سے بات کرنا اور بات سننا جائز ہے اور بلاضرورت باتیں کرنا جائز نہیں۔ کسی عورت کے لیے مردوں کو درس قرآن دینے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ درس قرآن کے لیے مرد حضرات کی کمی نہیں اس لیے خواتین کے لیے مردوں کو درس دینے سے احتراز کرنا لازم ہے نیز مردوں کے ذمہ بھی لازم ہے غیر محارم خواتین کی باتیں بلاضرورت نہ سنیں۔ باقی کوئی خاتون جس کو شریعت کا معتد بہ علم حاصل ہو وہ صرف خواتین کو درس دیں تو اس کی گنجائش ہوگی۔

انٹرنیٹ کلب کا حکم

سوال: انٹرنیٹ کلب کی کمائی جائز ہے یا نہیں؟ تفصیل سے جواب دیں۔

الجواب باسم ملہم الصواب

انٹرنیٹ جدید دور کی ایک ایسی ٹیکنالوجی ہے جس سے مفید و مضر، جائز اور ناجائز دونوں کام لیے جا سکتے ہیں۔ انٹرنیٹ بنیادی طور پر آلہ لہو ولعب نہیں ہے، بلکہ مضر کاموں کے ساتھ ساتھ خبروں اور دوسری مفید اور جائز معلومات کے حصول کا ذریعہ بھی ہے، لیکن

چونکہ کیفے میں اس کا استعمال غالب بلکہ اغلب طور پر غلط اور ناجائز کاموں کے لیے ہوتا ہے اس لحاظ سے انٹرنیٹ کیفے کا کاروبار اور اس کی آمدنی جائز نہیں۔

قال فی التنویر وشرحہ: "لا یصح الاجارۃ لأجل المعاصی، مثل الغناء والنوح والملاھی۔"

وقال أیضا: "وقدمنا ثمہ معزیا للنھر أن ماقامت المعصیۃ بعینہ یکرہ بیعہ تحریما وإلا فتنزیھا۔" (رد المحتار مع الدر المختار: ٦/٥٥، ٣٩١)

البتہ اگر کسی کلب میں اس کا اہتمام کیا جائے کہ انٹرنیٹ ناجائز امور میں استعمال نہ ہونے دیا جائے تو جس کی صورت یہ ممکن ہے کہ عریانی، فحاشی وغیرہ ناجائز چیزوں پر مشتمل سائٹس کو مخصوص سافٹ ویئر کے ذریعے ختم کر دیا جائے اور یہ عمل وقتاً فوقتاً جاری رہے تاکہ نئی آنے والی غیر اخلاقی سائٹس ختم ہوتی رہیں۔ نیز کوئی نگران بذریعہ کمپیوٹر سب کی نگرانی کرتا ہے جیسے ہی کوئی غلط استعمال شروع کرے، فوراً تنبیہ کر کے روک دے۔ نیز مرد اور عورتوں کے بیٹھنے کا انتظام بالکل الگ الگ ہو، آپس میں اختلاط ہونے نہ پائے، تو ایسی صورت میں انٹرنیٹ کلب کی آمدن حلال اور جائز ہوگی۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

نظموں میں لفظِ "اللہ" اس طرح پڑھنا کہ ڈھول اور جھنکار کی آواز محسوس ہو

سوال: اگر نظموں میں لفظِ "اللہ" یا کسی اور ذکر اللہ کو اس طرح پڑھا جائے کہ وہ ذکر میوزک یعنی ڈھول اور جھنکار کی طرح محسوس ہو، جیسا کہ آج کل کے معروف نعت خواں حضرات اس کا کثرت سے استعمال کر رہے ہیں تو اس طرح ذکر اللہ جائز ہے یا نہیں؟ نیز ایسی نظموں کی کیسٹیں اور سی ڈیز کی خرید و فروخت اور ایسی نظمیں سننا جائز ہے یا نہیں؟

(عثمان احمد، جامعہ خلفائے راشدین)

جواب: درج ذیل وجوہ کی بناء پر مذکورہ انداز میں اللہ جل جلالہ کے اسم گرامی کو پڑھنا ناجائز اور حرام ہے۔

۱۔ اس میں فساق، فجار اور عیسائی قوم کے افعال قبیحہ اور اعمال شنیعہ کے ساتھ مشابہت ہے، جن کو وہ اپنے فحش، گندے اور اخلاق وتہذیب اسلامی سے یکسر گرے ہوئے نغموں اور گانوں میں انجام دیتے ہیں۔

۲۔ تاتارخانیہ، بحر اور ہندیہ وغیرہ کی عبارات میں صراحۃً آلات موسیقی کے ساتھ تلاوت قرآن مجید کو کفر کہا گیا ہے اور تسبیح وتحمید اور دوسرے اذکار و اوراد تو قرآن کی نظیر ہیں۔ تو اگرچہ بعض نعت خواں حضرات حقیقت میں ذکر اللہ کے ساتھ آلات موسیقی استعمال نہیں کرتے، مگر ایسے انداز میں پڑھتے ہیں کہ جس سے اچھا خاصا دھوکہ ہو جاتا ہے کہ یہ آلات موسیقی کے ساتھ پڑھا گیا ہے، نیز بعض نے بتایا ہے کہ اس سے مقصود یہی ہے کہ لوگ اس کو موسیقی سمجھ کر موسیقی کا مزہ حاصل کریں، ایسی صورت میں اس کی شناعت مزید بڑھ جاتی ہے، کیونکہ اس صورت میں اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کی توہین کا قوی اندیشہ ہے اور جس امر میں توہین کا ادنیٰ شبہ بھی ہو اس سے ہر مسلمان کے لیے بچنا ضروری ہے تاکہ اندیشہ کفر سے بھی بچا رہے۔

الحاصل اس قسم کی سی ڈی اور کیسٹیں تیار کرنا، خریدنا، بیچنا اور سننا ہرگز ہرگز درست نہیں۔

وقال في الهندية: وقراءة القرآن بالترجيع قيل: لا تكره، وقال أكثر المشايخ: تكره، ولا تحل لأن فيه تشبيها بفعل الفسقة حال فسقهم، ولا يظن أحد أن المراد بالترجيع المختلف المذكور اللحن لأن اللحن حرام بلا خلاف.

(الهندية: ۵/۳۱۷)

وقال العلامة ابن العلاء رحمه الله تعالى: وإذا قرأ القرآن على ضرب

الدف أو القصب فقد كفر. (الخانية: ۳/۳۳۲)

وقال العلامة محمود البخاري رحمه الله تعالى في مسائل قراءة القرآن: .... والتسبيح والتحميد نظير القراءة .... (المحيط البرهاني: ۶/۳۵)

وقال رحمه الله تعالى: أما إذا سبح على أنه بعمل عمل الفسق يأثم، كمن جاء إلى آخر يشتري منه ثوبا فلما فتح التاجر الثوب سبح الله تعالى، أو صلى على النبي صلى الله عليه وسلم، أراد به إعلام المشتري جودة ثوبه، وذلك مكروه، فهذا كذلك. (المحيط البرهاني: ۶/۳۶)

وقال في الهندية: حارس يقول: لا إله إلا الله، أو يقول: صلى الله على محمد، يأثم لأنه يأخذ لذلك ثمنا، بخلاف العالم إذا قال في المجلس: صلوا على النبي، أو الغازي يقول: كبروا، حيث يثاب، كذا في الكبرى.

موبائل فون میں موسیقی جائز نہیں

آج کل موبائل کے فون میں عموماً موسیقی استعمال ہونے لگی ہے اس میں شرعی نقطۂ نگاہ سے کئی قباحتیں ہیں:

(۱) گانے بجانے موسیقی سننے پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: صوتان ملعونان في الدنيا والآخرة مزمار عند نعمة ورنة عند مصيبة. (البزار، البيهقي)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو آوازیں دنیا وآخرت میں ملعون ہیں ایک گانے کے ساتھ راگ باجوں کی آواز دوسری مصیبت کے وقت چیخنے کی آواز۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: استماع الملاهي معصية والجلوس عليها فسق والتلذذ بها كفر.

(قال في الدر المختار وغيره في معناه)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گانا سننا گناہ ہے، اس کے پاس بیٹھنا فسق ہے اور اس سے لذت حاصل کرنا کفر ہے۔

آگے "درمختار" وغیرہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ کفر سے مراد اس کے ذریعے لذت حاصل کرنا ہے۔

وعن علی رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن ضرب الدف ولعب الطبل وصوت الزمارۃ۔ (کذا فی نیل الاوطار)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے ڈھول اور طبلہ بجانے اور بانسری کی آواز سننے سے۔ موجودہ زمانے کی موسیقی اسی میں داخل ہے۔

(۲) مسجد میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے سوا دوسرے دنیوی کام انجام دینا جائز نہیں خصوصاً گناہ کے کام، جبکہ موبائل فون میں موسیقی ہونے کی صورت میں کسی مسجد کے اندر ہی موسیقی بجنی شروع ہو جاتی ہے، کتنے بڑے گناہ کی بات ہے۔ نیز اس سے دوسرے نمازیوں کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہے، جبکہ تلاوت کے ذریعہ بھی اگر کسی کی نماز میں خلل واقع ہو تو مسجد کے اندر تلاوت آہستہ کرنے کا حکم ہے تو موسیقی کے ذریعہ نماز میں خلل ڈالنا یا اس کا سبب بننا کس قدر قبیح حرکت ہے۔ اس لیے موبائل میں کوئی سادہ سی ٹون استعمال کی جائے موسیقی والی ٹون سے اجتناب کیا جائے۔

جدید دور کے نوجوان

اس وقت دنیا جدید ایجادات کے دوڑ میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کے لیے کوشاں ہے، جو قوم اس میدان میں جس قدر آگے بڑھ گئی ہے اسی قدر ترقی یافتہ کہلاتی ہے اور جو قومیں اس میں قدم رکھ رہی ہیں اور ترقی یافتہ کہلانے والوں کے نقش قدم پر چلنے کی

کوشش کر رہی ہیں ، انہیں ترقی پذیر قوم یا ممالک کا نام دیا جا رہا ہے ، یہ تمام دوڑ دنیا کی چند روزہ عیش و عشرت کی خاطر ہے ، ان تمام تر ترقیوں کا حاصل یہی دنیا ہے اس سے آگے کچھ نہیں اب اگر کوئی ان کے سامنے قرآن و حدیث ، اسلامی تعلیمات ، قبر کی زندگی ، آخرت جنت جہنم کا تذکرہ کرے کہ اس طرف بھی کچھ دھیان کریں ، آخرت کو یاد کریں اس کے لیے تیاری کریں ۔ اللہ تعالیٰ کی قوت و قدرت بہت بڑی ہے اللہ تعالیٰ آن واحد میں تمام ترقی کے دعووں کو خاک میں ملا سکتا ہے ، تمام فلک بوس عمارتوں کو زمین بوس کر سکتا ہے ، وہی تمام کل قوت کا خالق و مالک ہے ۔

اس دنیا نے کس کے ساتھ وفاداری نبھائی ، اپنے آباء و اجداد کو یاد کرو ان کی قوت شان و شوکت کو یاد کرو ، سکندر و دارا کی سلطنت کو قیصر و کسریٰ کی بادشاہت کو یاد کرو ، ملک الموت کے آگے کسی کو پر مارنے کی ہمت نہ ہوئی سب کو زمین کے پیٹ میں جانا پڑا ، قبر کی زندگی کے بعد قیامت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے پیشی ہے اس کے لیے ابھی سے تیاری کرنے کا حکم ہے ۔ آج کے نوجوان طبقے کے سامنے جب یہ باتیں کی جاتی ہیں ، پہلے تو سوچتے ہیں کہ یہ شخص شاید پاگل ہے اس کا ذہنی توازن خراب ہے ۔

آخر کیا وجہ ہے کہ دنیا کے کاموں اور ترقیوں کو چھوڑ کر بس پانچ وقت مسجد کا چکر لگاتا ہے شلوار ٹخنے کے اوپر رکھتا ہے ، چہرہ پر داڑھی ، حلال و حرام کی باتیں کرتا ہے ، سود ، جوا ، سٹہ ، انعامی بانڈز سے کتراتا ہے ۔

بہت بڑے بڑے نفع کو حرام کہہ کر جوتے کی نوک سے ٹھکرا دیتا ہے ، بچوں کو بھی حفظ قرآن اور دینی تعلیم کے حصول میں لگایا ہوا ہے ، بیوی بچیوں کو کالج ، پارک اور بازار سے دور رکھتا ہے

خود بھی کرتا ہے ، خود بھی سودا سلف بھی لاتا ہے ، ٹی وی ، وی سی آر سے کوسوں دور رہتا

ہے، جب کسی تصویر پر یا ٹی وی، وی سی آر یا برہنہ عورت پر نظر پڑتی ہے تو نظر بچا کر نکل جاتا ہے۔

چھٹی کے دنوں میں پارکوں کے چکر کی بجائے، بزرگوں کے وعظ و نصیحت کی مجلس میں جا کر وقت گزارتا ہے۔

شادی بیاہ کے پرتکلف کھانوں کو صرف اس لیے چھوڑ دیتا ہے کہ وہاں مرد و زن کا مخلوط ماحول ہے، نظریں بچانا، ایمان کی حفاظت کرنا مشکل ہے، پھر آج کا نوجوان ان ساری باتوں کو سننے دیکھنے کے بعد اس کے نقش قدم پر چلنے اسلامی تعلیمات کو اپنانے، اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری، آخرت کی فکر کی بجائے اپنے نفس کو یوں تسلی دیتا ہے کہ یہ ملا ہے، دقیانوس ہے پرانے خیالات کا آدمی ہے، چھوڑو اس ملا کو ہمیں تو ترقی کرنی ہے، یوں اپنے دل کو تسلی دے دیتا ہے۔

چلیں اب ترقی کی بات آ گئی ہے، تو کیا اسلامی تعلیمات دنیوی ترقی کی راہ میں میں حائل ہیں؟ یا اسلام میں ان جدید ایجادات سے فائدہ حاصل کرنا ہوائی جہاز پر سواری کرنا، ایٹمی و سائنسی میدان میں ترقی کر کے جدید ایجادات سے کام لینا، اسلامی حدود کے اندر رہتے ہوئے ان کفار سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنا اور وطن و قوم کو فائدہ پہنچانا، ملت اسلامیہ کی خدمت کرنا ممنوع ہے؟

جواب ملتا ہے:

ہرگز نہیں، بلکہ اسلام تو یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عائد کردہ فرائض کی پابندی کرو اور اسلام کے حدود میں رہتے ہوئے اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ خوب ہمدردی کرو اور حلال طریقہ پر زراعت تجارت اور دیگر پیشوں کو اختیار کرو اور ترقی کرو۔

بس اس میں سود، رشوت، جوا، جھوٹ، دھوکے، فریب، خیانت، ملاوٹ ان جیسی خرابیاں

سے بچو۔ کام چوری، سستی، غفلت یہ اسلامی مزاج کے خلاف ہے، اسی طرح اسلام کی اشاعت میں ہر طرح سے معین و مددگار رہو۔ جان کی ضرورت پڑے تو جان، مال کی ضرورت پڑے تو مال پیش کرو، اپنے گفتار و کردار کو مثالی بناؤ۔

غرض یہ کہ جدید ایجادات سے فائدہ حاصل کرنا شرعاً ممنوع نہیں ہے، ہاں البتہ اس میں جو خلاف شرع باتیں ہیں، ان سے اجتناب کرنا ضروری ہے، مثلاً اس زمانہ کی نئی ایجادات میں سے ایک کمپیوٹر بھی ہے اس کے بہت سے فوائد ہیں اس کے ذریعے اشاعت دین کا خوب کام کیا جا سکتا ہے۔

اسی کا ایک شعبہ انٹرنیٹ بھی ہے اس کے ذریعہ بھی دین کی خدمت کی جا سکتی ہے لیکن ساتھ ہی اس کے بہت سے نقصانات بھی ہیں، بس آدمی انٹرنیٹ کھول کر بیٹھ جائے نہ نماز روزہ کی فکر، نہ کھانے کی فکر، نہ ماں باپ کی تابعداری نہ تعلیم کا شوق۔ بس صاحب بہادر انٹرنیٹ کا دلدادہ، اس کے سامنے روزانہ گھنٹوں ہو کر بیٹھ گیا، دنیا بھر کے فحاشی و عریانی کے پروگراموں سے دل بہلا رہا ہے۔

اب ظاہر بات ہے کہ اس کے حق میں یہ کمپیوٹر کے پروگرام سیکھنا نقصان دہ ہوا دین سے بھی گیا دنیا سے بھی۔ حاصل یہ ہے کہ کمپیوٹر اور انٹرنیٹ استعمال کرنے کی شریعت نے اجازت دی ہے، لیکن اس میں تصویریں دیکھنے، گانا سننے، فحش فلمیں دیکھنے اور ڈرامے سے دل بہلانے کی اجازت نہیں کیونکہ تصاویر، گانا وغیرہ دیگر فواحشات پر قرآن وحدیث میں سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، اس لیے ہر مسلمان کو اعتدال کے اندر رہتے ہوئے زندگی گزارنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے تمام احکام کی پابندی کریں دنیا بھی بقدر ضرورت کمائیں اور آخرت کے لیے تیاری بھی کریں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین

موبائل فون میں تلاوت، نعت، اذان یا کوئی ذکر استعمال کرنے کی ممانعت

اب ایک رواج یہ ہو چلا ہے کہ موبائل فون میں کسی قاری کی تلاوت کا کوئی حصہ یا حمد ونعت کا کوئی حصہ یا حرمین کی اذان وغیرہ استعمال کیا جاتا ہے۔ اور اس کو ثواب کا کام سمجھا جاتا ہے، جبکہ ذکر وتلاوت کا مقصد اللہ تعالیٰ کا حمد وثناء ہے "ذکر اللہ" کو کسی دوسرے مقصد کے لیے بطور آلہ استعمال کرنا شرعاً ممنوع اور ناجائز ہے۔ لہٰذا موبائل فون میں گھنٹی کی جگہ تلاوت لگانا یا نعت نظم اذان وغیرہ استعمال کرنا جائز نہیں اس سے اجتناب کرنا لازم ہے۔

قال العلامة الحصكفي رحمه الله تعالىٰ: في اخر كتاب الحظر والاباحة قد كرهوا، والله اعلم ونحوه لاعلام ختم الدرس حين يقرء۔

وفي الشامية تحت (قوله ونحوه) كان يقول وصلى الله على محمد (قوله لاعلام ختم الدرس) اما اذا لم يكن اعلاماً بانتهائه لايكره لانه ذكر وتفويض بخلاف الأول استعمله آلة للاعلام ونحوه اذا قال مصلاً ويوقروه، واذا قال الحارس: لااله الا الله ونحوه ليعلم باستيقاظه فلم يكن المقصود الذكر اما اذا اجتمع القصد ان يعتبر الغالب كماعتبر في نظائره (ردالمحتار: ص۴۷۷، ج۵)

واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

احسان اللہ شائق عفا اللہ عنہ
دارالافتاء والارشاد ناظم آباد کراچی
۱۶/۲/۱۴۲۵ھ

خاتمہ بالخیر

انسان کو ہر وقت یہ دھیان اور خیال رکھنا چاہیے کہ میں اللہ کا بندہ ہوں، مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا ہے، مجھے ہر کام اللہ تعالیٰ کے حکم اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر انجام دینا لازم ہے۔

دل میرا شاکر وقانع رہے، زبان میری ذاکر رہے، دنیا کی کوئی دولت کوئی تعلق اللہ تعالیٰ کی یاد سے نہ ہٹا سکے، ہر وقت دھیان اللہ تعالیٰ پر جمائے رکھے۔

ہمہ شہر پر زخوبان منم و خیال ماہے
چہ کنم کہ چشم یک بیں نکند بکس نگاہے

یعنی دنیا میں مختلف لوگوں کے مختلف محبوب ہیں لیکن میری چشم یک بین میں محبوب حقیقی کے سوا دوسرے کی کوئی گنجائش نہیں۔

یاد میں تیری سب کو بھلا دوں کوئی نہ مجھ کو یاد رہے
تجھ پر سب گھر بار لٹا دوں خانۂ دل آباد رہے
سب خوشیوں کو آگ لگا دوں غم میں تیرے دل شاد رہے
اپنی نظر سے سب کو گرا دوں تجھ سے فقط فریاد رہے
اک جوت سی دل سے اٹھتی ہے اک درد سا دل میں ہوتا ہے
میں راتوں کو اٹھ کر روتا ہوں، جب سارا عالم سوتا ہے

حضرت شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک بزرگ کا قصہ بیان فرماتے ہیں۔

بسودائے جاناں ز جاں مشتغل
بذکر حبیب از جہاں مشتغل
بیاد حق از خلق بگریختہ
چناں مست ساقی کہ مے ریختہ

یعنی ذکر محبوب میں ایسے محو اور ایسے مست کہ خود اپنا ہی ہوش نہیں جس کو اپنی جان کا ہوش نہ ہو اس جہان کا ہوش کہاں سے ہوگا۔

بس ایک بجلی سے پہلے کوندی پھر آگے کوئی خبر نہیں ہے
مگر جو پہلو کو دیکھتا ہوں تو دل ہے جگر نہیں ہے
اے عشق مبارک تجھ کو ہو اب ہوش اڑائے جاتے ہیں
جو ہوش کے پردے میں تھے نہاں وہ سامنے آئے جاتے ہیں
جب اس طرح چوٹ پہ چوٹ پڑے ویرانی دل کیونکر نہ بڑھے
اٹھ اٹھ کر پچھلی راتوں میں کچھ تیر لگائے جاتے ہیں

حضرت جامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تا کہ درجان نگارد چشم بیدارم توئی
ہر چہ پیدا می شود از دور پندارم توئی

یعنی اے میرے محبوب! میری جان میں بھی تو ہی بسا ہوا ہے اور میری آنکھ میں بھی تو ہی بسا ہوا ہے اور اتنا بسا کہ جس چیز پر نظر پڑتی ہے، اس میں تیرا ہی جلوہ نظر آتا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ بس تو ہی ہے۔

جب اہل اللہ پر اللہ کے دھیان کا غلبہ اس قدر ہوتا ہے کہ ان کا خیال ہوتا ہے کہ اگر ذرا سی دیر کے لیے بھی اللہ تعالیٰ سے دھیان ہٹ گیا تو وہ موت کا وقت ہوگا۔

دم رکا سمجھو اگر دم بھر بھی یہ ساغر رکا
میرا دور زندگی ہے یہ جو دور جام ہے

اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ کیفیت عطا فرمائے جن کو یاد الٰہی کی یہ لذت حاصل ہو جاتی ہے ان کے سامنے دنیا کی لذتوں کی کیا حقیقت ہے، یعنی ان کو پھر دنیا کی کسی چیز میں لذت نہیں آتی وہ اسی لذت میں مست رہتے ہیں:

تری نگاہ کے مجروح اور بھی ہیں کئی

کسی کے دل میں رہی اور کسی کے پار ہوئی
مگر مجھ سے ہی کی تو نے ترک بات ہوئی
درون سینہ من زخم بے نشان زدی
بحیرتم کہ عجب تیر بے کمان زدی

بس انسان کو اللہ تعالیٰ سے ایسے تعلق پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، یہ تعلق کیسے پیدا ہوگا، جب اہل تعلق سے تعلق پیدا کریں گے تو تعلق مع اللہ پیدا ہوگا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللّٰہ وکونوا مع الصادقین۔

ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو اور صادقین کی صحبت میں رہو پڑو۔

یعنی وہ افراد جن کے عمل علم کے مطابق ہیں، خود تقویٰ سے ان کا دل معمور ہے، ان کی صحبت اختیار کی جائے، ان کے حالات اور معاملات کو دیکھنے اور سننے سے خود بخود وہ حالات اپنے اندر بھی پیدا ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے اپنے نیک بندوں کی صحبت نصیب فرمائے، ذکر و شغل کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی آپ کی محبت عطاء فرمائے کہ اللہ تعالیٰ کی ادنیٰ سے ادنیٰ نافرمانی کے تصور سے بھی شرم آنے لگے۔

وصلی اللّٰہ علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین

بندہ احسان اللہ شائق عفا اللہ عنہ
خادم افتاء و تدریس، جامعۃ الرشید احسن آباد کراچی
یکم محرم الحرام ۱۴۲۹ھ

بعثت لکسر المزامیر

میں مزامیر (یعنی گانے بجانے کے آلات) کو توڑنے کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ (الحدیث)

گانا بجانا

قرآن وحدیث کی روشنی میں

کلمات تبرک

حضرت مولانا مفتی حبیب اللہ شیخ صاحب دامت برکاتہم، سابق شیخ الحدیث وصدر مفتی جامعہ حمادیہ شاہ فیصل کالونی نمبر ۲، کراچی

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

میں نے عزیزی مولانا احسان اللہ شائق صاحب کی کتاب "گانا بجانا قرآن وسنت کی روشنی میں" کا بغور مطالعہ کیا۔ ماشاء اللہ مولانا موصوف نے بڑی کاوش سے موضوع کے مطابق احادیث سے چنا ہے اس پر مزید یہ کہ سوال وجواب کی شکل میں گانا بجانے کے متعلق مسائل کو واضح کیا اور عامۃ الناس کی رہنمائی کی تاکہ احادیث سے خوف خداوندی پیدا ہو اور سوالات کے جوابات پر عمل کیا جائے اور کتاب عام فہم بھی رہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کتاب کو نافع اور قبول فرمائے۔ آمین

حبیب اللہ شیخ
مہتمم اول جامعہ حمادیہ کراچی

عرض مولف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

اس وقت دنیا میں گانا بجانا کس قدر عام ہو گیا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ہے حتی کہ اب اس کی برائی وقباحت بھی دل سے نکلتی جارہی ہے اس کے گناہ عظیم ہونے کا تصور ہی ختم ہوتا جا رہا ہے نہ گانا کے شوقین اپنے کو گناہ گار سمجھتے ہیں نہ ہی دوسرے لوگ اس گناہ سے روکتے ہیں۔ ٹی وی، وی سی آر و دیگر فلموں نے ہر گھر کو سینما گھر بنا دیا ہے۔ ہمارے مسلمان گھرانے کے نوجوان گانا بجانے کے ایسے دلدادہ نظر آتے ہیں کہ ان کو دیکھ کر غیر مسلم معاشرہ بھی شرما جائے۔ حالانکہ قرآن وحدیث میں گانا بجانے پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ مسلمان نوجوانوں کی اس بے راہ روی کو دیکھتے ہوئے بندہ کے دل میں بار بار یہ خیال پیدا ہوا کہ گانا بجانے کی حرمت پر آیات قرآنی واحادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک گلدستہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کروں۔ چنانچہ اللہ تعالی کے نام پر کام شروع ہوا گانے کی حرمت پر آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مختصر مجموعہ تیار ہوا۔ اس کے ساتھ صحابہ کرام کے آثار اور جلیل القدر ائمہ کرام کے اقوال اور گانا سننے سے متعلق بعض لوگوں کے شبہات کے جوابات اسی طرح قوالی کے متعلق بعض غلط فہمیوں کا ازالہ، عرس اور قوالی کے نام پر ساز باجہ، طبلہ، سارنگی اور شراب نوشی کی محفل جما کر لوگوں کو گمراہ کرنے کی سازشوں کا تعاقب، نیز بعض نام نہاد عاشقان رسول جو نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ڈھول باجا شامل کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے ہیں اس پر تنبیہ کہ یہ عشق رسول کے نام پر دین کو بدنام کرنے کی ایک ناپاک جسارت ہے، نیز گانے بجانے

کے متعلق جدید مسائل کے شرعی احکام اس کے ساتھ چند عبرتناک واقعات بھی درج ہیں کہ گانا سننے سنانے اور اس کو بطور پیشہ کے اختیار کرنے اور اس کو عام کرنے کے اخروی نقصانات کے علاوہ دنیوی نقصانات کتنے ہیں ، ٹی وی دیکھتے ہوئے کتنی قیمتی آنکھیں ضائع ہوئیں ، کتنے لوگ اسی طرح اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے، قوم کو اس سے اجتماعی وانفرادی کتنے نقصانات اٹھانا پڑے اور اس کے علاوہ بہت کچھ۔ یہ رسالہ اس سے پہلے بھی بار ہا شائع ہو چکا ہے اور بحمد اللہ اس رسالہ کے ذریعہ بہت سے گم گشتہ راہ کو ہدایت ملنے کی بھی اطلاع ملی ہے اب اس میں مزید کچھ مفید اضافہ کیا گیا۔ اب یہ اضافہ شدہ ایڈیشن آپ کے ہاتھوں میں ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس محنت کو اپنی بارگاہ میں قبولیت سے نوازے۔ میرے والدین اور اساتذہ کرام اور دیگر معاونین کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین

بندہ احسان اللہ شائق عفا اللہ عنہ
خادم افتاء وتدریس جامعۃ الرشید احسن آباد کراچی
۱۳ ذی قعدہ ۱۴۲۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

اللہ پاک نے انسان کو بہت مختصر سے وقت کے لیے دنیا میں بھیجا ہے اس کا اصل ٹھکانہ عالمِ آخرت ہے وہاں پر ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے وہاں کبھی موت واقع نہ ہوگی۔ جس نے دنیا میں رہتے ہوئے آخرت کے لیے تیاری کرلی اپنے اعمال، اخلاق و کردار درست کر لیا حلال وحرام کو پہچان کر حلال کو اختیار کیا حرام سے پرہیز کیا، اللہ تعالیٰ نے جن کاموں سے منع فرمایا ان سے کنارہ کش رہا یہی انسان کامیاب ہے جس کی اخروی زندگی اچھی ہوئی وہ آخرت میں خوش وخرم ہوکر جنت کی زندگی بسر کرے گا۔ اس کے برخلاف جس نے دنیا ہی کو مقصدِ حیات بنالیا اس کے لیے کوشش کرتا رہا حلال وحرام میں امتیاز نہ کیا اور اپنے اوقات کو کھیل و لہو لعب میں اور فضول و بے کار کاموں میں ضائع کر دیا اس کی آخرت کی زندگی بہت ہی بری ہوگی وہ آخرت میں جہاں اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوگا وہ عذاب کی چکی میں پسے گا تکلیف میں مبتلا ہوگا۔ اب جو لوگ گانا بجانے اس کے سننے دیکھنے میں مشغول رہتے ہیں ان کو سوچنا چاہیے کہ وہ اپنی زندگیوں کو کس قدر برباد کر رہے ہیں وہ قیامت کے دن اللہ رب العزت کو کیا جواب دیں گے ان کی آخرت کی زندگی کتنی بری ہوگی وہاں پہنچ کر زندگی کے ایک ایک لمحہ کا حساب دینا ہوگا، جو وقت گانے سننے میں صرف ہو رہا ہے محض بے کار ضائع ہو رہا ہے دین کا نقصان الگ ہو رہا ہے۔

گانے بجانے کی حرمت پر آیات قرآنیہ

گانا بجانا تو باتفاق امت حرام ہے قرآن وحدیث میں اس پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ومن الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله بغير علم ويتخذها هزوا اولئك لهم عذاب مهين۔ (لقمان: ٦)

"ایک وہ لوگ ہیں کہ خریدار ہیں کھیل کی باتوں کے تا کہ اللہ کی راہ سے بے سمجھے بوجھے گمراہ کرے، اور اس کی ہنسی اڑاوے، ایسے لوگوں کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔"

(معارف القرآن)

اس کی تفسیر میں حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ امام قرطبی نے نقل فرمایا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے یہی منقول ہے کہ یہ آیت گانے بجانے اور لغو کہانیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (قرطبی: ج ۱۴: ص ۵۱)

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ عکرمہ، سعید بن جبیر، مجاہد، مکحول، عمرو بن شعیب، علی بن بذیمہ اور حسن بصری رحمہم اللہ (علماء تابعین) سے بھی یہی منقول ہے کہ یہ آیت غناء مزامیر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر: ج ۳: ص ۴۴۲)

اور جو گانا تحریک اصوات اور تحسین کے ساتھ برعایت قواعد موسیقی ہو وہ بالاتفاق حرام ہے۔ غرض یہ کہ اس آیت میں لہو الحدیث سے قصے کہانیاں اور گانے بجانے کا سامان مراد

زندگی میں تبدیلی آنے شروع ہو جاتی ہے، وہ آبائی رسم ورواج کفر وشرک بت پرستی سے توبہ تائب ہو کر دین اسلام کو قبول کر لیتا ہے، لہٰذا کوئی ایسا طریقہ اپنانا چاہیے کہ لوگوں کو قرآن کریم سننے سنانے سے روکا جاسکے اس طرح وہ دین اسلام سے دور رہیں گے، کفر وشرک پہ قائم رہیں گے، چنانچہ وہ کسریٰ، رستم اسفندر وغیرہ شاہان فارس کے قصے تحریر کر لے آیا، نیز گانے والی ایک لونڈی بھی خرید کر لا یا اب اس نے یہ طریقہ اپنایا جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم سنا کر خلق خدا کو دین کی دعوت دیتا۔ ان کے قلوب کو اللہ تعالیٰ کی عظمت ومحبت کی طرف مائل کرتے تو یہ بدبخت قریب جا کر دوسری مجلس قائم کرتا اور لوگوں سے کہتا کہ دیکھو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں عاد وثمود کے واقعات سناتے ہیں، میں تمہیں ان سے بہتر رستم اور اسفندیار جیسے لوگوں کے قصے سناتا ہوں۔ نیز محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں قرآن سنا کر نماز پڑھنے، روزہ رکھنے کا حکم دیتے ہیں اپنی خواہشات ولذات سے منع کرتے ہیں، جس میں جان کی تکلیف ہی تکلیف ہے، آؤ تم گانا سنو اور جشن مناؤ، ناچ گانے کی محفل میں بیٹھ کر دل بہلاؤ، اس حربہ سے بہت سے وہ لوگ جو پہلے قرآن سنا کرتے تھے اور قرآن کریم کے اعجاز فصاحت بلاغت اور دلوں میں نرمی پیدا کرنے والے اثرات سے متاثر ہو رہے ہیں، وہ اس کی طرف چلے گئے اور انہوں نے قرآن سننا چھوڑ دیا (تفسیر درمنثور از ابن عباس رضی اللہ عنہ) بعد میں اللہ تعالیٰ نے اس بدبخت کو ناکام فرمایا قرآن کریم کی حقانیت لوگوں پر واضح ہوئی۔ اس زمانے میں جو لوگ گانے بجانے کو عام کرنے اور اس کو فروغ دینے کے لیے کوشاں ہیں، ٹی وی، وی سی آر، کیبل، سینما، ریڈیو، ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ گانا سننے سناتے ہیں یا کسی بھی شکل میں کھیل کود یگر لہو لعب میں مبتلا رہتے ہیں ان کو اپنے بارے میں سوچنا چاہیے کہ ہمارے اس عمل پر ہم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع

کررہے ہیں، یہ بدبخت نضر بن حارث، ابوجہل، ابولہب جیسے دشمنانِ خدا و رسول وغیرہ کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائے۔ دین پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

گانا سننا اور سنانا شیطانی آواز ہے

واستفزز من استطعت منھم بصوتک (۱۷ ۔ ۶۴)

"اور پھسلا لے ان میں سے جس کو تو پھسلا سکے۔"

امام ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اس آیت میں شیطانی آواز سے گانا بجانا مراد ہے، امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اے ابلیس! تو انہیں کھیل تماشوں اور گانے بجانے کے ذریعہ مغلوب کر، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں ہر وہ آواز مراد ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی طرف دعوت دے۔ یہی قول حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا ہے اسی کو مفسر قرآن امام ابن جریر رحمہ اللہ نے اختیار فرمایا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۵۰)

گانا بجانا بیہودہ کام ہے

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والذین لا یشھدون الزور واذا مروا باللغو مروا کراما (۲۵ ۔ ۷۲)

"اور جو بیہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے اور جب بیہودہ مشغلوں کے پاس سے گزرتے ہیں تو سنجیدگی کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔"

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "زور" کے معنی گانا بجانا ہے (احکام القرآن) اور

حضرت محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ بیہودہ باتوں اور گانے بجانے کی مجلس میں شامل نہیں ہوتے (معالم التنزیل ج ۳ ص ۳۲۵)

ابن جریر رحمہ اللہ مختلف اقوال کو جمع کرکے فرماتے ہیں سب سے صحیح قول یہ ہے کہ یوں کہا جائے: وہ (رحمٰن کے بندے) کسی قسم کے باطل کام میں شریک نہیں ہوتے۔ نہ شراب میں اور نہ گانے بجانے میں اور نہ جھوٹ میں اور ان کے علاوہ بھی کسی ایسے عمل میں جس پر "زور" کا اطلاق ہو شریک نہیں ہوتے۔ (بلکہ ان سے اجتناب کرتے ہیں)

گانا بجانے کی حرمت پر احادیث مبارکہ

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ حرم الخمر والمیسر والکوبۃ وکل مسکر حرام (رواہ احمد و ابو داؤد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب، جوئے، طبلہ اور سارنگی کو حرام کیا اور ہر نشہ دینے والی چیز حرام ہے۔ (مسند احمد)

گانے سے لذت حاصل کرنا حرام ہے

(۲) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: استماع الملاہی معصیۃ والجلوس علیہا فسق والتلذذ بہا کفر (الدر المختار وغیرہ ای بالنعمۃ) (کما فی نیل الاوطار)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ گانا سننا گناہ ہے اور ان کے پاس بیٹھنا فسق ہے اور اس سے لذت حاصل کرنا کفر ہے۔ آگے درمختار وغیرہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ گانا سے تلذذ سے مراد [illegible] ہے۔

اس کے تغمہ سے لذت حاصل کرتا ہے۔

گانے کے آلات توڑنا

(۳)... وعن علی رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: بعثت بکسر المزامیر.

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں مزامیر (یعنی گانا بجانے کے آلات) توڑنے کے لیے بھیجا گیا ہوں۔

ڈھول طبلہ بجانے کی ممانعت

(٤)... وعن علی رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن ضرب الدف ولعب الطبل والصوت الزمارة (کذا فی نیل الاوطار)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ڈھول اور طبلہ اور بانسری کی آواز سننے سے یعنی موجودہ زمانے کی موسیقی اس میں داخل ہے۔ اس کی کوئی بھی قسم ہو چاہے وہ ہاں کی تھوڑی پھیروں سے پہلے بجنے والا ساز وغیرہ (ناقل)

گانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے

(۵)... وعن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء البقل.

(رواہ البیہقی والمن شعب وسیوطی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا گانا دل میں نفاق کو یوں اگاتا ہے جس طرح پانی کھیتی کو اگاتا ہے۔

گانا بجانے اور سننے پر سخت وعیدیں

(٦) ۔ وعن ابی مالک الاشعری رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ علیہ وسلم لیشربن ناس من امتی الخمر یسمونھا بغیر اسمھا یعزف علی رؤسھم بالمعازف والمغنیات یخسف اللّٰہ بھم الارض ویجعل اللّٰہ منھم القردۃ والخنازیر ۔ (رواہ ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن حبان)

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ شراب کو اس کا نام بدل کر پئیں گے اور ان کے سامنے معازف ومزامیر کے ساتھ عورتوں کا گانا ہوگا، اللہ تعالیٰ ان کو زمین کے اندر دھنسا دے گا اور بعض کی صورتیں مسخ کر کے بندر اور سور بنا دے گا۔ (ابن ماجہ، ابوداؤد)

گانا سننے والوں کے چہرے مسخ ہو جائیں گے

(٧) ۔ ۔ وعن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: یمسخ قوم من امتی فی آخر الزمان قردۃ والخنازیر قالوا یا رسول اللّٰہ المسلمون ھم؟ (قال نعم یشھدون ان لا الہ الا اللّٰہ وانی رسول اللّٰہ ویصومون، قالوا فما بالھم یا رسول اللّٰہ؟ قال اتخذوا المعازف والقینات والدفوف وشربوا ھذہ الاشربۃ فباتوا علی شربھم ولھوھم فاصبحوا وقد مسخوا۔ (رواہ مسدد وابن حبان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آخری زمانہ میں میری امت کے کچھ لوگوں کی صورتیں مسخ کر کے بندر اور سور بنا دیا جائے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا وہ مسلمان ہی

ہوں گے؟ تو ارشاد فرمایا کہ ہاں وہ اس بات کی گواہی دینے والے ہوں گے کہ اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں (یعنی مسلمان ہوں گے) اور روزہ بھی رکھتے ہوں گے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھران کا قصور کیا ہوگا؟ تو ارشاد فرمایا کہ وہ گانے بجانے کے آلات اور گانے بجانے والی عورتوں اور ڈھول باجے بجانے میں مشغول ہوں گے اور شراب پیا کریں گے۔ وہ رات اسی طرح شراب پینے اور دوسرے کھیل کود میں گزاردیں گے جب صبح کو اٹھیں گے تو ان کے چہرے مسخ ہو چکے ہوں گے۔

گانے کا فروغ قیامت کی نشانی ہے

روی عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اتخذوا الفئ دولا والامانة مغنما والزكاة مغرما وتعلم لغير الدين واطاع الرجل امرأته وعق امه وادني صديقه واقصى اباه وظهرت الاصوات في المساجد وساد القبيلة فاسقهم وكان زعيم القوم ارذلهم واكرم الرجل مخافة شره وظهرت القيان والمعازف وشربت الخمور ولعن اخر هذه الامة اولها فليرتقبوا عند ذلك ريحا حمراء وزلزلة وخسفا ومسخا وقذفا وايات تتابع كنظام بال قطع سلكه فتتابع بعضه بعضا (رواه الترمذی وقال هذا حديث غريب)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مال غنیمت کو شخصی دولت بنالیا جائے اور جب لوگوں کی امانت کو مال غنیمت سمجھ لیا جائے اور جب زکوٰۃ کو ایک تاوان سمجھا جانے لگے اور جب مرد اپنی بیوی کی اطاعت اور ماں کی نافرمانی کرنے لگے اور دوست کو اپنے قریب کرے اور باپ کو دور رکھے اور مسجدوں

میں شور وغل ہونے لگے اور قبیلہ کا سردار ان کا فاسق بدکار بن جائے۔ جب قوم کا سردار ان میں ارذل بدترین آدمی ہو جائے اور جب آدمی کی عزت اس کے شر سے بچنے کے لیے ہو اور جب گانے والی عورتوں اور باجوں گاجوں کا رواج عام ہو جائے اور جب شرابیں پی جانے لگیں اور اس امت کے آخری لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کرنے لگیں تو اس وقت تم انتظار کرو ایک سرخ آندھی کا اور زلزلہ کا اور زمین دھنس جانے اور صورتیں مسخ ہو جانے کا اور قیامت کی ایسی نشانیوں کا جو یکے بعد دیگرے اس طرح آئیں گی جیسے ہار کی لڑی ٹوٹ جائے اور اس کے دانے یک وقت بکھر جاتے ہیں۔ (ترمذی)

اب غور فرمائیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن گناہوں پر تنبیہ فرمائی ان کے عام ہونے پر آسمانی عذاب نازل ہوں گے۔ ان میں سے ایک گناہ گانے بجانے کے آلات طبلہ ساز سارنگی وغیرہ سے دل بہلانا بھی ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ ایسے حالات سے باخبر رہیں اور گناہوں سے بچنے بچانے کا پورا اہتمام کریں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ کا کوئی عذاب نازل ہو جائے تو بچاؤ کا بھی موقع نہ ملے۔ الحفیظ والامان

گانا بجانے والی کی نماز قبول نہیں ہوگی

(۸)۔ وعن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سمع رجلاً یتغنی من اللیل فقال لاصلوٰۃ لہ لا صلوٰۃ لہ۔ (نیل الاوطار)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے وقت ایک شخص کو گانا گاتے ہوئے سنا تو دو مرتبہ ارشاد فرمایا کہ اس کی نماز قبول نہیں، اس کی نماز قبول نہیں۔

گانا سننے والوں کے کانوں میں سیسہ ڈالا جائے گا

(۹۰) عن انس رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال:
من قعد الی قینۃ یستمع منها صب اللہ فی اذنیہ الآنک یوم القیامۃ۔
(رواہ ابن مصری فی امالیہ وابن عساکر فی تاریخہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص گانے والی عورت کے پاس گانا سننے کی غرض سے بیٹھتا ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کے کانوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گانے کی آواز سن کر کانوں میں انگلی ڈال لینا

حدیث نمبر ۹۱ وعن نافع ان ابن عمر رضی اللہ عنهما سمع صوت زمارۃ راع فوضع اصبعیہ فی اذنیہ وعدل راحلتہ عن الطریق وهو یقول یا نافع اتسمع؟ فاقول نعم فیمضی حتی قلت لا فرفع یدہ وعدل راحلتہ الی الطریق وقال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمع زمارۃ راع فصنع مثل هذا۔
(رواہ احمد وابوداؤد وابن ماجہ)

حضرت نافع رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک چرواہے کی بانسری (یعنی موسیقی) کی آواز سنی تو فوراً اپنے دونوں کانوں کے اندر انگلی ڈال لی اور سواری کو راستے سے ایک طرف ڈال دی اور مجھ سے پوچھتے جاتے اے نافع گانے کی آواز سنائی دے رہی ہے؟ میں ہاں کہتا تو وہ چلتے جاتے یہاں تک کہ میں نے کہا اب آواز سنائی نہیں دے رہی ہے۔ تب انہوں نے کان سے انگلیاں نکال لیں اور سواری کو دوبارہ راستے پر ڈال دیا۔ اور پھر فرمایا کہ میں نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ

انہوں نے ایک پھونس ہے۔ نسری کی آواز کی تو ای طرح کیا جو میں نے کیا (یعنی کانوں میں انگلی ڈال لی)

گانا گانے کی اجرت حرام ہے

(۱۱)... عن عمر رضی اللہ عنہ مرفوعاً ثمن القینۃ سحت وغناءھا

حرام۔ (نیل الاوطار بحوالہ طبرانی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ گانے والی عورت کی اجرت حرام ہے اور اس کا گانا بھی حرام ہے (یعنی گلوکار، گلوکارہ اور ادا کار یا اداکارہ وغیرہ ان کی کمائی حرام ہے)

نوٹ: موجودہ زمانہ کے قوالی جس کے ساتھ ساز بجایا جاتا ہے اس کی اجرت کا بھی یہی حکم ہے۔

گانے کے سامان کی تجارت کی ممانعت

(۱۲)... وعن علی رضی اللہ عنہ قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم عن المغنیات والنوحات وعن شرائھن وبیعھن والتجارۃ فیھن وقال

وکسبھن حرام۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا گانے اور نوحہ کرنے والی عورتوں سے (یعنی ان کے پاس بیٹھنے سے) اور ان کی خرید و فروخت کرنے سے اور ان کی تجارت کرنے سے اور فرمایا ان کی کمائی حرام ہے۔ (ترمذی)

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس جگہ پر گانے بج رہے ہوں وہاں بیٹھنا جائز نہیں، چاہے کسی کا گھر ہو یا کوئی شادی بیاہ کی تقریب ہو اسی طرح گانے بجانے کے آلات،

ٹی وی، وی سی آر وغیرہ خریدنا بیچنا یا ان کی تجارت کرنا بھی جائز نہیں۔

حضور علیہ کا گانا گانے کو پیشہ بنانے کی اجازت سے انکار

(۱۳) ... وعن صفوان ابن امیۃ أن عمرو بن قرۃ قال: کنت علی الشقوۃ فلا اری ارزق الا من دف فاذن لی فی الغناء من غیر فاحشۃ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا اٰذن لک ولا کرامۃ ولا نعمۃ عین کذبت ای عدو اللہ، لقد رزقک اللہ حلالا طیبا واخترت ما حرم اللہ علیک من رزقہ مکان ما احل اللہ لک من حلالہ۔ (رواہ البیھقی والطبرانی والدیلمی فی حدیث طویل۔ وفیہ واعلم ان عون اللہ مع صالحی التجار)

صفوان بن امیہ روایت کرتے ہیں کہ عمرو بن قرہ نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا مجھ پر بدبختی لکھ دی گئی ہے کہ مجھے شراب فروشی کے علاوہ کسی اور طریقہ سے روزی نہیں مل سکتی۔ لہٰذا مجھے ایسے گانا گانے کی بھی اجازت دے دیں جس میں فحش باتیں شامل نہ ہوں (یعنی تاکہ میں اس کو بھی ذریعہ معاش بناؤں) تو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے ارشاد فرمایا کہ تجھے ہرگز اس کی اجازت نہیں دے سکتا۔ نہ تجھے کبھی اس کام میں عزت نصیب ہو نہ تیری آنکھوں کو ٹھنڈک حاصل ہو۔ اے اللہ کے دشمن تو جھوٹ بولتا ہے، اللہ تعالیٰ نے تجھے پاکیزہ حلال روزی عطا فرمائی ہے۔ تو نے اللہ تعالیٰ کی حلال روزی کو چھوڑ کر حرام روزی کو اختیار کیا ہے۔ دوسرے کتب میں اتنا اضافہ وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد نیک اور صالح تاجروں کے ساتھ ہے (یعنی حلال ذریعہ معاش اختیار کرنے والوں کے ساتھ)

گانا موسیقی کو مٹانا بعثت نبوی کے مقاصد میں شامل ہے

(۱۴) … قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان اللّٰہ عزوجل بعثنی ھدی و رحمۃ للمؤمنین وامرنی بمحق المزامیر والاوتار والصلیب وامر الجاھلیۃ۔

(احمد وابوداؤد الطیالسی)

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے مومنین کے لیے ہدایت و رحمت بنا کر مبعوث فرمایا ہے اور باجے، مزامیر، تعویذ گنڈے، صلیب اور زمانہ جاہلیت کے غلط کاموں کے مٹانے کا حکم فرمایا ہے۔

دو ملعون آوازیں

(۱۵) … قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صوتان ملعونان فی الدنیا والآخرۃ مزمار عند نعمۃ ورنۃ عند مصیبۃ (البزار بیہقی)

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو آوازیں دنیا و آخرت میں ملعون ہیں، ایک گانے کے ساتھ راگ باجوں کی آواز دوسری مصیبت کے وقت چیخنے کی آواز۔

گانے سے پرہیز کرنے والوں کے لیے بشارت

(۱۶) … وعن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال: اذا کان یوم القیامۃ قال اللّٰہ عزوجل: این الذین ینزھون اسماعھم وابصارھم عن مزامیر الشیطان؟ میزوھم فیمیزوھم فی کثب المسک والعنبر ثم یقول للملائکۃ اسمعوھم من تسبیحی وتحمیدی فیسمعون باصوات لم یسمع السامعون مثلھا (الحربۃ السہمی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ خود اعلان فرمائیں گے، کہاں ہیں وہ لوگ جو اپنے کانوں اور آنکھوں کو مزامیر شیطان (یعنی گانا گانے والی عورتوں اور ڈھول باجے) سے بچا کر رکھتے تھے فرشتوں کو حکم ہوگا ان کو مجمع سے ممتاز کرو۔ فرشتے ان کو مجمع سے الگ کر کے مشک و عنبر کی وادیوں میں بٹھائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کو حکم دیں گے کہ ان کو میری تسبیح و تحمید سناؤ۔ فرشتے ایسی خوبصورت لحن کے ساتھ رب العزت کی تسبیح تحمید سنائیں گے کہ سننے والوں نے ایسی آواز کبھی نہیں سنی ہوگی۔ (دیلمی)

موسیقی کے بارے میں اشکال و جواب

موسیقی کے بارے میں بعض لوگوں کو اشکال ہوتا ہے کہ بعض احادیث سے اس کا جائز ہونا معلوم ہوتا ہے کیونکہ شادی کے موقع پر دف بجانا حدیث سے ثابت ہے اور موسیقی بھی دف ہی ہے لہٰذا یہ بھی جائز ہونا چاہیے۔

اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ احادیث میں جس دف کا ذکر ہے وہ صرف نکاح کے موقع پر کچھ دیر کے لیے بجایا جاتا تھا شادی کے علاوہ بلا ضرورت دف بجانے والوں کو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دروں سے سزا دیتے تھے۔

ان الفاروق رضی اللہ عنہ اذا سمع صوت الدف بعث بنظر فان کان فی الولیمة سکت وان کان فی غیرہ عملہ بالدرة۔

(فتح القدیر: ج ۶، ص ۲۰، البحر الرائق، ج ۷، ص ۸۸)

پھر شادی کے موقع پر بھی دف پیٹنے والی عموماً چھوٹی بچیاں ہوتی تھیں، مردوں کا دف پیٹنا

کہیں ثابت نہیں ۔ پھر یہ دف بھی اہل عرب کی عادت کے مطابق بالکل سادگی سے بجایا جاتا تھا۔ نہ اس میں جھانجھ ہوتی تھی نہ رقص و سرود یا طرب و مستی کا کوئی اور نشان تھا۔ ایسے دف کا وجود کہیں نظر نہیں آتا۔

معہذا مذکورہ بالا شرائط کی رعایت سے دف پیٹنے کی گنجائش بھی حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں ہے۔ احناف میں سے اکثر فقہاء رحمہم اللہ اسے بھی ناجائز قرار دیتے ہیں۔

قال التورپشتي رحمه الله انه حرام على قول اكثر المشائخ وما ورد من ضرب الدف في العرس كناية عن الاعلان۔ (امداد الفتاوی ج ۲۔ ص ۲۸۲)

یعنی امام تورپشتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دف اکثر مشائخ کے قول کے مطابق حرام ہے اور شادی کے موقع پر جو دف بجانا ثابت ہے اس سے اعلان و تشہیر مراد ہے۔

لہٰذا اس سے موسیقی کے جواز پر استدلال کرنا عقل و انصاف سے بعید بات ہے۔

امداد الفتاوی

امداد الفتاوی میں تورپشتی رحمہ اللہ کا یہ قول بحوالہ شرح نقایہ، نصاب الاحتساب و بستان العارفین منقول ہے۔ آخری دو کتابیں موجود نہیں، شرح نقایہ میں سرسری تلاش سے دستیاب نہیں ہوا، بہر حال نصوص محرمہ کے پیش نظر یہ توجیہ کرنا لازم ہے اور یہ کوئی تاویل بعید نہیں عام محاورات کے مطابق ہے۔

اعلان و تشہیر کے لیے یہ کنایہ عرف عام میں بہت مشہور و زبان زد ہے، مثلاً

"بڑا ڈھول پیٹ رہے ہیں"

"ڈھول بجا رہے ہیں"

"ڈھنڈورا پیٹ رہے تھے"

''نقارہ پیٹنا ہے بُرا''

بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ یہ اختلافات اس دف کے متعلق ہے، ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں

فالمراد به الدف الذي كان في زمن المتقدمين واما ما عليه الجلاجل فينبغي ان يكون مكروها بالاتفاق (مرقاة المفاتيح ج ٦، ص ٢١٠)

''اس سے مراد وہ دف ہے جو متقدمین کے دور میں استعمال ہوتی تھی، جہاں تک جھانجھ دار دف بالاتفاق مکروہ ہے۔''

مکروہ کا اطلاق حرام پر کیا گیا جیسے اوپر گزرا ہے

رہ کے دنیا میں بشر کو نہیں زیبا غفلت
موت کا دھیان بھی لازم ہے کہ ہر آن رہے
مجذوب

اجماع ائمہ اربعہ رحمہم اللہ

گانے بجانے کی حرمت پر ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کا اجماع منعقد ہے اور ان کے مذاہب کی معتمد کتب سے اس پر بیسیوں عبارات پیش کی جا سکتی ہیں مگر ہم صرف ایک ایک عبارت پر اکتفا کرتے ہیں:

(۱) امام زین الدین ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

(قوله او يغني للناس) لانه يجمع الناس على ارتكاب كبيرة كذا في الهداية وظاهره ان الغناء كبيرة وان لم يكن للناس بل لاسماع نفسه دفعا للوحشة، وهو قول شيخ الاسلام رحمه الله فانه قال بعموم المنع۔

وفي المعراج الملاهي نوعان محرم وهو الآلات المطربة من غير الغناء كالمزمار سواء كان من عود او قصب كالشبابة او غيره كالعود والطنبور لمارُوي ابوامامة رضي الله عنه انه عليه الصلوة والسلام قال ان الله بعثني رحمة للعالمين وامرني بمحق المعازف والمزامير ولانه مطرب مصد عن ذكر الله تعالى والنوع الثاني مباح وهو الدف في النكاح۔ (البحر الرائق: ج۷، ص۸۸)

"لوگوں کے سامنے گانے والے کی شہادت قبول نہیں اس لیے وہ لوگوں کو ایک کبیرہ گناہ کے ارتکاب پر جمع کر رہا ہے، ہدایہ میں یونہی ہے، اس کا ظاہر مطلب یہ ہے کہ گانا ایک کبیرہ گناہ ہے گو کہ لوگوں کے لیے نہ گایا جائے بلکہ وحشت وتنہائی دور کرنے کے لیے صرف اپنے لیے گایا جائے اور یہی شیخ الاسلام خواہرزادہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ انہوں نے گانے کو مطلقاً منع لکھا ہے۔

در معراج الدرایہ میں ہے کہ کھیل تماشے دو قسم کے ہیں: ایک تو حرام ہے اور وہ بے گانے بجے صرف ہیجان ومستی پیدا کرنے والے آلات کی آواز، جیسے بانسری خواہ لکڑی کی ہو یا نرکل کی جیسے شابہ یا بانسری کے سوا کوئی اور آلہ ہو جیسے عود وطنبور۔

حرمت کی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے باجے تماشے اور بانسری مٹانے کا حکم فرمایا ہے۔

حرمت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ مستی آور اور ذکر الٰہی سے مانع ہے۔

اور تفریح کی دوسری قسم جائز اور وہ ہے نکاح کے موقع پر دف بجانا۔"

اکثر فقہاء رحمہم اللہ نے اسے بھی ناجائز قرار دیا ہے، تفصیل آگے آرہی ہے۔

(۲) علامہ محمد بن حطاب مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قال في التوضيح الغناء ان كان بغير آلة فهو مكروه.

واما الغناء بآلة فان كانت ذات اوتار كالعود والطنبور فممنوع وكذلك المزمار والظاهر عند بعض العلماء ان ذلك يلحق بالمحرمات وان كان محمد اطلق في سماع العتبي انه مكروه، وقد يريد بذلك التحريم، ونص محمد بن الحكيم على ان سماع العود ترد به الشهادة قال وان كان ذلك مكروها على كل حال وقد يريد بالكراهة التحريم كما تقدم. (مواهب الجليل: ج٦، ص١٥٣)

"توضیح میں ہے کہ گانا اگر بغیر آلات موسیقی کے ہو تو وہ مکروہ ہے، یہاں مکروہ سے مراد حرام ہے۔

اور آلات کے ساتھ گانا اگر ایسے آلہ کے ساتھ جو تاروں والا ہے جیسے عود اور طنبور تو یہ گانا ممنوع ہے اور اسی طرح بانسری بھی ممنوع ہے۔

محمد بن حکیم رحمہ اللہ نے تصریح فرمائی ہے کہ عود سننے والے کی گواہی رد کی جائے گی، اس کا سننا ہر حال میں مکروہ ہے، یہاں مکروہ سے حرام مراد ہے جیسے گزر چکا۔

(۳) امام ابو حامد غزالی شافعی رحمہ اللہ حرمت غناء کے متعلق حضرت امام ابو حنیفہ، سفیان ثوری، مالک بن انس و دیگر علماء رحمہم اللہ کا مذہب نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

وقال الشافعي رحمه الله في كتاب آداب القضاء ان الغناء لهو مكروه يشبه الباطل ومن استكثر منه فهو سفيه ترد شهادته.

قال الشافعي رضي الله عنه صاحب الجارية اذا جمع الناس لسماعها فهو سفيه ترد شهادته.

وحکی عن الشافعی رحمہ اللہ انہ کان یکرہ التغبیر بالقضیب ویقول وضعتہ الزنادقۃ لیشغلوا بہ عن القرآن۔ (احیاء علوم الدین: ج ۲، ص ۲۸۲)

"امام شافعی رحمہ اللہ کتاب آداب القضاء میں لکھتے ہیں کہ گانا بجانا ایک مکروہ اور باطل مشغلہ ہے، جو اس میں زیادہ انہماک رکھے وہ احمق ہے، اس کی گواہی رد کردی جائے گی۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ گانے والی لونڈی کا مالک اگر گانا سنانے کے لیے لوگوں کو جمع کرے تو وہ بھی احمق اور مردود الشہادۃ ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ چھڑی بجانے سے جو ٹک ٹک کی آواز پیدا ہو وہ بھی مکروہ و ناپسندیدہ ہے، یہ فتنہ زندیق کی ایجاد ہے تاکہ اس کے ذریعہ مسلمانوں کو قرآن مجید سے غافل کردیں۔

(۲) علامہ علی بن سلیمان مرداوی حنبلی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

قال فی الرعایۃ یکرہ سماع الغناء والنوح بلا آلۃ لھو ویحرم معھا وقیل وبدونھا من رجل وامرأۃ (الانصاف: ج ۱۲، ص ۵۱)

"الرعایۃ میں ہے کہ گانا اور نوحہ آلات موسیقی کے بغیر مکروہ ہے اور ان آلات کے ساتھ حرام ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ ان آلات کے بغیر بھی حرام ہی ہے، خواہ مرد کی آواز ہو یا عورت کی۔"

آگے لکھتے ہیں:

قال فی الفروع یکرہ غناء وقال جماعۃ یحرم وقال فی الترغیب اختارہ الاکثر۔ (حوالہ بالا)

"فروع میں لکھا ہے کہ گانا مکروہ ہے اور علماء کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ حرام ہے اور ترغیب میں لکھا ہے کہ اکثر حضرات نے اسی قول حرمت کو اختیار کیا ہے۔"

سینما مالک کی دعوت کھانے کا حکم

سوال: سینما کے مالکان یا ملازمین کے ہاں دعوت کھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر ان لوگوں کے پاس سینما کی آمدنی کے علاوہ کوئی جائز آمدنی نہ ہو تو ان کے ہاں دعوت کھانا یا ان کا ہدیہ قبول کرنا جائز نہیں۔

قال في الهندية: اهدى الى رجل شيئا او اضافه ان كان غالب ماله من الحلال فلا بأس الا ان يعلم بانه حرام فان كان الغالب هو الحرام ينبغي ان لا يقبل الهدية ولا يأكل الطعام الا ان يخبره بانه حلال ورثه او استقرضه من رجل كذا في الينابيع۔ (عالمگیریہ کتاب الکراہیۃ ج ٤)

وفي الاشباه القاعدة الثانية من النوع الثاني: اذا اجتمع عند احد مال حرام وحلال فالعبرة للغالب ما لم يتبين۔ (الاشباه والنظائر ج ١ ص ١١٢)

ویڈیو کیسٹ کی تجارت

سوال: ویڈیو کیسٹ کی تجارت کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ویڈیو کیسٹ ہوں یا گانوں کی عام کیسٹ ہوں جب ان میں فلم اور گانے مجرے ہوں تو ان کی تجارت کرنا خرید و فروخت کرنا جائز نہیں۔

سوال: گانوں کی تجارت سے حاصل ہونے والی آمدنی کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ آمدنی حرام ہے اس کا استعمال کرنا جائز نہیں بلکہ بغیر نیت ثواب کے اس کا

صدقہ کر دینا جواب ہے۔

سوال: اداکار یا اداکارہ گلوکار وغیرہ کی کمائی کا کیا حکم ہے؟

جواب: ان کی کمائی حرام ہے اس کا استعمال جائز نہیں۔ جیسا کہ پہلے حدیث میں گزر چکی ہے۔

ویڈیو فلم بنانے کا پیشہ

سوال: ویڈیو فلم بنانے کا پیشہ اختیار کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں اس سے کمائی ہوئی رقم کا استعمال بھی حرام ہے۔

قال العلامة الصابونی: أن لا یکون العمل المستاجر له معصیة فلا یجوز الاستئجار علی النوح علی المیت، ولا علی الملاهی والرقص، الغناء الماجن، وسائر المنکرات، وما اخذ من الاجرة علی ذلک حرام، یجب رده الی صاحبه ان علم والا فیجب انفاقه للتخلص من اثمه، لانه کسب خبیث۔ (فقه المعاملات)

اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ اگر معقود علیہ عین معصیت ہو، جیسے ناچ گانا بجانا، زنا، چوری، جعل سازی، چغل خوری، تعزیہ بنانا، بت سازی، تصویر سازی، شراب کشی، شرک وکفر اور حرام کاموں کی ترویج اور بدعات وفسق وفجور، یہ اجارہ بالاتفاق ناجائز اور حرام ہے، اس کی اجرت لازم نہیں اس لیے احتراز کرنا واجب ہے اور ان گناہوں کی انجام دہی سے جو اجرت یا نفع حاصل ہو وہ ملک خبیث ہے، اگر مالک معلوم ہو تو اسی کو واپس کرنا ورنہ بلانیت ثواب صدقہ کر دینا واجب ہے۔ ان کا استعمال حلال نہیں۔

یاتی علی الناس زمان لا یبالی المرء ما اخذ منه امن الحلال ام من الحرام۔

(بخاری کتاب البیوع رقم الحدیث ۲۰۵۹)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ کمانے میں حلال و حرام کی تمیز باقی نہیں رہے گی۔ (بس جو ملا کھالیا اس کی کوئی پرواہ نہیں حلال ہے یا حرام)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعس عبدالدینار والدرھم والقطیفة والخمیصة، ان اعطی رضی وان لم یعط لم یرض۔ (بخاری: ۲۸۸٦)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایسا شخص ہلاک اور ناکام ہو جو درہم و دینار اور لباس اور کھانے پینے کا غلام بنا رہتا ہے، اگر ملی تو خوش ہے۔ اگر محروم رہے تو ناراض رہتا ہے۔ (بخاری)

لہذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ حلال و حرام کی پہچان حاصل کرے تا کہ اپنے کو حرام کاری اور حرام خوری سے بچا سکے تجارت میں حلال طریقہ اختیار کرے حرام چیزوں کی تجارت یا حرام طریقہ تجارت سے اجتناب کرے کہیں ایسا نہ ہو ان محنت کر کے شام کو حرام لقمہ پیٹ میں ڈالنا پڑے، جبکہ حدیث میں آتا ہے کہ جسم کا جو حصہ حرام غذا سے پرورش پائے وہ جہنم کی آگ میں جلنے کا زیادہ لائق ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی حفاظت فرمائے۔ بہت خطرناک بات ہے۔ دنیا کی چند روزہ زندگی جیسی تیسی گزر ہی جائے گی، اصل فکر تو آخرت کی کرنی ہے، اللہ تعالیٰ سب کو رزق حلال نصیب فرمائے۔

گاڑی میں گانا بجانا

سوال: گاڑی میں گانا بجے تو کیا کرنا چاہیے؟

جواب: اگر ممکن ہو تو ڈرائیور کو سمجھا دیا جائے مان جائے تو ٹھیک ہے ورنہ اس طرف توجہ نہ دی جائے، بلکہ ذکر واذکار یا توبہ استغفار میں مشغول رہے۔

سوال: ڈرائیور کے لیے گانا بجانے کا کیا حکم ہے جبکہ اس کو یہ عذر ہوتا ہے کہ اس کے بغیر نیند آتی ہے۔ دوسرا یہ کہ بعض مسافروں کی خواہش ہوتی ہے کہ گانا بجنا چاہیے تاکہ سفر اچھا گزر جائے۔

جواب: گانا بجانا کسی کے لیے بھی جائز نہیں، ڈرائیور ہو یا کلرک یا درزی وغیرہ ہو۔ جہاں تک نیند آنے کا تعلق ہے اس کے لیے یہ تدبیر اختیار کی جاسکتی ہے کہ کسی بزرگ کے وعظ کی یا علماء حق کی نعت وغیرہ کی کیسٹ سنی جاسکتی ہے۔ باقی رہا مسافروں کی خواہش کسی مخلوق کو راضی کرنے کے لیے خالق کی ناراضگی مول لینا ایک مسلمان کے لیے بہت ہی گھاٹے کا سودا ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لاطاعة لمخلوق في معصية الخالق۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کام سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو مخلوق کو راضی کرنے کے لیے وہ کام کرنا جائز نہیں اور دوسرے کی دنیا بنانے کے لیے اپنی آخرت تباہ وبرباد کرنا یہ بھی کوئی عقلمندی نہیں۔

وعظ ونصیحت فائدہ سے خالی نہیں

دوران سفر گاڑی میں ریکارڈنگ ہو رہی ہو تو کیا معاملہ کیا جائے، اس سلسلہ میں ایک واقعہ لکھ دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بندہ نے بروز ۲۰ ذی الحجہ ۱۴۱۸ھ کو بذریعہ الیوسف کوچ شام پانچ بجے کوئٹہ سے کراچی کے لیے روانہ ہوا ایک مقام پر گاڑی مغرب کی نماز کے

لیے روکی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد ڈرائیور نے گانے کی کیسٹ چلا دی تو میرے برابر میں ایک مولوی صاحب بیٹھے ہوئے تھے جو کابل کے محاذ سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ انہوں نے اٹھ کر ڈرائیور کو سمجھایا تو ٹیپ بند کر دیا گیا پھر ایک مسافر نے جا کر دوبارہ ٹیپ چلوایا تو مولوی صاحب پھر گئے اور منع کیا اور اس دوران گانا سننے کے شائقین میں سے دو افراد موقع پر پہنچ گئے اور کچھ اس کے حامی سیٹ پر بیٹھے بیٹھے گانے کی حمایت میں آواز لگا رہے تھے۔ اس صورت حال کو دیکھ کر بندہ بھی موقع پر پہنچا اور سب کو پیار ومحبت سے بٹھا دیا اتنے میں ٹیپ بھی بند کر دیا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے خطبہ پڑھ کر گانے کی مذمت پر تقریر شروع کی پندرہ منٹ تک یہ سلسلہ جاری رہا، تمام مسافروں نے بہت ہی شوق سے اس تقریر کو سنا پورے مجمع پر سکوت طاری رہی۔ تقریر ختم ہونے کے بعد بعض حضرات نے شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد ساڑھے بارہ گھنٹے کا سفر ختم ہونے تک کسی نے گانا سننے کی خواہش نہیں کی اور کر دو بیٹھے ہوئے کچھ مسافروں نے بندہ کا تعارف حاصل کرنا چاہا ان کو مختصر سا تعارف کروایا اس کے بعد بحمد اللہ رات تقریباً بارہ بجے تک مختلف دینی مسائل پوچھنے کا اور سوال وجواب پند ونصیحت کا سلسلہ جاری رہا۔ اس طرح صبح کے وقت سلام ودعا اور معافی تلافی کے ساتھ سفر اختتام کو پہنچا۔ فالحمد وللہ التوفیق۔

فائدہ:

اس واقعہ سے ایک تو یہ بات معلوم ہوئی کہ جب کوئی کام شریعت کے خلاف ہوتا ہوا نظر آئے تو اس کو روکنے کی حتی المقدور کوشش کرنی چاہیے۔ کیونکہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ جب تم میں سے کوئی شخص کسی برائی (گناہ کا کام) کو ہوتا ہوا دیکھے تو اس کو ہاتھ سے روک دے، اگر ہاتھ سے روکنے پر قدرت نہ ہو تو زبان سے روکے اور اگر زبان سے روکنے پر بھی قدرت نہ ہو تو دل سے اس کام کو برا سمجھے یہ ایمان کا ادنیٰ درجہ ہے۔ ہاں البتہ

طریقہ ایسا اختیار کیا جائے جس نے فتنہ پیدا نہ ہو اور اس واقعہ سے یہ بات ثابت ہوئی کہ نصیحت ضرور فائدہ دیتی ہے بشرطیکہ دل میں صلاحیت ہو اس خیال سے بیٹھ جانا کہ لوگ نہیں مانے گا انہیں کوشش بھی نہیں کرنی چاہیے یہ قرآن وحدیث کے نصوص کے خلاف ہے بلکہ اپنی استطاعت کی حد تک کوشش کرے اور نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دے اور دعا بھی کرتا رہے۔ وماتوفیقی الا باللہ۔

عبرت آموز واقعہ

ایک دفعہ کوئٹہ سے آتے ہوئے بس ٹرمینل پر پہنچا تو خیال ہوا کہ ٹکٹ خریدنے سے پہلے ہی کمپنی کے مالک سے بات کرنی چاہیے کہ دوران سفر گانے بجانے سے پرہیز کیا جائے گا، مسافروں کے مطالبہ کی صورت میں کوئی نظم نعت یا تقریر کی کیسٹ چلائی جائے گی، اسی دوران ایک معروف کمپنی ''الخدمت کوچ'' کے دفتر بھی جانا ہوا تو دیکھا کہ کوچ پر لکھا ہوا تھا ''ویڈیو کوچ'' پھر دوران سفر کون سا فلم دکھائی جائے گی اس کو دفتر کے سامنے ٹی وی پر رکھا رہے تھے اور بعض ناعاقبت اندیش لوگ بڑے ذوق وشوق سے اس کمپنی کی ٹکٹ خرید رہے تھے اور اپنے خیال میں بڑے مگن تھے کہ دوران سفر یہ فلم دیکھنے کا موقع ملے گا۔ میں وہاں کھڑے سوچتا رہا کہ ہمارا یہ کراچی کا سفر سفر آخرت بھی تو ہو سکتا ہے، کیونکہ موت کا وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی کو متعین کر کے بتلایا نہیں گیا، حادثہ اور مصیبت تو کسی کو بتا کر نہیں آتی، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حادثاتی موت سے پناہ مانگی ہے اور سفر میں نکلتے وقت خاص طور پر ان الفاظ سے دعا مانگتے تھے۔

اللّٰھم انی اعوذبك من وعثاء السفر، وکآبة المنظر وسوء المنقلب فی المال والاھل۔

اس دعا کا حاصل یہی ہے کہ دوران سفر بری موت سے بچالے، بری حالت پیش آنے سے بچا لے۔

بہر حال دو تین کمپنیوں سے بات کی لیکن کوئی بھی اس بات کے لیے تیار نہیں تھا کہ سفر کے دوران ریکارڈنگ نہیں ہوگی بلکہ ہر ایک کا ایک ہی عذر تھا کہ ہم اگر یہ لعنت والا منحوس کام دیکھا کر گانا بجانا نہیں کریں گے تو ہماری کمپنی فیل ہو جائے گی۔ مایوس ہو کر وہاں سے نکل رہا تھا تو ایک صاحب اپنے دفتر سے نکل کر یہ کہتا ہوا ہمارے پیچھے آ رہا تھا، سلام کے بعد پوچھا، آپ کی کیا پریشانی ہے؟ میں نے کہا میں کسی ایسی گاڑی میں سفر کرنا چاہتا ہوں جس میں ریکارڈنگ نہ ہوتا کہ سفر کے دوران قدرتی مناظر دیکھ کر اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا اور عبرت حاصل کرنا آسان ہو گناہوں سے بچتا ہوں۔ خدانخواستہ سفر کے دوران ہی موت آجائے تو گناہ کی حالت میں موت نہ آئے، ایسی دو تین باتیں کیں تو ان صاحب نے کہا کہ آپ ہماری کمپنی کے ساتھ سفر کریں ان شاء اللہ گانا بجانا یا کوئی خلاف شرع کام نہیں ہوگا آپ کا سفر سکون گزرے گا۔ ان کے دفتر چلے گئے۔ دوسری کمپنیوں کا کرایہ ڈھائی سو روپے تھا ان صاحب نے ہم سے دو سو روپے لیے، البتہ ان کی گاڑی اور گاڑیوں سے ایک گھنٹہ تاخیر سے روانہ ہوئی ہم نے کہا خیر ہے۔ بحمد اللہ دوران سفر کوئی ریکارڈنگ نہیں ہوئی نمازوں کے اوقات میں نماز کی ادائیگی کے لیے بس بھی روکتے رہے آرام وسکون سے نمازیں ادا ہوتی رہیں۔ عشاء کے کچھ دیر کے بعد آرام سے سو گئے تھے۔ رات تقریباً ڈھائی بجے کا وقت تھا اچانک گاڑی نے راستے کے بیچ میں بریک لگا دی، سب مسافر بیدار ہو گئے، باہر جھانک کر دیکھا تو ہر طرف اندھیرا چھایا ہوا تھا اس لیے دل میں گھبراہٹ سی ہوئی یا اللہ خیر اتنے میں ڈرائیور صاحب نے کہا کہ اتر جائیں اپنے بھائیوں کی مدد کریں۔ دوسری گاڑی کو حادثہ لاحق ہو گیا ہے۔ گاڑی سے جب باہر نکلا ہر طرف چیخ و پکار شور سے کان بھری

آواز سنائی نہیں دے رہی تھی اور مدد کے لیے بلایا جارہا تھا، روشنی کا کوئی انتظام نہیں تھا اور بھی کئی گاڑیاں کھڑی تھیں، زخمیوں کو مختلف گاڑیوں میں منتقل کیا جارہا تھا، ہماری گاڑی کی پچھلی سیٹ خالی کروا کر اس میں معصوم زخمیوں کو لٹایا گیا، ان لوگوں نے بتایا کہ چھ مسافر جاں بحق ہوگئے، باقی تقریباً سب زخمی ہیں۔ پھر جس گاڑی کو حادثہ لاحق ہوا تھا اس کے قریب جاکر دیکھا وہ "شکست ویڈیو کوچ" تھی، زخمیوں نے بتایا کہ اکثر مسافر تقریباً سور ہے تھے بعض بیدار بھی تھے گاڑی میں ڈرامہ چل رہا تھا، اتنے میں ڈرائیور سے گاڑی بے قابو ہوگئی، گاڑی الٹ گئی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے، گناہوں پر اصل سزا تو آخرت میں ہوگی، اللہ تعالیٰ عبرت کے لیے کبھی دنیا میں بھی ایسی سزائیں دے دیتے ہیں تاکہ لوگ دیکھ کر عبرت حاصل کریں۔ بتائیں جن لوگوں کی اس گناہ کی حالت میں موت آگئی ان کی کتنی بری موت ہے کہ دنیا سے جاتے جاتے، گناہوں میں لت پت ہوکر گئے اس کا ذمہ دار ڈرائیور اور گانے کے شوقین مسافر دونوں ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ ہروقت اپنی موت کو سوچے خصوصاً سفر کے دوران تو اس کو زیادہ سوچنا چاہیے۔

گانے سننے سے اجتناب کا اہم واقعہ

ایک دفعہ ہم سفر درپیش تھا، قندھار سے واپسی پر ساتھیوں سے مشورہ ہوا کہ کراچی تک بس میں سفر کریں گے تو بارہ گھنٹے کا راستہ ہے، مگر ڈرائیور ریکارڈنگ کرے گا ہم منع کریں گے، ہوسکتا ہے کہ کوئی بدمزگی پیدا ہوجائے اس لیے بہتر ہے کہ ریل پر سفر کرتے ہیں، اگرچہ وقت زیادہ خرچ ہوگا، لیکن سفر سکون سے گزر جائے گا۔ ساتھیوں نے بھی اس رائے سے اتفاق کیا، چنانچہ ریل کا ٹکٹ خرید کر اس میں سوار ہوگئے۔ چند منٹ کے بعد پتہ چلا کہ

گاڑی ایک گھنٹہ تاخیر سے روانہ ہوئی۔ اب قدرت کا کرنا ایسا ہوا کہ ہماری سیٹ کے سامنے والی سیٹ پر چند مسافر بیٹھے ہوئے تھے ان کے ہاتھ میں ٹیپ ریکارڈ تھا ان میں سے ایک کہنے لگا کہ میں سیل نہ لے سکا ایک ساتھی جلدی سے سیل لے کر آ جائیں وہ گئے اور بیٹری لے کر آ بھی گیا اور ٹیپ چلنا شروع ہو گیا۔ اب ہم سخت پریشان ہو گئے، یا اللہ جس گناہ سے بچنے کے لیے ہم نے یہ طویل راستہ اختیار کیا وہ تو اب ہمارے سر پہ ہی آ گیا کیا کریں۔ اب دل میں خیال ہوا ہم نے غلط کیا بس میں چلے جاتے تو ان کو ریکارڈنگ سے روکتے سب مسافروں کا بھلا ہو جاتا اپنی سہولت کے لیے ریل پر سوار ہو گئے شاید اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہ آئی، بہرحال آزمائش میں مبتلا تو ہو ہی گئے تھے۔ گاڑی اپنی منزل کی طرف روانہ ہو چکی تھی پہلے تو ہم نے مغرب کی نماز پڑھی اس بہانے سے گانا بند کروا دیا پھر عشاء کی نماز کے وقت عشاء پڑھی رات گیارہ بجے جب کہ ان لوگوں نے دوبارہ ٹیپ چلا دیا میں اوپر برتھ میں تھا، نیچے ساتھی پریشان ہو رہے تھے۔ اب میں آ: ہستہ سے اترا۔ ان لوگوں سے کہا تھوڑی دیر کے لیے گانا بند کریں میں نے کچھ ضروری باتیں کرنی ہے، انہوں نے ٹیپ بند کر لیا تو میں نے موت کی یاد فکر آخرت دیگر ترغیب و ترہیب کے متعلق آیات قرآنیہ احادیث مبارکہ سنانا شروع کیا۔ تقریباً پونے گھنٹہ کے بعد سلسلہ ختم ہوا تو ان میں سے ایک نے کہا مولانا آپ کو معلوم بھی ہے کہ ہمارا تعلق اہل تشیع سے ہے، تاہم آپ کے احترام میں ہم نے آپ کی تقریر سن لی، اب رات زیادہ ہو چکی ہے، آرام کر لیتے ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے گانے سننے کی لعنت سے بچا لیا۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو دین کا فہم فکر آخرت نصیب فرمائے، اس قسم کے خرافات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

گانا بجانے کے ذریعہ ایذا رسانی کا واقعہ

بعض لوگ اپنے گھروں اور دکانوں میں بلند آواز سے گانے بجاتے ہیں اور ریکارڈنگ کرتے ہیں جس کی وجہ سے پڑوس کے لوگوں کو سخت تکلیف پہنچتی ہے اور نیند میں بھی خلل پڑتا ہے اور گانے سے نفرت کرنے والوں کو ذہنی اذیت پہنچتی ہے جس سے آپس میں ایک دوسرے کے لیے دل میں نفرت پیدا ہوتی ہے جو کہ فتنہ وفساد کی جڑ ہے جبکہ گانا بجانا تو فی نفسہ بھی حرام ہے۔ زور سے بجانا باعث تکلیف اور دوسروں کی ایذاء کا سبب بننے کی وجہ سے ڈبل گناہ ہے۔

واقعہ:

ایک دفعہ کی بات ہے کہ میرا گزر ہوا تو میں نے دیکھا کہ ایک گھر میں بڑے زور کی ریکارڈنگ ہو رہی تھی، انہوں نے اسپیکر اوپر لگایا ہوا تھا، برابر کے مکان میں ایک شخص جاں بلب تھا، ان کے گھر والے بار بار منت سماجت کر رہے تھے کہ ہمارے مریض کی حالت نازک ہے، کم از کم اوپر کے اسپیکر ہی بند کر دیں لیکن اس ریکارڈنگ کے دلدادہ نے ایک نہ سنی جس پر لڑائی ہوگئی محلے والوں کی مداخلت پر تھوڑی دیر کے لیے ریکارڈنگ بند کر دی اور اس کے بعد پھر شروع کر دی۔ کچھ دیر کے بعد معلوم ہوا کہ ان صاحب کا انتقال ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون بہر حال اس مریض کو پڑوسی سے راحت نہ مل سکی بلکہ اس تکلیف کی حالت میں ہی وہ بیچارہ دنیا سے چل بسا۔ یہ ہے آج کا مسلمان جنہیں شریعت کے احکام اور پڑوس کے حقوق کا کوئی لحاظ نہیں۔ شادی ہو یا غم کا کوئی موقع اس میں طبلا بجانا، شور شرابہ کرنا، ڈھول

سے ریکارڈنگ بجنا اس کو زندگی کا حصہ سمجھ لیا گیا۔ نعوذ باللہ منہ

ٹی وی، وی سی آر

سوال: ٹی وی، وی سی آر کی خرید وفروخت کرنا کیسا ہے؟

جواب: جائز نہیں۔ یہ حرام تجارت کے اندر داخل ہے اس لیے اس کی خرید وفروخت سے بچنا لازم ہے۔

سوال: انٹینا یا ڈش انٹینا کی خرید وفروخت کا کیا حکم ہے؟

جواب: حرام ہے۔ اس سے حاصل ہونے والی آمدنی بھی حرام ہے۔

ٹی وی میں پروگرام دیکھنا بڑا گناہ ہے

سوال: ٹی وی میں پروگرام میچ وغیرہ دیکھنا کیسا ہے؟

جواب: موجودہ زمانہ میں ٹی وی کی تباہ کاریاں کسی عقلمند انسان پر مخفی نہیں، یہ کئی بڑے گناہوں کا مجموعہ ہے، اس سے آخرت تباہ ہونے کے علاوہ ہزاروں کی دنیا بھی تباہ ہوگئی ہے اور ہو رہی ہے، اس میں تصویر کی لعنت ہے، فحش پروگرام آتے ہیں، گانا بجانا، غیر محرم عورتوں کی تصویر دیکھنا، پہلوان، تیراک، کھلاڑی وغیرہ۔ عموماً نیم برہنہ ہوتے ہیں ان کا ستر دیکھنا، اسی طرح دیگر گناہوں کا برملا ارتکاب ہوتا ہے۔

جبکہ یہ سارے گناہ کبیرہ ہیں اور سخت وعیدوں کا مصداق ہیں، مثلاً گانا بجانا اور ان میں

مال ضائع کرنے کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ومن الناس من یشتری لہو الحدیث لیضل عن سبیل اللہ بغیر علم الآیۃ۔ (۲۱۔۶)

اور بعض آدمی ایسا ہے جو ان باتوں کا خریدار بنتا ہے جو غافل کرنے والی ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے بے سمجھے بوجھے گمراہ کرے اور اس کا مذاق اڑائے۔ ایسے لوگوں کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

اور اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ اس سے مراد گانا ہے۔ الغناء والذی لا الہ الا ھو یرددھا ثلاث مرات۔

(تفسیر ابن جریر ج۲۱ ص ۳۶)

اور تصویر کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اشد الناس عذابا عند اللہ المصورون۔ (متفق علیہ مشکوٰۃ)

(یعنی قیامت کے روز سب سے زیادہ عذاب اللہ تعالیٰ کے پاس تصویر والوں کو ہوگا اور گانا بجانے کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء الزرع۔ (ابوداؤد و بیہقی) یعنی گانا دل میں نفاق کو اگاتا ہے جیسا کہ پانی کھیتی کو اگاتا ہے۔)

اور ارشاد فرمایا: الغناء رقیۃ الزنا۔ (تلبیس ابلیس ص۲۹۱) گانا زنا کا منتر ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ٹی وی کا پروگرام خواہ کسی بھی نوعیت کا ہو، ٹی وی کے جو عام اثرات سامنے آرہے ہیں وہ یہ ہیں: بے حیائی، بے غیرتی، بے شرمی، بے ادبی، فحاشی اور دیگر جرائم میں نہایت تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے اور پورا مسلم معاشرہ تباہ ہو کر رہ گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ ٹی وی کے حاصل اور انجام کو دیکھا جائے گا اور انجام بالکل خلاف شرع ہے اور انتہائی خطرناک ہے۔

اس لیے جب ٹی وی اپنے موجودہ غالب استعمال کے اعتبار سے آلۂ معصیت ٹھہرا تو اس ملعون آلہ کو خریدنا اسے گھر میں رکھنا اور استعمال کرنا شرعاً جائز نہیں۔

ٹی وی میں اسلامی نشریات سننا بھی حرام ہے

سوال: ٹیلی ویژن پر کسی عالم کی تقریر سننا یا کرکٹ دیکھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ٹی وی دیکھنا بہرحال وجوہ ذیل کی بناء پر حرام ہے:

(۱) اس میں عموماً اصل کی بجائے عکس آتی ہے۔ جو تصویر ہونے کی وجہ سے حرام ہے اور جس مجلس میں تصویر ہو وہاں جانا بھی حرام ہے، احادیث میں تصویر والوں پر لعنت وارد ہوئی ہے جہاں تصویر ہوتی ہے وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔

(۲) اناؤنسر عورت ہوتی ہے، نہ عورت کا عکس دیکھنا بھی حرام ہے۔ خواہ تصویر ہو یا براہ راست عکس دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔

(۳) اناؤنسر کے علاوہ ٹی وی پر بہت سی عورتیں آتی ہیں جنہیں مرد دیکھتے ہیں اور ٹی وی پر آنے والے مردوں کو عورتیں دیکھتی ہیں غیر محرم مرد و عورت کا ایک دوسرے کو بلا ضرورت شدیدہ دیکھنا حرام ہے۔

(۴) کشتی اور تیراکی اور اسی طرح کھیل وغیرہ کے مناظر میں ستر کھلتے ہیں کسی کے سامنے ستر کھولنا اور کسی کا ستر دیکھنا حرام ہے۔ لقولہ علیہ السلام: لعن اللّٰہ الناظر والمنظور الیہ

(۵) موسیقی اور دوسرے فواحش و بے حیائی پر مشتمل نشریات ہوتی ہیں جنہیں سننا اور دیکھنا دونوں حرام ہے۔

(۶) ٹی وی کے مفاسد مذکورہ کی وجہ سے معاشرہ میں بے حیائی، فحاشی، بدمعاشی، زنا اور ہر قسم کی بدکاری کا طوفان بپا ہو گیا ہے۔ حتیٰ کہ سگے بھائی بہن اور باپ بیٹی کی آپس میں بدکاری کے واقعات پیش آرہے ہیں۔ (بعض واقعات عبرت کے لیے کتاب کے آخر میں درج کر دیے گئے ہیں)

(۷) ٹی وی جیسے آلہ لہو ولعب بے دینی، فواحش ومنکرات کے مرکز پر دینی پروگرام دکھائے جاتے ہیں اور انہیں اشاعت اسلام کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ دین کی سخت بے حرمتی ہے اور مسلمان کے لیے ناقابل برداشت توہین ہے۔

(۸) کوئی کتنا ہی اہتمام کرے کہ صرف جائز اشیاء ہی دیکھے گا تو بھی احتراز ناممکن ہے۔

(۹) کوئی دین دار شخص محرمات سے بچ کر ٹی وی دیکھنے کی کوشش کرے تو عوام اس سے ٹی وی کی مطلقاً اباحت پر استدلال کریں گے۔

اس کے علاوہ بھی بہت سی قباحتیں ہیں جن کی بناء پر ٹی وی دیکھنا مطلقاً حرام ہے کوئی دینی پروگرام دیکھنا بھی جائز نہیں ہے۔ (ماخوذ از احسن الفتاویٰ ج ۸)

ٹی وی میں حج کے پروگرام اسی طرح رمضان میں حرم شریف کی تراویح دیکھنا

سوال: آج کل ٹی وی میں حج کے پروگرام اسی طرح رمضان المبارک میں تراویح کے پروگرام دکھائے جاتے ہیں شرعاً ان پروگراموں کو دیکھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب ٹی وی کے پروگرام دیکھنا شرعاً ناجائز ہونے کی وجوہات میں سے ایک اہم وجہ تصاویر ہیں کہ تصاویر کو دیکھنا شرعاً جائز نہیں ہے۔ خصوصاً مردوں کے لیے عورتوں کی تصاویر دیکھنا جبکہ پروگرام میں مرد و عورت دونوں ہوتے ہیں، دیکھنے والوں میں بھی دونوں ہوتے ہیں تو ایک دوسرے کے تصاویر دیکھیں گے جو شرعی نقطۂ نگاہ سے بہت ہی قبیح فعل ہے۔ اس کے ساتھ ان پروگراموں کو دیکھنا ناجائز ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس سے دوسرے لوگ ٹی وی کے جواز پر استدلال کریں گے۔ جو ایک بڑے فتنہ کا سبب ہوگا۔ لہٰذا اس سے اجتناب کرنا واجب ہے۔

ٹی وی والے گھر میں داخل ہونے کا حکم

سوال: اعزاء و اقرباء میں سے کسی کے گھر جائیں اور وہاں ٹی وی چل رہا ہو تو کیا کرنا چاہیے؟

جواب: ان کو سمجھا دیا جائے کہ ٹی وی گھر سے نکال دے یا کم از کم جتنی دیر آپ وہاں بیٹھے ہوں اتنی دیر کے لیے بند رکھے۔ ورنہ وہاں بیٹھنا جائز نہیں ہے۔

اذا عملت الخطيئة في الارض فمن شهدها فكرهها كان كمن غاب عنها ومن غاب عنها فرضيها كان كمن شهدها (اى باشرها وشارك اهلها)

(سنن ابی داؤد: ج ۲، ص ۲۴۹)

جب زمین میں کہیں گناہ ہوتا ہے تو جو شخص موقع پر موجود ہونے کے باوجود اسے دل

میں ناپسند کرے تو وہ (حکماً) اس شخص کی مانند ہے جو اس سے غائب ہے اور جو شخص وہاں سے غائب ہونے کے باوجود اس پر دل سے راضی ہو وہ (حکماً) اس شخص کی مانند ہے جو موقع پر موجود (اور شریک گناہ) ہے۔

وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فمن لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جو شخص اپنے سامنے برائی ہوتا ہوا دیکھے اس پر لازم ہے کہ اس برائی کو اپنے ہاتھ سے مٹا دے اور اگر اس پر قدرت نہ ہو تو زبان سے روکے اور اگر زبان سے روکنے پر قدرت حاصل نہ ہو تو دل ہی دل میں اس گناہ کو برا سمجھے اور یہ ارادہ رکھے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ ہاتھ یا زبان سے روکنے پر قدرت دے گا اس پر عمل کروں گا دل سے گناہ کو برا سمجھنا یہ ایمان کا ادنیٰ درجہ ہے۔

وقد نزل علیکم فی الکتاب ان اذا سمعتم ایات اللہ یکفر بہا ویستہزأ بہا فلا تقعدوا معہم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلہم الایۃ۔

(۴-۱۴۰)

اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس یہ فرمان بھیج دیا ہے کہ جب احکام الٰہیہ کے ساتھ استہزاء اور کفر ہوتا ہوا سنو تو ان لوگوں کے پاس مت بیٹھو جب تک کہ وہ کوئی اور بات شروع نہ کر دیں کہ اس حالت میں تم بھی انہی جیسے ہو جاؤ گے۔

امام ابوبکر جصاص رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وفی ہذہ الآیۃ دلالۃ علی وجوب انکار المنکر علی فاعلہ وان من انکارہ اظہار الکراہۃ اذا لم یمکنہ ازالتہ وترک مجالسۃ فاعلہ والقیام عنہ حتی ینتہی ویصیر الی حال غیرہا۔ (احکام القرآن: ج۲، ص۲۸۹)

یہ آیت اس پر دلالت کر رہی ہے کہ جو شخص گناہ کا ارتکاب کرے اس پر اظہارِ نکیر واجب ہے۔ اگر گناہ کا ازالہ ممکن نہ ہو تو بھی نکیر کی صورت ہے کہ گناہ پر نفرت اور کراہت کا اظہار کیا جائے اور مرتکب کبیرہ کی ہمنشینی چھوڑ کر دوسرے کام میں لگ جائے۔ (احکام القرآن)

ٹی وی والے ہوٹل میں کھانا کھانے کا حکم

سوال: جس ہوٹل میں ٹی وی چل رہا ہو اس میں چائے پینے یا کھانا کھانے کا کیا حکم ہے؟

جواب: کوشش کی جائے کہ کوئی ایسا ہوٹل ملے جس میں ٹی وی نہ ہو، دوسرا ہوٹل نہ ملنے کی صورت میں ہوٹل والے کو سمجھا دیا جائے اگر مان لے تو ٹھیک ہے انتہائی مجبوری کی صورت میں ہوٹل کے باہر کوئی کرسی وغیرہ لگی ہو وہاں پر بیٹھ کر ضرورت پوری کرے وہ بھی نہ ہو سکے تو جتنی دور ممکن ہو بیٹھ کر اپنی ضرورت پوری کر کے نکل جائے۔

دکان میں ٹی وی رکھنے کا عذر لنگ

سوال: ہوٹل کے مالک کا خیال ہے کہ اگر ٹی وی نہ ہو تو گاہک نہیں آئیں گے اسی مجبوری سے ٹی وی رکھنا چاہتا ہے۔ تو کیا اس عذر سے ٹی وی رکھنا جائز ہے؟

جواب: ہرگز جائز نہیں۔ یہ شیطانی وسوسہ ہے، حقیقت میں رزق کا مالک تو اللہ تعالیٰ ہے اسی پر توکل و بھروسہ کرنا چاہیے۔

نوٹ: روزی کماتے ہوئے اس بات کا خیال رکھا جائے کہ حلال کمائے اس کے لیے حلال

طریقہ ہی اختیار کیا جائے۔ اس لیے کہ اگر ناجائز طریقہ اختیار کرنے کی صورت میں اگرچہ بظاہر مال زیادہ مل جائے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس میں برکت نہیں ہوتی بلکہ بے برکتی ہوتی ہے۔ صرف مال جمع کرنا یہ کوئی کمال نہیں۔ بلکہ مال سے بھی اصل مقصد یہ ہے کہ زندگی سکون سے گزرے۔ حرام مال استعمال کر کے زندگی میں کبھی سکون حاصل نہیں ہوسکتا۔

کما ورد فی الحدیث: فمن اخذہ بطیب نفس بورک لہ فیہ ومن اخذہ باشراف نفس لم یبارک لہ فیہ وکان کالذی یاکل لا یشبع۔ (رواہ البخاری)

جس نے مال کو خوش دلی کے ساتھ (حلال طریقہ سے) حاصل کیا اسے برکت دی گئی اور جس نے مال ذلت نفس سے حاصل کیا اسے برکت نہیں ملتی وہ اس شخص کی طرح ہے جو کھانا کھائے لیکن اس کا پیٹ نہ بھرے۔ یعنی مال ہوتے ہوئے بھی مزید کے حرص کی وجہ سے پریشان رہے گا اس کو قناعت حاصل نہ ہوگی۔

ان التجار یبعثون یوم القیامۃ فجاراً الا من اتقی اللّٰہ وبر وصدق۔ (ترمذی کتاب البیوع) یعنی قیامت کے دن تاجروں کو فاجروں کی حیثیت سے اٹھایا جائے گا مگر جو تاجر تقویٰ نیکی اور سچائی اختیار کرے (وہ اس ذلت سے محفوظ رہے گا)۔ ظاہر بات ہے کہ ہوٹل میں ٹی وی رکھ کر لوگوں کو ڈرامہ دکھا کر جو روزی حاصل کی جائے گی تو اس مال میں برکت حاصل ہوسکتی ہے نہ ہی ایسا تاجر متقی کہلا سکتا ہے۔

توکل کی ہدایت

حضرت عمرو العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کے دل کے لیے ہر جنگل میں ایک شاخ اور ایک گوشہ ہے (یعنی انسان کے

دل اور اس کی جبلت میں رزق کے اسباب اور ذرائع اس کے حصول کے تعلق سے طرح طرح کی فکریں اور غم ہیں) پس جس شخص نے اپنے دل کو ان شاخوں اور گوشوں کی طرف متوجہ رکھا (یعنی اس نے اپنے دل کو ان تفکرات اور غموں میں مشغول اور منہمک رکھا اور پراگندہ خاطری کا شکار رہا) تو اللہ تعالیٰ کو کوئی پروا نہیں وہ کسی میدان میں ہلاک ہو جائے (یعنی جب وہ شخص اللہ پر توکل اور اعتماد سے بے پروا ہو کر ساری توجہ اپنی ذات وتدبیر اور تگ ودو میں مشغول رکھتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کو کیا پروا کہ وہ کس طرح ہلاکت اور تباہی میں مبتلا ہوتا ہے کس حالت میں اس کو موت آدبوچتی ہے) اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ پر اعتماد وتوکل کیا (اور اپنا تمام کام اللہ تعالیٰ کے ہی سپرد کر رکھا) تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام کاموں کی درستی کے لیے کافی ہو جاتا ہے (یعنی اس کو پریشانی کی ضرورت نہیں، اللہ تعالیٰ کی مدد ورحمت شامل حال رہتی ہے)۔ (ابن ماجہ)

بے حساب رزق کا انتظام

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص (اپنے دل سے) اللہ تعالیٰ کا ہو کر رہے اللہ تعالیٰ اس کی سب ضروریات کی کفالت فرماتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے روزی دیتا ہے کہ اس کا گمان بھی نہیں ہوتا اور جو شخص دنیا کا ہو کر رہے (یعنی ہر وقت دنیا کے مال واسباب جمع کرنے کی فکر میں لگا رہتا ہے) تو اللہ تعالیٰ اس کو دنیا ہی کے حوالہ کر دیتا ہے۔" (طبرانی ترغیب وترہیب)

ومن یتق اللہ یجعل له مخرجا ویرزقه من حیث لا یحتسب، الآیة۔

ناجائز ملازمت چھوڑنے کا آسان نسخہ

گانے بجانے کا پیشہ یا گانے کے آلات (ٹی وی، وی سی آر، موسیقی وغیرہ) مرمت کرنے یا بنانے کا پیشہ یا سینما وغیرہ میں ملازمت جیسے ناجائز ذریعہ آمدن کو چھوڑ کر جائز اور حلال ذریعہ آمدن اختیار کرنا بظاہر مشکل معلوم ہوتا ہے، کیونکہ پیشہ اختیار کرنے کے بعد ایک تو اس گناہ کے کام سے آدمی مانوس ہو جاتا ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ گناہ کی نفرت دل سے نکل جاتی ہے۔ جس گناہ کی نفرت دل میں بیٹھ جائے اس کو چھوڑنا آسان ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کا واقعہ مذکور ہے کہ ان کو ایک مرتبہ تاجر برادری نے وعظ کی دعوت دی انہوں نے شروع میں خطبہ کے بعد ارشاد فرمایا کہ آپ حضرات کا معمول ہے کہ ہر ماہ کسی نہ کسی عالم کو دعوت دے کر وعظ کہلواتے ہیں اس سلسلہ میں مجھے بھی بلایا گیا۔ آج میں ایک عجیب بات کہتا ہوں وہ کہ یہاں آ کر ہر واعظ آپ حضرات کو سود چھوڑنے کی ترغیب دیتے ہیں اس کی مذمت بیان کرتے ہیں، لیکن میں آپ لوگوں سے کہتا ہوں کہ خوب سود کھایا کریں، اب میری بات سن کر آپ لوگوں کو تعجب تو ہو رہا ہوگا، لیکن میں نے یہ بات اس لیے کی کہ میں آپ لوگوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ کے مجمع میں کوئی ایسا تاجر ہے جس نے کسی عالم کی تقریر سن کر سود خوری سے توبہ کر لی ہو اور اپنی تجارت کو سود سے پاک کرنے کا عزم کر لیا ہو اگر ہے تو کھڑے ہو کر زیارت کرا دیں یہ بڑی فکر کی بات ہے کہ مسلمان ہو کر سودی کاروبار کرے کیونکہ قرآن وحدیث میں اس پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں لیکن مسلمان ہونے کے باوجود تاجر اس کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں اس کی وجہ یہی ہے کہ اس عظیم گناہ کی قباحت دل میں نہیں اس بدترین گناہ کو ہلکا سمجھا

جاتا ہے۔ اس لیے آج میں یہ بات کہہ رہا ہوں کہ جب تک سود سے آپ کی تجارت پاک نہ ہو جائے اس وقت تک یہ عمل کر لیا کریں کہ رات سوتے وقت دو چار مرتبہ اللہ میاں سے کہہ لیا کریں۔ یا اللہ دن بھر پاخانے کا کاروبار کرتا رہا اور پاخانہ ہی کھاتا رہا، یا اللہ تو معاف فرما دے۔ اسی طرح جب گناہ کی نفرت دل میں پیدا ہو جائے گی تو اس کو چھوڑنا آسان ہوگا، ہر گناہ کا یہی معاملہ ہے اس لیے ہر ناجائز ملازمت اور ناجائز پیشہ والے افراد بھی اس نسخہ کو استعمال کریں تو ان شاء اللہ بہت جلد گناہ چھوڑنے کی ہمت پیدا ہوگی اور حلال کھانے کی فکر پیدا ہوگی۔

بچوں کے بہانے سے ٹی وی خریدنا

سوال: بعض بچے ضد کرتے ہیں اگر گھر میں ٹی وی نہ ہو تو دوسروں کے ہاں جا کر ٹی وی دیکھتے ہیں۔ ماں باپ کے لیے سنبھالنا مشکل ہوتا ہے اس صورت میں گھر میں ٹی وی رکھنا جائز ہو گا یا نہیں؟

جواب: ہرگز نہیں یہ تو شیطان کا پڑھایا ہوا سبق ہے۔ بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دی جائے کہ ان کے دلوں میں اللہ کی محبت پیدا ہو اور شروع ہی سے گناہوں سے دور رہنے کی عادت پیدا ہو۔ دوسری بات یہ کہ دوسروں کے ہاں جا کر تو کبھی کبھار دیکھیں گے جب گھر میں ٹی وی ہوگا تو ہر وقت اسی میں مشغول رہیں گے تو ان میں سینکڑوں خرابیاں اور جنم لیں گی جس کی ذمہ داری ٹی وی لانے والے پر ہوگی۔ اگر بیوی بچے مجبور کریں کہ گھر میں ٹی وی ضرور لانا ہے تو ہمت سے کام لینا چاہیے، کہیں ایسا نہ ہو کہ بیوی بچوں کی محبت میں آ کر ٹی وی کی بیماری میں مبتلا ہو جائیں اور گناہوں کی نحوست میں ایسا گھر جائیں کہ نکلنا مشکل ہو، ہر وقت کی لڑائی جھگڑے، اولاد کی نافرمانی، بیوی کی زبان درازی کا ایک ختم نہ ہونے والا سلسلہ شروع ہو جائے پھر آخرت کی مصیبت اس سے بھی بڑی ہوگی۔

قولہ تعالیٰ: یایھا الذین اٰمنوا لا تلھکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ، ومن یفعل ذلک فاولٰئک ھم الخاسرون۔ (۶۳-۹)

اے ایمان والو! تم کو تمہارے مال اور اولاد اللہ کی یاد سے غافل نہ کرنے پائیں اور جو ایسا کرے گا سو ایسے لوگ ناکام رہنے والے ہیں۔

وقولہ تعالیٰ: انما اموالکم واولادکم فتنۃ، واللہ عندہ اجر عظیم۔ (۶۴-۱۵)

تمہارے مال اور اولاد بس تمہارے لیے ایک آزمائش کی چیز ہے اور اللہ کے پاس بڑا اجر ہے۔

اب بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں ایک مضمون پیش خدمت ہے جو
درحقیقت ایک تربیتی نشست کا خلاصہ ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اپنے ماتحتوں کو جہنم کی آگ سے بچایئے!

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم:

میرے مسلمان بھائیو! اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہت ہی مختصری زندگی دے کر اس دار فانی میں بھیجا ہے، یہاں سے عنقریب رخصت ہو کر وطن یعنی آخرت کو پہنچنا ہے اور کس کو کس وقت موت کا سفر اختیار کرنا ہے اس کا علم صرف خدائے وحدہ لاشریک کو ہے۔ یہ موت ہر ایک کو ضرور آ کر رہے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ قل ان الموت الذی تفرون منہ فانہ ملقیکم ثم تردون الی عالم الغیب والشھادۃ فینبئکم بما کنتم تعملون (جمعہ: ۸) "اے نبی آپ اعلان فرما دیجئے کہ جس موت سے تم بھاگتے ہو وہ تم سے ضرور ملنے والی ہے، پھر تم پوشیدہ وظاہر کے جاننے والے کے پاس لے جائے جاؤ گے، پھر وہ تم کو تمہارے سب کے ہوئے کام جتلا دے گا۔ (جمعہ آیت ۸)

جب یہ دار فانی ہے اور یہاں سے کوچ کرنا یقینی ہے، امیر ہو یا غریب بادشاہ ہو یا رعایا جوان ہو یا بوڑھا کسی کو بھی اس سے مفر نہیں تو پھر عقلمندی کا تقاضا یہی ہے کہ اس سفر کو جسے موت کے ذریعے طے کرنا ہے کثرت سے یاد کیا جائے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: "اکثروا ذکر ھادم اللذات الموت" (سب لذتوں کو توڑنے والی چیز موت کو کثرت سے یاد کیا کرو) اسی طرح اس وطن کے لیے تیاری کی جائے جہاں جا کر رہنا ہے، یعنی عالم

آخرت ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے یاایھا الذین امنوا اتقوا اللّٰہ ولتنظر نفس ماقدمت لغد واتقوا اللّٰہ ان اللّٰہ خبیر بما تعملون (حشر: آیت ۱۸) ''اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور تم میں سے ہر نفس کو اس پر غور کرنا چاہیے کہ اس نے آخرت کے لیے کیا سامان بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تعالیٰ کو تمہارے اعمال کی سب خبر ہے۔

(حشر: آیت ۱۸)

اگر کسی نے موت سے پہلے غور نہیں کیا اور آخرت کے لیے تیاری نہیں کی تو وہ سخت خسارہ اور نقصان اٹھا کر دنیا سے روانہ ہوگا، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''قسم ہے زمانے کی انسان بڑے خسارے میں ہے مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کیے اور ایک دوسرے کو حق پر قائم رہنے اور اعمال کی پابندی کی تلقین کرتے رہے (سورۃ العصر)

اس خسارے سے بچنے کے لیے جہاں اللہ تعالیٰ نے اعمال کی پابندی کا حکم فرمایا ہے وہاں ایک دوسرے کو بھی حق کی تلقین کا بھی حکم دیا ہے، صرف خود عمل کر لینا نجات کے لیے کافی نہیں ہے وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر (العصر)

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ یاایھا الذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا التی وقودھا الناس والحجارۃ ''اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں (تحریم: آیت ۶) حضرات فقہاء نے فرمایا اس آیت سے ثابت ہوا کہ ہر شخص پر فرض ہے کہ اپنی بیوی اور اولاد کو فرائض شرعیہ اور حلال وحرام کے احکام کی تعلیم دے اور اس پر عمل کرانے کی کوشش کرے۔ (معارف القرآن)

ایک روایت میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اپنے آپ کو جہنم سے بچانے کی فکر تو سمجھ میں آ گئی (کہ ہم گناہوں

سے بچیں اور دکھا ہوا لیں کی پابندی کریں) مگر اہل وعیال کو ہم کس طریق جہنم سے بچائیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا طریقہ یہ کہ اللہ تعالی نے تم کو جن کاموں سے منع فرمایا ہے اپنے اہل وعیال کو بھی ان کاموں سے بچنے کا حکم کرو تو یہ عمل ان کو جہنم سے بچا سکے گا۔ (روح المعانی)

اگر ہم نے اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچانے کی کوشش نہ کی بلکہ غفلت وسستی میں پڑے رہے تو قیامت کے دن سخت باز پرس ہوگی، ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ "الا کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیته" یعنی خبردار تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کے ماتحت لوگوں کے بارے میں قیامت کے دن سوال ہوگا۔ مطلب یہ ہے کہ باز پرس کے بعد سخت سزا دی جائے گی۔ (اعاذنا اللہ منہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مروا اولادکم بالصلوٰۃ وھم ابناء سبع سنین، واضربوھم علیھا وھم ابناء عشر سنین وفرقوا بینھم فی المضاجع۔ (مشکوٰۃ بحوالہ ابوداؤد)

جب بچوں کی عمر سات سال پوری ہو جائے تو ان کو نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب ان کی عمر دس سال ہو جائے اور وہ نماز کے عادی نہ ہوں تو نماز کی پابندی نہ کرنے پر ان کو سزا دو۔ اور (دس سال کے ہو جانے کے بعد) ان کے بستر الگ کر دیئے جائیں (یعنی لڑکا ماں کے ساتھ ایک بستر میں نہ سوئے، بھائی بہن ایک بستر میں نہ سوئیں وغیرہ۔

اسی عمر سے غیر محرم عورتوں سے پردہ کا حکم بھی شروع ہو جاتا ہے، نیز بچوں کی دینی تربیت کرنا ماں باپ و دوسرے سرپرستوں کی ذمہ داری بھی ہے اور بچوں کے ساتھ خیرخواہی بھی، بلکہ حدیث میں اس کو بہترین تحفہ قرار دیا گیا ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من ولد له ولد فلیحسن اسمه وادبه

فاذا بلغ فلیزوجہ فان بلغ فلم یزوجہ فاصاب اثما فانما اثمہ علی ابیہ

(مشکوٰۃ ج: ۲، ص ۲۷۱)

یعنی حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہو جائے تو چاہیے کہ اس کا نام اچھا رکھے اور اس کی صحیح تربیت کرے اور جب وہ لڑکا لڑکی بلوغ کی عمر کو پہنچ جائے تو اس کی شادی کرا دے، کیونکہ (استطاعت ہوتے ہوئے) ماں باپ نے شادی نہ کروائی اور بچوں سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا تو گناہ میں ماں باپ برابر کے شریک ہوں گے۔ بہرحال اولاد کی دینی تربیت ماں باپ کی ذمہ داری ہے۔

اب ذرا سوچیے! ٹی وی، وی سی آر، ڈش، اسنوکر، ڈوبو، لڈو وغیرہ ناجائز کھیل کود، اسی طرح ہیروئن اور دیگر نشہ آور اشیاء کے استعمال سے معاشرہ میں کس قدر تباہی پھیل رہی ہے، بچے اور نوجوان نسل تباہی کے دھانے پر کھڑی ہے، ہمارے لاڈلے بچے کس طرح جرائم کے عادی بن رہے ہیں، اپنی پیاری اولاد جن کا مستقبل سدھارنے کے لیے ہم پوری زندگی بے چین رہتے ہیں اور اپنا سب کچھ قربان کر بیٹھتے ہیں کیا آج ہمارے سامنے تباہ و برباد ہو رہی ہیں۔

اے رہبران قوم! ذرا خواب غفلت سے بیدار ہو جائیے، قوم کی کشتی ڈوبنے سے بچائیے، ٹی وی، وی سی آر، کیبل انٹرنیٹ کے ذریعہ پھیلائی جانے والی فحاشی، عریانی اور نشہ آور چیزوں کے خلاف عملی جہاد کیجیے، اپنی صفوں میں اتحاد و اتفاق پیدا کیجیے، حق کا ساتھ دے کر باطل کو مٹانے کی ہر ممکن کوشش کیجیے، اپنی اولاد اور قوم کی اولاد کی صحیح تربیت کیجیے، ان کو نمازوں کا پابند بنائیے اور ان کے دلوں میں گناہوں سے نفرت پیدا کیجیے، ان کی دینی تربیت کیجیے اور اتباع سنت وشریعت کے زیور سے آراستہ ہو کر خوف خدا اور رضائے الٰہی کے دامن کو مضبوطی کے ساتھ تھامیے اور اخلاص و للہیت کے ساتھ میدان عمل میں اتر آئیے۔

دارین میں سرخروئی حاصل کیجیے۔

بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں ایک مشورہ

بعض لوگوں کو یہ شکایت ہوتی ہے کہ بچے بہت شریر ہیں آخران کو گھر میں کس طرح سنبھالیں تو یاد رکھیں اس کا علاج یہ ہرگز نہیں کہ آپ گھر میں ٹی وی لا کر دیں، ان کو گانے کا دلدادہ بنادیں، فلم اداکاروں، گلوکاروں کا نام سکھادیں، مختلف کھلاڑیوں سے واقف کرادیں، اگر خدانخواستہ آپ ایسا کریں گے تو یہ آپ کے لیے وبال جان ہوگا، جیسا کہ ہم نے پہلے عرض کیا، بلکہ بچوں کو تعلیم میں مشغول رکھیں، آپ خود تعلیم کی نگرانی کریں اور صحت مند ورزش مثلاً کرانے وغیرہ سکھائیں نیز بالکل چھوٹے بچوں کو مختلف قسم کا چھوٹی چیزیں بنانا، رنگ بھرنا وغیرہ دلچسپ چیزوں میں مشغول کریں۔

جو بچے پڑھنا لکھنا جانتے ہیں ان کے لیے مختلف دینی رسائل کا انتخاب کریں، مثلاً ''بچوں کا اسلام'' ''خواتین کا اسلام'' شوق و ذوق اور دلچسپ اسلامی کہانیاں وغیرہ۔

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آج کا انسان ذہنی عیاشی چاہتا ہے کہ شادی کی بھی خواہش بچوں کا بھی شوق ہے، آگے اس کی ذمہ داری پوری طور پر ادا کرنے کے لیے تیار نہیں اس لیے بچوں کی تربیت کا بوجھ دوسروں پر ڈالنا چاہتا ہے اس طرح بچوں کو بگڑنے کا موقع ملتا ہے، اپنے پورے اوقات کو کمانے اور اپنے دوستوں کے ساتھ خوش گپیوں میں صرف کرنے کی بجائے کچھ وقت بچوں کے ساتھ بھی گزاریں، انہیں ادب و اخلاق سکھائیں۔ کبھی کسی بڑی خوبصورت مسجد، مدرسہ یا ایسے پارک جہاں عورت و مرد کا مخلوط ماحول نہ ہو ایسی جگہوں

کی سیر کرائیں، نیز ان کے حق میں دعاؤں کا معمول رکھیں اور نگاہ رکھیں، بزرگوں کی مجلسوں میں لے جائیں، اچھے اور دینی ماحول میں ان کو تعلیم دلائیں، اس طرح امید ہے کہ بچوں کو غلط سوسائٹی میں بیٹھنے کا موقع نہیں ملے گا اور غلط اور گناہ کے کام کا آپ سے مطالبہ نہ ہوگا۔

خبروں کے لیے ٹی وی خریدنا

بعض لوگ محض خبریں سننے کی غرض سے ٹی وی خریدتے ہیں کیا خبروں کے لیے ٹی وی خریدنا پھر اس سے خبر سننا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ہرگز جائز نہیں، یہ تو بہانہ ہے گناہ سے بچنا بھی ممکن نہیں، کیونکہ ٹی وی میں خبر بتانے والے کی تصویر بھی آتی ہے، تصویر دیکھنا جائز نہیں، یہ خبریں ریڈیو کے ذریعہ بھی سنی جاسکتی ہیں نیز خبریں سننے کے بہانے جب ٹی وی خریدی جائے گی تو پھر ایک قدم آگے بڑھ کر ڈرامہ کا بھی شوق ہوگا۔ پھر اللہ ہی اس گھر کا خیر فرمائے۔ جس گھر میں ٹی وی جیسی مہلک چیز داخل ہو جائے۔

ریڈیو میں خبروں سے پہلے ساز سننا

سوال: ٹی وی میں خبریں سننا تو جائز نہیں لیکن ریڈیو میں خبروں سے پہلے ساز بجتا ہے اس کا سننا شرعاً کیسا ہے؟ وہ ہوتا بھی بہت مختصر ہے۔

جواب: ہر چیز چاہے تھوڑا ہو یا زیادہ، بہرحال نقصان دہ ہے، ساز اور موسیقی کا سننا شرعاً مطلقاً حرام ہے کم ہو یا زیادہ، جس وقت ساز بج رہا ہو ریڈیو بند کرنا ضروری ہے۔

شادی بیاہ کی تقریب میں گانا بجانا

سوال: شادی کی تقریب میں اگر ناچ گانا ہو تو اس میں شرکت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اس میں کچھ تفصیل ہے کہ اگر مقام دعوت پر پہنچنے سے قبل معلوم ہو گیا کہ وہاں گانا بجانا یا کوئی اور گناہ مووی ویڈیو یا عورت و مرد کا مخلوط ماحول وغیرہ ہو گا تو اس دعوت میں جانا جائز نہیں اور اگر مجلس میں پہنچنے کے بعد علم ہوا تو وہاں بیٹھنا جائز نہیں، اٹھ کر چلے جانا فرض ہے۔ خواہ یہ شخص عامی ہو یا عالم، مذکورہ دونوں صورتوں میں سب کے لیے یہی حکم ہے۔ البتہ اگر مجلس دعوت میں گناہ نہیں ہو رہا بلکہ دوسری مجلس میں ہے تو عامی کو بیٹھنا جائز مگر عالم اور مقتدی کے لیے اس صورت میں بھی بیٹھنا جائز نہیں ہے، بلکہ وہاں سے نکل جانا فرض ہے۔

قال العلامة الحصكفي رحمه الله: دعي الى وليمة وثمه لعب اوغناء واكل لوالمنكر في المنزل فلو على المائدة فلاينبغي ان يقعد بل يخرج معرضا لقوله تعالى: فلاتقعد بعدالذكرى مع قوم الظالمين فان قدر على المنع فعل والاصبر ان لم يكن ممن يقتدى به فان كان مقتدى ولم يقدر على المنع خرج ولم يقعد لان فيه شين الدين والمحكي من الامام كان قبل ان يصير مقتدى به وان علم اولا باللعب لايحضر اصلا سواء كان ممن يقتدى به اولا لان حق الدعوة انما يلزمه بعد الحضور لاقبله ابن كمال۔ (رد المحتار: ج۵، ص۲۲۱)

خوش آوازی کے ساتھ بغیر مزامیر کے مفید اشعار کا پڑھنا ممنوع نہیں

سوال: بغیر مزامیر کے خوش آوازی کے ساتھ مفید اشعار پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر محض خوش آوازی کے ساتھ کچھ اشعار پڑھے جائیں اور پڑھنے والی عورت یا امرد (یعنی بے ریش بچے) نہ ہوں اور اشعار کے مضامین بھی فحش یا کسی دوسرے گناہ پر مشتمل نہ ہوں تو ایسے اشعار پڑھنا ان کو سننا جائز ہے۔ البتہ اس کو مستقل مشغلہ بنا لیا جائے کہ نمازیں اور دیگر حقوق اللہ وحقوق العباد پامال ہونے لگیں۔ بعض صوفیاء کرام سے جو سماع وغنا منقول ہے وہ اسی قسم کے جائز غنا پر محمول ہے کیونکہ ان حضرات کی اتباع شریعت اور اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آفتاب کی طرح یقینی ہے ان سے ایسے گناہ کے ارتکاب کا گمان بھی نہیں کیا جا سکتا محققین صوفیاء کرام نے خود اس کی تصریح فرمائی ہے۔

اشعار نعتیہ کا حکم

سوال: شریعت مطہرہ میں اشعار نعتیہ سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ومنہ الصدق والصواب

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں اشعار نعتیہ پڑھنا اور معجزات وکمالات کا بیان

اشعار میں کرنا جائز بلکہ موجب ثواب وخیر وبرکت ہے اور متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے ثابت ہے، البتہ یہ ضروری ہے کہ ایسے معجزات وفضائل بیان کیے جائیں جو صحیح روایات سے ثابت ہوں، منگھڑت قصے بیان کرنا جائز نہیں۔

قال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالى: وحمل ما وقع من بعض الصحابة على انشاد الشعر المباح الذي فيه الحكم والمواعظ فان لفظ الغناء كما يطلق على المعروف يطلق على غيره كما في الحديث من لم يتغن بالقرآن فليس منا۔

وقال ايضا معزيا للبحر: ان التغني المحرم ما كان في اللفظ ما لا يحل كصفة الذكور والمرأة المعينة الحية (الى قوله) الا اذا اراد انشاده للاستشهاد به او ليعلم فصاحته وبلاغته وكان فيه وصف امرأة ليست كذلك او الزهريات المتضمنة وصف الرياحين والازهار والمياه فلا وجه لمنعه على هذا۔

(ردالمحتار: ج۵، ص۲۹۲)

اقول لم يجز انشاد الشعر والتغني به لاجل وصف الزهريات فما ظنك بالتغني والقيود المخترعة لاهل البدع والاهواء، والله سبحانه وتعالى اعلم۔

(ماخوذ از احسن الفتاوى: ج۸، ص۱۴۶)

گانوں کی طرز میں نظم پڑھنا گناہ ہے

سوال: (۱) کچھ لوگ آج کل نظمیں، نعتیں، حلاوت وغیرہ گانوں کی طرز پر پڑھتے ہیں یہ کیسا ہے جبکہ ان کے ساتھ ساز بھی ہوتی ہے۔

(۲) کچھ جہادی نظمیں جو مختلف صورتوں میں ہوتی ہیں یعنی سی ڈی یا کیسٹ کی صورت میں یا علماء کا بیان جس میں ان کی تصویر ہوتی ہے ان کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم ملہم الصواب

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرنا، ان کے اوصاف حمیدہ، حسن و جمال کو بیان کرنا یا آپ سے محبت وعقیدت کا اظہار کرنا جائز بلکہ کارِ ثواب ہے اور سرمایۂ آخرت ہے۔

لیکن اس میں غلو کرنا، اللہ تعالیٰ کی صفات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت کرنا یا دیگر شرکیہ کلمات کو آپ کے حق میں استعمال کرنا، یہ حرام، جہالت اور گمراہی ہے، اسی طرح نعت ونظم کو گانوں کے طرز پر پڑھنا اور اس کے ساتھ ساز اور موسیقی کو شامل کرنا، تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے سراسر انحراف بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی ہے۔

وعن ابی مالک الاشعری رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: یشربن ناس من امتی الخمر یسمونھا لغیر اسمھا، یعزف علی رؤسھم بالمعازف والمغنیات یخسف اللہ بھم الارض ویجعل اللہ القردۃ والخنازیر۔ (رواہ ابوداؤد وابن ماجہ، ابن حبان)

یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ شراب کو اس کا نام بدل کر پئیں گے اور ان کے سامنے معازف اور مزامیر کے ساتھ عورتوں کا گانا ہوگا، اللہ تعالیٰ ان کو زمین کے اندر دھنسا دے گا اور بعض کی صورتیں مسخ کر کے بندر اور سور بنا دے گا۔ (ابن ماجہ وابوداؤد)

وعن علی رضی اللہ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن ضرب

الدف، والطبل والصوت الزمارة۔ (کذا فی نیل الاوطار)

یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ڈھول طبلہ بجانے اور بانسری کی آواز سننے سے (موجودہ زمانے کی موسیقی اس میں داخل ہے)۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آخری زمانہ میں میری امت کے کچھ لوگوں کی صورتیں مسخ کر کے بندر اور سور بنا دیا جائے گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا وہ مسلمان ہی ہوں گے۔ تو ارشاد فرمایا کہ ہاں وہ اس بات کی گواہی دینے والے ہوں گے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں (یعنی مسلمان ہوں گے) اور روزہ بھی رکھتے ہوں گے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر ان کا قصور کیا ہوگا؟ تو ارشاد فرمایا کہ وہ گانے بجانے کے آلات اور گانے بجانے والی عورتوں، ڈھول بجانے میں مشغول ہوں گے اور شراب پیا کریں گے، وہ رات اسی طرح شراب پینے اور دوسرے کھیل کود میں گزار دیں گے، جب صبح کو اٹھیں گے تو ان کے چہرے مسخ ہو چکے ہوں گے۔

(رواہ ابن حبان)

لہٰذا نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساز ملا کر پڑھنا یا ساز ملائے بغیر گانے کی طرز میں جس سے گانے کی طرف دھیان جائے یا گانے کی لذت محسوس ہو شرعاً جائز نہیں ہے ایسی نعت و نظم پڑھنے اور سننے سے اجتناب کرنا لازم ہے۔

اسی طرح قرآن کریم کی تلاوت بھی گانے کی طرز پر کرنا جائز نہیں ہے قرآن کو عرب کے لہجہ میں پڑھنا چاہیے۔

(۲) سی ڈیز میں محفوظ کی جانے والی چیز اکثر اہل علم و افتاء کے نزدیک تصویر ہی ہے، اس لیے ایسی سی ڈیز کا استعمال ممنوع ہے جن میں کسی جاندار کی تصاویر ہوں۔

کچھ نہ کہتے تھے، پھر کچھ باتیں ہوئیں، لوگوں نے رباح سے حدی گانے کی فرمائش کی وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خیال سے رکے لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ نہ کہا تو رباح نے گانا شروع کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی سنتے رہے جب سحر ہو گئی تو فرمایا کہ بس اب خدا کے ذکر کا وقت ہے۔ ایک دفعہ سفر حج میں ایک سوار گاتا جاتا تھا لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ اس کو منع نہیں کرتے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ گانا مسافر کا زاد راہ ہے۔ خوات بن جبیر کا بیان ہے کہ ایک دفعہ سفر میں میں بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، ابو عبیدہ اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے لوگوں نے مجھ سے فرمائش کی کہ ضرار کے اشعار گاؤں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "بہتر یہ ہے کہ آپ اپنے اشعار گائیں" چنانچہ میں نے گانا شروع کیا اور پوری رات گاتا رہا۔

یہ جواب جمعیت یوتھ والوں کی شائع کردہ چیزیں ہیں ان کی روشنی میں نوجوان نسل کو بے راہ روی کی طرف دھکیلنے کی کوشش کی جا رہی ہے کیونکہ یہ سب باتیں پڑھنے سے لوگوں کے دلوں میں خیال آتا ہے کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی رضی اللہ عنہ گانے اور اشعار پسند کر سکتے ہیں تو ہم لوگوں کے لیے بھی یہ جائز ہے۔ مہربانی فرما کر اس مسئلہ کے بارے میں مفصل جواب دیا جائے کیونکہ جو بچے ان کتابوں کو پڑھ رہے ہیں وہ دین سے تقریباً ناواقف ہیں اور ان کے بھٹکنے کا اندیشہ ہے، یہ بھی بتایا جائے کہ حدی سے کیا مراد ہے؟ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے اشعار کیسے ہوتے تھے؟ اور جو کچھ لکھا گیا ہے اس میں کس حد تک سچائی ہے۔

ایک سائل

الجواب باسم ملہم الصواب

گانے کے لیے عربی میں لفظ "غناء" استعمال ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اشعار اور نظم کو آواز کھینچ کر خوش الحانی کے ساتھ پڑھا جائے۔

اسلام سے قبل عربوں کی عام عادت تھی کہ جب بھی کوئی اجتماع منعقد ہوتا یا اتفاق سے کسی وقت چند لوگ جمع ہو جاتے تو فخریہ اشعار پڑھا کرتے تھے، کہیں سفر پر جاتے تو اونٹ کو تیز چلانے کے لیے خوش الحانی کے ساتھ اشعار پڑھا کرتے تھے، جس کو حدی کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

الغناء بالكسر من السماع، وقال ابن الاعرابي: كانت العرب تتغنى بالركباني، (وفي الحاشية، وهو نشيد بالمد المطيط) اذا ركبت الابل واذا جلست في الافنية، وعلى اكثر احوالها، فلما نزل القرآن احب النبي صلى الله عليه وسلم: ان يكون هجيراهم بالقرآن مكان التغني بالركباني، واول من قرأه بالالحان عبيدالله ابوبكرة فورث عنه عبيدالله بن عمر ولذا يقال قراءة العمري واخذ ذلك عنه سعيد العلاف الاباضي، وفي حديث عائشة رضي الله عنها وعندي جاريتان تغنيان بغناء بعاث اي تنشدان الاشعار التي قيلت يوم بعاث وهو حرب كانت بين الانصار، ولم ترد الغناء المعروف بين اهل اللهو واللعب، وقد رخص عمر رضي الله عنه في غناء الاعراب وهو صوت كالحداء

(لسان العرب: باب الغين ص ۱۳۶)

اسلام نے خوش الحانی کے ساتھ نظم واشعار پڑھنے پر مطلقاً پابندی نہیں لگائی بلکہ قرآن وحدیث میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی دو صورتیں بنتی ہیں:

(۱) جو اشعار فحش یا شرکیہ مضامین پر مشتمل ہوں اور پڑھنے والی کوئی خاتون یا امرد (بے ریش

بے ریش لڑکا) نہ ہو اس کے ساتھ ساز، باجا، طبلہ، موسیقی وغیرہ نہ ہوں خوش طبعی کی غرض سے وہ اشعار سنے سنائے جائیں تو شرعاً اس کی اجازت ہے۔

(۲) ایسے اشعار جو فحش مضامین پر مشتمل ہوں، جن سے جنسی ہیجان پیدا ہو یا عورتوں کے اوصاف کا تذکرہ ہو، یا پڑھنے والی کوئی خاتون/امرد ہو یا اس کے ساتھ موسیقی، طبلہ، سارنگی، باجا، وغیرہ کوئی اور ممنوعات شرعیہ شامل ہوں، چونکہ ان میں مشغولیت انسان کو یاد الٰہی سے غافل بنا دیتی ہے اور اس سے انسان میں بے حیائی اور زنا کاری کی طرف رغبت ومیلان پیدا ہوتا ہے، اس لیے ایسا گانا شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔ اس پر قرآن و حدیث میں سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔

چنانچہ قرآن کریم کی میں ارشاد ہے:

ومن الناس من یشتری لهو الحدیث لیضل عن سبیل الله بغیر علم ویتخذها هزوا اولئك لهم عذاب الیم (لقمان: آیت ۶)

ترجمہ: ایک شخص لوگوں میں سے وہ ہے جو ان باتوں کا خریدار بنتا ہے جو (اللہ سے) غافل کرنے والی ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی راہ (یعنی دین حق سے) بے سمجھے بوجھے گمراہ کرے اور اس کی ہنسی اڑاوے، ایسے لوگوں کے لیے ذلت کا عذاب ہے۔

اس آیت کے شان نزول میں مفسرین نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول نقل فرمایا ہے کہ وہ حلفاً فرماتے تھے کہ "لهو الحدیث" یعنی بے ہودہ باتوں سے مراد گانا باجا ہے، اس آیت کی تفسیر میں حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ مفسرین صحابہ کی رائے کے مطابق یہ آیت گانے بجانے اور لغو کہانیوں کی حرمت کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اس آیت میں "لهو الحدیث" سے قصے کہانیاں اور گانے بجانے کا جملہ سامان مراد ہے، جیسے باجا، بانسری، موسیقی، ستار، سارنگی، خرافات اور مضحکہ خیز باتیں، فحش

یقینی ہے ان سے ایسے گناہِ عظیم کے ارتکاب کا گمان بھی نہیں کیا جا سکتا۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے لیے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی رضاء کا اعلان فرمایا ہے، رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ اور ان کی فضیلت کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا: لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا وکلا وعد اللہ الحسنی (حدید ۱۰) یعنی تم (مسلمانوں) میں سے جن لوگوں نے فتح (مکہ) سے پہلے (راہ خدا میں مال) خرچ کیے اور (دشمنوں سے) لڑے درجہ میں ان (مسلمانوں) سے بڑھ کر ہیں جنہوں نے (فتح مکہ) کے بعد (مال) خرچ کیے اور لڑے اور (یوں) حسن سلوک کا وعدہ تو اللہ تعالیٰ نے سب ہی سے کر رکھا ہے۔

اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین دینِ حق کے داعی اور محافظ تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں حق وصداقت کے معیار ہونے کی شہادت دی ہے چنانچہ ارشاد فرمایا ہے:

(۱) عن ابی بردۃ عن ابیہ قال رفع یعنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم رأسہ الی السماء فقال النجوم امنۃ للسماء فاذا ذھبت النجوم اتی السماء ما توعد وانا امنۃ لاصحابی فاذا ذھبت انا اتی اصحابی ما یوعدون واصحابی امنۃ لامتی فاذا ذھب اصحابی اتی امتی ما یوعدون (رواہ مسلم مشکوٰۃ ص ۵۵۳)

ترجمہ: اور حضرت ابو بردہ اپنے والد (حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے یعنی حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف اپنے سرِ مبارک کو اٹھایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر (وحی کے انتظار میں) آسمانوں کی طرف دیکھا کرتے تھے اور ارشاد فرمایا ستارے آسمان کے لیے امن وسلامتی کا باعث ہے، جس وقت یہ ستارے ختم ہو جائیں گے تو

میں کیسے پہنچ گئے! یہ الزامات درحقیقت اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازش ہے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جو معیارِ حق وصداقت ہیں ان کی ذات پر ایک حملہ کرکے ان کی شخصیت کو متنازعہ بنانے کی ایک ناکام کوشش ہے۔ یہ الزام ایسا کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب الیم سے ڈرنا چاہیے، حدیث میں ہے: من عادی لی ولیا فقد آذنتہ بالحرب، یعنی جو اللہ تعالیٰ کے کسی ولی سے دشمنی رکھے اس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔

حکومت وقت پر فرض ہے کہ اس کتاب جیسا مواد فی الفور ضبط کرے جس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پر بہتان اور الزام تراشی کی گئی اور ان کے بارے میں غلط فہمی پیدا ہوتی ہو، اور جن افراد یا ادارے سے یہ گھٹیا حرکت سرزد ہوئی ہے ان کو قرار واقعی سزا دی جائے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

احسان اللہ شائق عفا اللہ
دارالافتاء والارشاد ناظم آباد کراچی
۲۷۔[illegible]۔۱۴۲۵ھ

الجواب صحیح	الجواب صحیح
محمد غفرلہ	حبیب اللہ
دارالافتاء والارشاد کراچی	دارالافتاء والارشاد کراچی
۲۸/رجب ۱۴۲۵ھ	۳۰۔ے۔۱۴۲۵ھ

فحش لٹریچر ناول یا فحش اشعار اور اہل باطل کی کتابوں کا مطالعہ کرنے کا حکم

سوال: فحش ناول اور اہل باطل کی کتابیں دیکھنا اسی طرح فحش اشعار سننے کا کیا حکم ہے؟

جواب: فحش قصا وبیہودہ لٹریچر اسی طرح ناولیں، جرائم پیشہ لوگوں کے حالات پر مشتمل قصے پڑھنا یا فحش اشعار وغیرہ سناسب کام لہو حرام میں داخل ہیں اس لیے ناجائز اور حرام ہے۔ اسی طرح گمراہ اہل باطل کی کتابوں کا مطالعہ کرنا بھی عوام کے لیے گمراہی کا سبب ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے، البتہ راسخ العلم علماء ان کے جواب کے لیے دیکھیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (ملخص از معارف القرآن: ج ۷، ص ۲۳)

مسجد میں گھنٹہ والی گھڑی رکھنا

سوال: ایک گھنٹے والی گھڑی ہے۔ اس گھڑی میں ہر پندرہ منٹ کے بعد ایک دو سیکنڈ تک ٹن ٹن بجتا ہے تو ایسی آواز والی گھڑی مسجد میں وقت معلوم کرنے کے لیے لگا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: گھڑی جس میں پندرہ منٹ کے بعد ٹن ٹن کی آواز ہوتی ہے اس سے ان لوگوں کو جو دور ہوتے ہیں یا جن کی نگاہ کمزور ہوتی ہے وقت معلوم کرنے میں سہولت رہتی ہے اس بناء پر علماء نے ایسی آواز والی گھڑی رکھنے کی اجازت دی ہے۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ امداد الفتاویٰ میں اس کے جواز پر دلیل پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

یہ چیزیں ممنوعات سے مستثنیٰ ہے جیسا کہ عالمگیریہ میں بعض فروع اس قسم کی نقل کی گئی ہیں اور حدیث میں تشریف کی اجازت میں صلوٰۃ میں سماعت صلوٰۃ کے لیے دف بجانا آیا ہے۔

(امداد الفتاوی ج ۳ ص ۲۴۳)

قوالی سننے کا حکم

سوال: مروجہ قوالی کا شرعاً کیا حکم ہے بہت سے مسلمانوں کا خیال ہے کہ یہ ثواب کا کام ہے اس میں کوئی قباحت نہیں ہے، کیونکہ بعض بزرگوں سے قوالی سننا ثابت ہے کیا قوالی سننا ثابت ہے کیا قوالی سننا دینی ثواب کا کام ہے؟

جواب: مروجہ قوالی بہت سے خلاف شرع امور (مثلاً ساز باجے وغیرہ جیسے گانے کے سُر اور طرز) پر مشتمل ہونے کی وجہ سے شریعت کی رو سے حرام ہے۔ اس کو سننا نا دونوں بہت بڑا گناہ ہے اس سے پرہیز کرنا لازم اور ضروری ہے۔

باقی بعض صوفیہ سے جو منقول ہے کہ وہ قوالی سنا کرتے تھے تو اولاً مسائل شرعیہ میں کسی صوفی کے قول و عمل سے استدلال کرنا ہی صحیح نہیں ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ مشائخ صوفیہ میں سے جس نے قوالی کو جائز کہا ہے تو ان شرطوں کے ساتھ کہ صاحب قوال خواہش نفس سے پاک اور زہد و تقویٰ سے مزین ہو اور سماع کے لیے اسے دینی احتیاج / مجبوری ہو جیسے مریض کو دوا کے لیے ہوتی ہے چنانچہ اس کے جواز کے لیے علامہ خیر الرملی رحمہ اللہ نے کئی شرائط بیان فرمائی ہیں:

(۱) ... قوالی سننے والوں میں کوئی بے ریش نہ ہو۔

(۲) ... سب عارفین کاملین ہوں۔ ان میں کوئی فاجر طالب دنیا اور عورت نہ ہو۔

(۳) قوالی کی نیت اخلاص پر مبنی ہو، مزدوری معاوضہ اور کھانا مد نظر نہ ہو۔

(۴)   مجمع کھانے پینے یا دیگر اغراض کے لیے اکٹھا نہ ہوا ہو۔

(۵)... اس دوران قیام نہ کرے۔

(۶)... وجد و مستی کا اظہار نہ کریں الا یہ کہ سچے ہوں ریا و تصنع نہ ہو۔

(۷)... اس کے ساتھ کسی قسم کا ساز موسیقی وغیرہ نہ ہو۔

پھر ان شرائط کے ساتھ بھی سماع صرف کامل درجہ کے منتہی عارفین کرتے تھے مبتدی سالک کو منع فرماتے تھے۔

حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ نے یہ کہہ کر سماع سے توبہ کی کہ اب ان شرطوں کی پابندی اٹھتی جارہی ہے۔

یہ شرائط ہمارے زمانہ میں قطعاً نہیں پائی جاتیں۔ چنانچہ اس دور میں سماع کی قطعاً اجازت نہیں اور اجازت ہو بھی کیونکر؟ جبکہ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ نے بایں سبب سماع سے توبہ کی تھی کہ ان کے زمانہ میں تمام شرائط کی پابندی نہ رہی تھی کوئی انصاف سے کہے کہ آج کل کی قوالی کو صوفیہ کے سماع سے کوئی دور کی نسبت بھی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ راگ باجوں، ساز و موسیقی پر مشتمل مروجہ قوالیوں کا سننا شریعت کی رو سے حرام ہے، پرہیز کرنا واجب ہے۔ (ملخص از احسن الفتاوی: ج ۸، ص ۳۹۲)

عرس منانے کا حکم

سوال: مختلف بزرگوں کے مزارات پر عرس منایا جاتا ہے اس میں اکثر لوگ مزاروں پر سجدہ وغیرہ کرتے ہیں، مختلف طریقے سے نذر و نیاز منت و چڑھاوے چڑھائے جاتے ہیں، عورت و مردوں کا بے محابا اختلاط ہوتا ہے سماع و قوالی بھی ہوتی ہے۔ تو اس طرح عرس

منانا اس میں شرکت کرنا وہاں کی چیزیں کھانا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟

جواب: عرس سے متعلق سوال جس میں وقت کے دن کو متعین کر کے لوگوں کا وہاں اجتماع اور اس اجتماع کا اتنا اہتمام کہ فرائض و واجبات کی تضییع ہو جائے نہ اور دوسرے منکرات و معاصی سے خالی ہو تب بھی بدعت کہلاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین، تابعین و تبع تابعین رحمہم اللہ سے اور ان میں اس کی کوئی دینی نظیر بھی موجود نہیں کہ یہ کوئی ثواب کا کام ہوتا تو یقینی طور پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اس میں سب سے زیادہ حصہ لیتے۔ پھر سب سے زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عرس ہوتا اور پھر ان ایسے بزرگ جو اولیاء یا انبیاء علیہم السلام کے عرس منائے جاتے جن میں سے بہت سے حضرات کے مزارات یقینی طور پر معلوم بھی ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو بھی معلوم تھے لیکن کہیں بھی اس کی نظیر نہیں، بلکہ اس بدعت یعنی عرس کا نام و نشان بھی نہیں۔ اس لیے خود حضرات مشائخ صوفیہ رحمہ اللہ نے اس کو ناجائز و بدعت قرار دے کر منع فرمایا ہے۔

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ جو حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے شاگرد اور حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ کے خلیفہ ارشد ہیں اپنے وصیت نامہ میں عرس کرنے کو بدعت فرما کر وصیت کرتے ہیں کہ میری قبر پر عرس نہ کیا جائے۔ اسی طرح شاہ اسحاق صاحب رحمہ اللہ نے مسائل اربعین میں عرس کو بدعت لکھا ہے، اسی طرح ان دونوں حضرات سے پہلے صاحب شرح طریقہ محمدیہ نے بہت ہی زور دار الفاظ میں اس بدعت پر رد فرمایا ہے۔ یہ تو اس وقت تھا جبکہ عرس تمام ان بیہودہ امور سے خلاف شرع منکرات و معاصی سے خالی ہو۔ پھر جب موجودہ زمانہ کے عرسوں پر نظر ڈالی جائے تو یہ بیسیوں گناہ کبیرہ پر مشتمل ہے، جن سے اس کی شناعت و قباحت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ مثلاً قبروں پر چراغ

جاتا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو قبروں پر چراغ جلاتا ہے اس طرح قبر کو سجدہ کرنا، اگر عبادت کی نیت ہو تو صریح کفر ہے۔ اس طرح مرد و عورت کا بے محابا اختلاط جو شرعاً بہت ہی بڑا گناہ ہے اور قرآن وحدیث کی صراحتاً خلاف ورزی ہے اس طرح اولیاء اللہ کو مختار سمجھ کر ان سے مدد مانگنا۔ یہ بھی شرک میں شامل ہے۔ اس طرح قوالی کے نام پر گانا بجانا جس کے متعلق احادیث مبارکہ میں سخت وعیدیں جوا و پر مذکور ہوئی ہیں وغیرہ ذالک۔ بہرحال شرعاً عرس منانا بدعت و ناجائز ہے۔ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اس سے پرہیز کرے۔ (ملخص از امداد المفتین)

الحاق

فلمیں ٹی وی، وی سی آر، کیبل وغیرہ کے ذریعہ گانا سننے سنانے اور ناچ گانوں پر مشتمل ڈرامے اور دیگر پروگرام دیکھنے دکھانے سے معاشرہ میں کس قدر تباہی پھیل رہی ہے اس کا اندازہ لگانے کے لیے چند عبرت آموز واقعات نقل کیے جاتے ہیں:

غلبہ شہوت سے اپنی ماں پر جھپٹ پڑا

ایک شخص نے دارالافتاء سے خود اپنے بارے میں یوں استفتاء کیا:

"میں اپنی ماں کے ساتھ ایک فحش پروگرام دیکھ رہا تھا، شہوت کی آگ بھڑک اٹھی کہ آلۂ تناسل میں انتشار پیدا ہوا اور جوش شہوت میں بے اختیار ماں کو پکڑ لیا۔"

ایسے شرمناک اور حیا سوز واقعات قید تحریر میں لاتے ہوئے قلم تھرتھرا رہا ہے مگر دل پر پتھر رکھ کر صرف اس مقصد سے اس قسم کے واقعات شائع کیے جا رہے ہیں کہ شاید ان لوگوں کے لیے تازیانۂ عبرت بنیں جو تفریح کے نام سے اس بے حیائی کو فروغ دینے میں مصروف ہیں۔

ان حقائق کا مشاہدہ کرنے کے باوجود اگر یہ لوگ اپنی روش نہیں بدلتے تو پھر یہ کہے بغیر چارہ نہیں کہ شاید ان کی لغت میں دین و ایمان، شرم و حیا اور غیرت و حمیت کے الفاظ مہمل اور بے محل اور بے معنی الفاظ ہیں ۔

حمیت نام تھا جس کا گئی مسلم گھرانوں سے

آنکھوں دیکھا عبرتناک عذاب

رمضان المبارک کی بات ہے کہ افطاری سے کچھ دیر پہلے ماں نے بیٹی سے کہا۔

"آؤ میرے ساتھ مل کر افطاری کے لیے تیاری میں میری مدد کرو۔" بیٹی نے جواب دیا:

امی ! ابھی تو ٹی وی پر پروگرام دیکھنا ہے وہ دیکھ لوں تو پھر کام کروں گی۔"

یہ کہہ کر اوپر چھت پر چلی گئی کمرے میں ٹی وی رکھا تھا اس لڑکی نے ماں کے ڈر سے کہ کہیں مجھے زبردستی کام کے لیے نہ اٹھا کر لے جائے دروازہ بھی بند کر لیا۔ ادھر ماں بیٹی کو آوازیں دیتی رہی، بیٹی نے ایک نہ سنی کافی دیر گزر گیا گھر میں سب مرد بھی آگئے، افطاری کا وقت بھی ہو گیا لیکن لڑکی ابھی تک کمرے سے نکلی نہیں، ماں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے آواز نہ آئی ماں ڈر گئی، اس نے باپ اور بھائیوں سے کہا، انہوں نے دروازہ توڑا اور اندر داخل ہونے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ لڑکی زمین پر اوندھے منہ پڑی ہے اس کو دیکھا تو وہ مر چکی تھی، اب حالت یہ ہوئی کہ لڑکی زمین کے ساتھ چپکی ہوئی تھی، اٹھانے سے اٹھتی نہیں تھی اس کو اٹھا اٹھا کر تھک گئے اب حیران کہ کیا کریں کسی کے ذہن میں اچانک یہ بات آئی اس نے جا کر ٹی وی اٹھایا تو لڑکی بھی اٹھی، اب تو یہ ہوا کہ اگر ٹی وی اٹھاتے تو لڑکی کی نعش ورنہ بالکل کوئی اس کو نہ اٹھا سکتا، آخر انہوں نے لڑکی کے ساتھ ٹی وی کو بھی اٹھایا اور اس کو بیچ

لائے اور غسل دے کر کفن وغیرہ پہنا کر جب جنازہ اٹھایا تو حیران رہ گئے کہ چارپائی تو نعش سے مس نہیں ہوتی۔ بالآخر انہوں نے ٹی وی کو اٹھایا اور قبرستان تک لے گئے۔ اب انہوں نے لڑکی کو قبر میں دفن کیا اور ٹی وی کو اٹھا کر گھر لانے لگے، جونہی انہوں نے ٹی وی کو اٹھایا تو میت قبر سے باہر آ پڑی۔ انہوں نے پھر اس کو دفن کیا اور ٹی وی کو اٹھایا تو پھر میت باہر آ پڑی اب تو سب کو بہت پریشانی ہوئی۔ انہوں نے لڑکی کو ٹی وی سمیت قبر میں دفن کر دیا۔ اب نعش کا جو حشر ہوا ہوگا وہ تصور ہی کیا جا سکتا ہے۔ (رسالہ ختم نبوت جلد ۸ شمارہ ۷)

ٹی وی کے نقصانی اثرات

روزنامہ "مسلمان" مدراس نے مورخہ ۱ اگست ۱۹۹۲ء کی اشاعت میں لکھا ہے:

"رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ امریکا اور انگلینڈ میں ٹی وی سے جو زہریلے مادے گیسوں کی شکل میں خارج ہوتے ہیں وہ خلائی تجربہ گاہ میں پہنچنے کے بعد پائے جانے والے اثرات سے پچیس گنا زیادہ خطرناک ہوتے ہیں۔" (رسالہ ختم نبوت جلد ۱۱ شمارہ ۵)

دنیا میں عذاب عظیم

۳۰ اکتوبر ۱۹۹۰ء کو جب ہر طرف مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا تھا مسلمانوں کی جائیداد کو آگ لگائی جا رہی تھی، عورتوں کی بے حرمتی کی جا رہی تھی تو ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۰ء کو میں استغفار کی نیت سے سو گیا، خواب میں آپ ﷺ تشریف لاتے ہیں، میں نے ان سے عرض کیا:

"حضرت مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے، ان کے مال و جائیداد کو آگ لگائی جا رہی ہے۔ عورتوں کی بے حرمتی کی جا رہی ہے، ہر طرف مسلمان پریشان حال ہیں وہ عمل بتائیے جس سے مسلمانوں کی پریشانیاں دور ہو جائیں۔"

ابن جریجؒ نے فرمایا:

''کوٹھیوں پر سے چھتریاں اتروا دو۔''

یعنی ٹی وی چینل کے انٹینا اتروا دو۔ (رسالہ ٹی وی کی تباہ کاریاں)

عذاب قبر

دو دوست تھے، ایک جدہ میں رہتا تھا، دوسرا ریاض میں۔ دونوں میں گہری دوستی تھی، دونوں ہی دیندار و پرہیزگار تھے۔ ریاض والے دوست کے گھر والوں نے ضد کی وہ گھر میں ٹی وی لے آئے، اپنے بچوں اور بیوی کے اصرار پر اس نے اپنے گھر والوں کے لیے ٹی وی خرید لیا، کچھ دنوں بعد اس کا انتقال ہو گیا، جدہ والے دوست نے اس کو تین مرتبہ خواب میں دیکھا، ہر مرتبہ اس کو عذاب کی حالت میں پایا اور اس نے خواب میں تینوں مرتبہ اس جدہ والے دوست سے کہا:

''خدا کے لیے میرے گھر والوں سے کہو کہ وہ گھر سے ٹی وی نکال دیں، کیونکہ جب سے ان لوگوں نے مجھے دفن کیا ہے مجھ پر اس ٹی وی کی وجہ سے عذاب مسلط ہے، کیونکہ میں نے ٹی وی خرید کر گھر میں رکھا تھا وہ لوگ اس بے حیائی سے مزے لے رہے ہیں اور میں عذاب میں گرفتار ہوں۔''

جدہ والا دوست جہاز کے ذریعہ ریاض پہنچا اور اس کے گھر والوں کو خواب سنایا اور یہ بھی بتایا کہ میں نے تین مرتبہ ایسا دیکھا ہے۔ گھر والے یہ سن کر رونے لگے، اس کا بڑا بیٹا اٹھا اور غصہ میں ٹی وی کو اٹھا کر پٹخا، اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے، اٹھا کر کوڑے کے ڈبے میں پھینک دیا۔

جدہ والا دوست جب جدہ واپس پہنچا تو اس نے پھر دوست کو خواب میں دیکھا اس بار وہ

ایسی حالت میں تھا۔ اس کے چہرے پر ایک رونق تھی۔ اس نے اپنے ہمدرد دوست کو دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تجھے بھی مصیبتوں سے نجات دلائے جس طرح تو نے میری پریشانی دور کرائی۔ (حوالہ بالا)

ٹی وی کو تباہ کر دو اس سے قبل کہ.....

شیخ عبدالحمید سابق چیف جسٹس سپریم کورٹ آف سعودیہ عربیہ نے اپنے ایک مضمون میں لکھا ہے

"ایک جرمنی کے ماہر اجتماعیات نے مختلف درسگاہوں اور اداروں کے براہ راست بھرپور مطالعہ کے بعد سوسائٹی اور نئی نسل پر ٹی وی کے خطرات کا گہرائی سے جائزہ لے کر کہا کہ ٹی وی اور اس کے نظام کو تباہ کر دو اس سے قبل کہ یہ تمہیں تباہ و برباد کرے۔" (حوالہ بالا)

ٹیلی ویژن بچوں پر تباہ کن اثرات مرتب کرتا ہے

ٹیلی ویژن پر تشدد اور جنسی تعلقات سے متعلق پروگرام بچوں پر تباہ کن اثرات مرتب کرتے ہیں۔ یہ بات برطانیہ کے وزیر صحت نے کہی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ حکومت کو ٹیلی ویژن نشریات پر کنٹرول کرنا چاہیے اور اس کے ساتھ ساتھ والدین بھی بچوں پر پابندی لگائیں اور ان کو ایک حد میں رکھیں، جس سے آگے بچے قدم نہ اٹھائیں انہوں نے کہا کہ والدین کو اپنی ذمہ داری محسوس کرنی چاہیے اور بچوں کو بڑوں کی عزت کرنا اور برے بھلے کی تمیز کرنا سکھانا چاہیے۔ (حوالہ بالا بحوالہ روزنامہ نوائے وقت ۵ اپریل ۱۹۹۲ء)

ٹی وی سے عذاب قبر

فیصل آباد میں ایک شخص نے بچوں کے لیے ٹی وی خریدا، یہ شخص مر گیا تو اس نے خواب میں اپنے بڑے بیٹے سے کہا

اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ

ولا تغرنکم الحیوۃ الدنیا ولا یغرنکم باللہ الغرور۔

"تمہیں دنیوی زندگی ہرگز دھوکے میں نہ ڈالے اور تمہیں اللہ کے بارے میں شیطان ہرگز دھوکے میں نہ ڈالے۔"

اکثروا من ذکر ھاذم اللذات الموت

"موت کو کثرت سے یاد کیا کرو جو تمام لذتوں کا یکسر خاتمہ کرنے والی ہے۔"

رنگ رلیوں پہ زمانے کی نہ جانا اے دل
یہ خزاں ہے جو بانداز بہار آئی ہے

وقت تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اس کی جتنی قدر کی جائے کم ہے۔ ٹی وی اور ویڈیو میں فلمیں دیکھنے سے آخرت کا کون سا فائدہ ہوگا؟ بلکہ خسارہ ہی خسارہ ہے اللہ کے ذکر سے غافل کرنے والی اور فکر آخرت کو ختم کرنے والی چیز ہے اور جو چیز انسان کو اللہ کے ذکر اور موت کے فکر اور اپنے مقصد حیات سے غافل کر دے اور منحوس اور بیکار ہے حدیث میں ہے:

من حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ

یعنی انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ بیکار چیزوں کو چھوڑ دے اور حدیث میں ہے:

عن ابن عمر رضی اللہ عنھما قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عاشر عشرۃ فقام رجل من الانصار فقال یا نبی اللہ من اکیس الناس واحزم الناس قال اکثرھم ذکر الموت واکثرھم استعداد للموت اولئک الاکیاس ذھبوا بشرف الدنیا وکرامۃ الآخرۃ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم دس آدمی جن میں کا ایک میں بھی تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ سب سے زیادہ سمجھدار اور سب سے زیادہ محتاط آدمی کون ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو لوگ موت کو سب سے زیادہ یاد کرنے والے اور موت کے لیے سب سے زیادہ تیاری کرنے والے ہوں، یہی لوگ ہیں جو دنیا کی شرافت اور آخرت کا اعزاز لے اڑے۔

([illegible] حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی [illegible])

لہٰذا انسان کو جو وقت ملا ہے اسے موت اور آخرت کی تیاری میں صرف کرنا چاہیے بے کار اور لغو کاموں میں وقت ضائع نہ کیا جائے۔

شیخ سعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جز یاد دوست ہر چہ کنی عمر ضائع است
جز سر عشق ہر چہ بخوانی بطالت است

یاد الٰہی کے علاوہ کسی اور چیز میں مشغول ہونا عمر ضائع کرنا ہے، عشق الٰہی کے سوا جو کچھ پڑھا جائے بے کار ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رسالہ کے ذریعہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گناہ سے بچائے اور ٹی وی، وی سی آر، کیبل، ویڈیو گیم وغیرہ کی لعنت سے توبہ و تائب ہونے کی توفیق دے اور ہر اس چیز سے بچنے کی توفیق دے جو اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل کرنے والی ہو۔

محمد احسان اللہ شائق عفا اللہ عنہ
خادم افتاء و تدریس
جامعۃ الرشید احسن آباد کراچی
۲۶ ذی الحجہ ۱۴۲۸ھ